دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلدِ سوم

کتاب الصلوٰۃ

دار الاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دار العلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ اللّٰہ العلی العظیم و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔

امّا بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اوّل کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اوّل وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کُل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۴۴۷ الجمعیۃ سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کُل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اوّل و دوم و سوم کے کُل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکسٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب الجنائز سے شروع ہوتی ہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

احقر حفیظ الرحمان واصفؔ

فہرست عنوانات

کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب

اذان و تکبیر

۱ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟	۴۵
۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے	″
۳ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا	۴۶
۴ اقامت میں دائیں یا بائیں مڑنے کا حکم	″
۵ نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم	″
۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھاکر دعا کرنا	۴۷
۷ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا	″
۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں	″
۹ جواب دیگر	″
۱۰ اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا	۴۸
۱۱ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا	″
۱۲ بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں	″
۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں	۴۹
۱۴ اذان کے بعد پیتل کی تختی بجانا بدعت ہے	″
۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر "محمد رسول اللہ" کا اضافہ	″
۱۶ فوٹو گرافر کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی	۵۰
۱۷ اقامت میں "حی علی الصلوٰۃ" پر کھڑا ہونا مستحب ہے	″
۱۸ رفع وبا کے لئے اذان کہنا مباح ہے	۵۱
۱۹ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا	″
۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے	″
۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے	۵۲
۲۲ امام مصلے پر کب کھڑا ہو؟	″

مضمون	صفحہ
۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا	۵۳
۲۴ تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد	〃
۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے	۵۴
۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے	〃
۲۷ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں	〃
۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تثویب میں داخل ہے	〃
۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا باآواز بلند درود پڑھنا	۵۵
۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا	۵۶
۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے	۵۷
۳۲ سوال مثل بالا	〃
۳۳ جواب دیگر	۵۸
۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا	〃
۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے	۶۰
۳۶ اذان کے بعد دعا میں "والدرجۃ الرفیعۃ" اور "وارزقنا شفاعتہ" کا اضافہ	〃
۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا	۶۱
۳۸ اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں	〃
دوسرا باب **اوقات نماز**	
۳۹ نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟	۶۲
۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق	۶۳
۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم	〃
۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے	۶۴
۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟	〃
۴۴ شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے	۶۵
۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم	〃
۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے	〃
۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا	〃

مضمون	صفحہ
۴۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں	۶۶
۴۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے	۶۷
۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟	"
۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟	۶۸
۵۲ طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں	"
۵۳ جواب دیگر	"
۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے	۶۹
۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات	"
۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے	۷۰
۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں	۷۱
۵۸ اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟	"
۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جاسکتی ہے	"
۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟	۷۲
تیسرا باب	
امامت و جماعت	
فصل اول: امامت	"
۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم	"
۶۲ (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت	"
(۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم	"
۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	۷۳
۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں	۷۴
۶۵ غلط خواں کی امامت	۷۵
۶۶ جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم	۷۶
۶۷ ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت	"
۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے	۷۷
۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا جائز ہے	"
۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم	"

مضمون	صفحہ
۷۱ امام کا "در" یا محراب کے اندر کھڑا ہونا	۷۸
۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے	"
۷۳ ڈاڑھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے	۷۹
۷۴ تہبند باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے	"
۷۵ (۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو	۸۰
(۲) نابینا حافظ کے پیچھے تراویح کا حکم	"
(۳) چوغہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	"
۷۶ منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں	"
۷۷ غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیز گار کی امامت	"
۷۸ تراویح میں پختہ حفظ والے حافظ کو امام بنایا جائے	۸۱
۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت	"
۸۰ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے	۸۲
۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم	"
۸۲ بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم	"
۸۳ جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے	۸۳
۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال نامے دیکھنے والے کی امامت	"
۸۵ ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت	۸۴
۸۶ غیر مختون کی امامت کا حکم	"
۸۷ جوا کھیلنے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت	"
۸۸ غسال کے پیچھے نماز جائز ہے	۸۵
۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم	"
۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت	۸۶
۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض	"
۹۲ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے	"
۹۳ افیون اور پوست پینے والے کی امامت	۸۷
۹۴ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے	"
۹۵ بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے	۸۸

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے
"	۹۷ ذبح کرنے والے کی امامت
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے ؟
۹۰	۹۹ بد چلن بیٹی والے کی امامت
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
"	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت
"	(۳) حضرت حسینؓ کی طرف منسوب ایک روایت
"	۱۰۱ مسائل سے واقف 'پیشہ ور شخص کی امامت
"	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم
"	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا
"	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں ؟
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے ؟
"	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے
۹۴	۱۰۴ بیٹی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت کا حکم
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی امامت
"	(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے
"	۱۰۶ امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں
"	۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے
"	۱۰۹ بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم
"	۱۱۱ ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے
"	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حق دار ہے
"	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہئے
"	۱۱۶ ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

مضمون	صفحہ
۱۱۷ زبردستی امام بننا درست نہیں۔	۹۹
۱۱۸ چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت	۱۰۰
۱۱۹ ہیجڑے کی امامت کا حکم	۱۰۱
۱۲۰ بدعتی کی امامت مکروہ ہے	〃
۱۲۱ نامرد کی امامت جائز ہے	〃
۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت	〃
(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت	〃
(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں	〃
۱۲۳ شراب پینے اور خشخشی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت	۱۰۳
۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی امامت	〃
۱۲۵ سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے	〃
۱۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی امامت	۱۰۴
۱۲۷ (۱) بدچلن بیوی رکھنے والے کی امامت	〃
(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم	〃
۱۲۸ نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتدا کا حکم	〃
۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے	۱۰۵
۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت	〃
۱۳۱ فسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم	〃
۱۳۲ (۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں نکالنا	۱۰۶
(۲) بلاوجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے	〃
(۳) احکام شرعیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم	〃
(۴) تراویح پڑھانے والے کی دعوت خدمت	〃
۱۳۳ آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم	۱۰۷
۱۳۴ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے	〃
۱۳۵ غلط افعال والے کی امامت	۱۰۸
۱۳۶ تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا	۱۰۹
۱۳۷ (۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے	〃

مضمون	صفحہ
(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت....	۱۰۹
۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے..	۱۱۰
۱۳۹ (۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟	۱۱۲
(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی امامت	"
۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت....	"
۱۴۱ بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت	۱۱۳
۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت	۱۱۴
(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی	"
(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا........	"
(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے.........	"
۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے	۱۱۵
(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت	"
۱۴۴ امامت کا حق کس شخص کو ہے	"
۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم	۱۱۶
(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں	"
۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم	"
۱۴۷ یتیموں کا مال کمانے والے شخص کی امامت	۱۱۷
۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے کی امامت	"
۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے........	۱۱۸
۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم	"
۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم	۱۱۹
۱۵۲ بد کردار امام، جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں	"
۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے...	۱۲۰
۱۵۴ قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتدا..	۱۲۱
۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت	"
۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور ناغہ کرنے والے کی امامت	"
۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا	۱۲۲

مضمون	صفحہ
۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے	۱۲۲
۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت...	〃
۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟........	۱۲۳
۱۶۱ زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے	۱۲۴
۱۶۲ رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت	〃
۱۶۳ جواب دیگر........	〃
۱۶۴ جواب دیگر	〃
۱۶۵ چرس، افیون کھانے والے کی امامت	۱۲۵
۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھی ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے	〃
۱۶۷ پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے........	〃
۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟	۱۲۶
۱۶۹ (۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم........	〃
(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے........	〃
۱۷۰ جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت	۱۲۷
۱۷۱ ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے	〃
۱۷۲ برص والے شخص کی امامت	〃
۱۷۳ [illegible] کو امام بنانا کیسا ہے؟	۱۲۸
۱۷۴ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امام مسجد کو ہے	〃
۱۷۵ داڑھی کاٹنے والے کی امامت	〃
۱۷۶ (۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت........	۱۲۹
(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت........	〃
۱۷۷ (۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت........	〃
(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟........	〃
(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت........	〃
(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت........	〃
(۵) نشہ کرنے اور گالی دینے والے کی امامت...	〃
(۶) امام جس سے مقتدی ناخوش ہوں	〃

مضمون	صفحہ
(۷) فاسق وفاجر کی اقتداء کا حکم	۱۲۹
(۸) فاسق وفاجر کا زبردستی امام بننا	″
۱۷۸ ایک چشم کی امامت	۱۳۱
۱۷۹ بلاوجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک	″
۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز	۱۳۲
۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم	″
۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا	۱۳۳
۱۸۳ مجاور کی امامت	″
۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت	″
۱۸۵ پیش امام کی تعظیم وتکریم واجب ہے	۱۳۴
فصل دوم : جماعت	
۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم	″
۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا	″
۱۸۸ جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں	۱۳۵
۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟	″
۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت	۱۳۶
۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	″
۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم	۱۳۷
۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفسار	″
۱۹۴ مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟	″
۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے	۱۳۸
۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے	″
۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟	۱۳۹
۱۹۸ صف اول کی فضیلت	″
۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	″
۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں	۱۴۰
(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے	″

مضمون	صفحہ
۲۰۱ عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں ؟	۱۴۱
۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے	"
۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید	۱۴۲
۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے	۱۴۳
۲۰۵ اشکال بر جواب بالا	"
۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	۱۴۴
(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے	"
۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بکر تھا تو نماز نہیں ہوئی	۱۴۵
۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے	
۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے	"
۲۱۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا	۱۴۶
(۲) دروں کے درمیان صف بنانا	"
۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم	"
۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم	"
۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو	۱۴۷
۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم	"
۲۱۵ بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا	۱۴۸
۲۱۶ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے	"
۲۱۷ محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم	۱۴۹

چوتھا باب
مسجد اور عید گاہ کے آداب

مضمون	صفحہ
فصل اول : مسجد میں جنبی کا داخل ہونا	"
۲۱۸ مسجد میں سوئے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے ؟	"
۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟	"
فصل دوم مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا	۱۵۰
۲۲۰ مسجد کے اندر تیمم کرنا	"
۲۲۱ مسجد کی دری کا جلسہ میں استعمال	"

مضمون	صفحہ
۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال	۱۵۰
۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال	۱۵۱
۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا	//
۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عیدگاہ میں استعمال کرنا	//
فصل سوم : مسجد کے سامنے باجہ بجانا	۱۵۲
۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ بجانا	//
۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا	//
۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے	۱۵۳
۲۲۹ مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا	۱۵۴
فصل چہارم زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد	//
۲۳۰ مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم	//
۲۳۱ ہیجڑوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم	۱۵۵
فصل پنجم مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا	//
۲۳۲ مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا	//
۲۳۳ مسجد میں سونا	//
۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا	۱۵۶
۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا	//
۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا	۱۵۷
۲۳۷ (۱) مسجد کے برآمدے میں سونا	//
(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا	//
(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا	//
(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا	//
۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا	۱۵۸
۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا	//
۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟	۱۵۹
(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا	//

صفحہ	مضمون
۱۵۹	۲۴۱ (۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز
"	(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوۃ قبل الجمعۃ" پکارنا
"	فصل ششم : حقوق متعلقہ مسجد ....
"	۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا ...
۱۶۰	۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا
۱۶۱	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے
۱۶۲	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے
۱۶۳	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے
"	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا
"	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی ....
۱۶۴	۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا ....
"	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں ....
"	۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے
۱۶۵	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں
"	فصل ہفتم : مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ
"	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ....
۱۶۶	فصل ہشتم : مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا
"	۲۵۴ ویران مسجد کے سامان کا حکم
"	۲۵۵ (۱) مسجد کے ملبہ کا حکم ....
"	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا
۱۶۷	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم
"	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم ....
۱۶۸	۲۵۸ فاضل سامان کو فروخت کرنا
"	فصل نہم : مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا
"	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا
۱۶۹	۲۶۰ سوال مثل بالا

مضمون	صفحہ
۲۶۱ دوران خطبہ چندہ کا حکم	۱۶۹
۲۶۲ ایضاً	//
۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا	//
فصل دہم : مسجد میں بدبو دار چیز کا استعمال	۱۷۰
۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا	//
۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لالٹین کا استعمال	//
۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے	//
۲۶۷ مسجد میں لیمپ جلانا	۱۷۱
فصل یازدہم : مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا	//
۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا	//
۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا	۱۷۲
۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے	//
فصل دوازدہم استقبال قبلہ	۱۷۳
۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے	//
۲۷۲ استقبال قبلہ کا طریقہ	۱۷۴
۲۷۳ معمولی انحراف مفسد نماز نہیں	//
۲۷۴ قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین	//
۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو	۱۷۵
۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف	۱۷۶
۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے	//
۲۷۸ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے	۱۷۷
۲۷۹ جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا	//
۲۸۰ دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے	//
فصل سیزدہم : جماعت خانہ و صحن و فنائے مسجد	۱۷۸
۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا	//
۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر	۱۷۹

مضمون	صفحہ
۲۸۳ استنجا خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا	۱۷۹
۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا	۱۸۰
۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور استنجاخانہ بنانا	۱۸۳
فصل چہاردہم : مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا	۱۸۳
۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا	"
۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا	"
۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا	"
(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا	"
۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا	۱۸۴
فصل پانزدہم : مسجد میں نماز جنازہ	
۲۹۰ بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے	"
فصل شانزدہم . عید گاہ کے احکام	۱۸۵
۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز	"
(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں	"
(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا	"
(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا	"
۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے	"
۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا	۱۸۶
۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا	"
۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں	"
۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم	"
۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید	۱۸۷
فصل ہفدہم : مسجد میں خرید و فروخت کرنا	"
۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا	"
فصل ہیجدہم : مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ	"
۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا	"

مضمون	صفحہ
۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا	۱۸۸
۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب سنانا	۱۸۹
۳۰۲ سنتوں اور نفلوں کے وقت کتاب سنانا	″
فصل نوزدہم : مسجد میں اکھاڑہ بنانا	۱۹۱
۳۰۳ مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں	″
۳۰۴ مسجد میں کھیل کودنا جائز ہے	۱۹۲
فصل بستم : متفرق مسائل	″
۳۰۵ ضد کی وجہ سے بنی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم	″
۳۰۶ مسجد میں جوتیاں رکھنا	۱۹۳
۳۰۷ (۱) جامع مسجد کسے کہتے ہیں	۱۹۴
(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا	″
۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟	″
۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں	۱۹۶
۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ	۱۹۷
۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعوی	″
۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز	۱۹۸
۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں	″
۳۱۴ سوال مثل بالا	″
۳۱۵ ایضاً	″
۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا	۱۹۹
۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں	۲۰۰
(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی	″
(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت	″
(۴) بلاوجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے	″
(۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پارٹی	″
(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا	″
۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے	۲۰۲

صفحہ	مضمون
۳۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
"	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
"	(۴) سوال مثل بالا
"	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی کی تقسیم
"	(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھنا
"	(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
"	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
"	(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں سننا فرض ہے
"	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
"	(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہئے
"	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا
"	(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
"	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
"	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتار دیا جائے
	۳۱۹ جواب مکرر
۳۰۵	۳۲۰ مسلمان حاکم پر مسجد کا انتظام لازم ہے
"	۳۲۱ مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے
"	۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے
"	۳۲۳ مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں
۳۰۶	۳۲۴ مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا جائز نہیں
۳۰۷	۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا
۳۰۸	۳۲۶ مسجد کے اندر حلقۂ ذکر منعقد کرنا
"	۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس
۳۰۹	۳۲۸ مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم
۳	۳۲۹ صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا
"	۳۳۰ مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا
	۳۳۱ سوال متعلقہ ذکر در مسجد

مضمون	صفحہ
۳۳۲ مسجد کو پاک و صاف ستھرا رکھا جائے	۲۱۰
۳۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جوتا پہن کر جانا	۲۱۲
۳۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا	"
۳۳۵ احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے	"
۳۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا	"
(۲) زیر تعمیر مسجد میں جوتوں سمیت گھومنا	"
۳۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے	۲۱۳
۳۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں	"
(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے	"
۳۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے	۲۱۴
۳۴۰ ویران مسجد کو چاردیواری لگا کر بند کر دیا جائے	"
۳۴۱ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے	۲۱۵

پانچواں باب

نماز جمعہ

مضمون	صفحہ
فصل اول: احتیاط الظہر	"
۳۴۲ جہاں جمعہ شرائط وجوب ہوں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں	"
۳۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات	۲۱۶
۳۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں	۲۱۷
۳۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا	"
۳۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں	۲۱۸
۳۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے	۲۱۹
۳۴۸ ایضاً	"
۳۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم	۲۲۰
۳۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم	۲۲۴
فصل دوم: شرائط جمعہ	۲۲۵
۳۵۱ قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم	"
۳۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں	"

مضمون	صفحہ
۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القری اور مصر و قریہ کی تعریف	۲۲۶
۳۵۴ تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ میں جمعہ	۲۲۹
۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا......	〃
۳۵۶ فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم.........	۲۳۰
۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۱
(۲) فنائے مصر کی تعریف..............................	〃
۳۵۸ گاؤں جس کے وقف مسجد میں نہ [illegible] جمعہ کا حکم	۲۳۲
۳۵۹ جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو...	
۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں	۲۳۳
۳۶۱ بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا........................	〃
۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا	۲۳۴
۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو...	
۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	۲۳۵
۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو..............................	
۳۶۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم..............	۲۳۶
۳۶۷ تیس گھر والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں..............................	۲۳۸
۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب..............................	〃
۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی بہ تعریف	۲۳۹
۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت	۲۴۰
۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	〃
۳۷۲ قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم..............................	〃
۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات..............	۲۴۲
۳۷۴ "لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب	〃
۳۷۵ شرائط جمعہ کیا ہیں؟..............................	〃
۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے..............................	۲۴۳
(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں..............................	〃
۳۷۷ ۳۵۰ گھر والی بستی میں جمعہ کا حکم..............................	〃

مضمون	صفحہ
۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۴۴
۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے 'احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں.	۲۴۵
۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو مرد ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم	۲۴۶
۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو جمعہ کا حکم	۲۴۷
۳۸۲ دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں	//
۳۸۳ تیس آدمیوں میں جمعہ درست نہیں.........	۲۴۸
۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں..............................	//
۳۸۵ چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں	۲۴۹
۳۸۶ (۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے؟	//
(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں	//
۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے	۲۵۰
۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟..	//
۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم	۲۵۱
۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے..................	۲۵۲
(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں ؟..............................	//
(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم...	//
۳۹۱ ۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم...	۲۵۳
۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب	//
۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے	۲۵۴
۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھنا چاہئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں	//
(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں ؟............	//
۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم	۲۵۵
۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق	//
(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا امیر بنالیں..........	//
(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے "شرح وقایہ" سے استدلال...	//
(۴) "عمدۃ الرعایۃ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب	//
۳۹۷ موضع پیرجی میں جمعہ کا حکم	۲۵۶

مضمون	صفحہ
۳۹۸ ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم....	۲۵۷
۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ	"
۴۰۰ مصر کی تعریف میں " مالا یسع أکبر مساجدہ" کی شرط......	۲۵۸
فصل سوم : خطبہ واذان خطبہ......	"
۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے...	"
۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا	۲۵۹
۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا	۲۶۰
۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متوارثہ ہے	"
۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے...	"
۴۰۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم	"
۴۰۷ جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے......	۲۶۲
۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں......	"
(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے	
(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا	
(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ نیچے اترنا بدعت ہے	
۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے	۲۶۳
(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا	"
(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا..	"
۴۱۰ پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے..	۲۶۴
۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ	"
۴۱۲ غیر عربی میں خطبہ درست نہیں..	"
۴۱۳ ایضاً........	۲۶۵
۴۱۴ ایضاً	
۴۱۵ ایضاً....	
۴۱۶ اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ کی جائے	۲۶۶
۴۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا چاہئے؟	"
۴۱۸ سوال مثل بالا	۲۶۷

صفحہ	مضمون
۲۶۷	۴۱۹ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا..................
۲۶۸	۴۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھا جائے
〃	۴۲۱ (۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے..................
〃	(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے
۲۶۹	۴۲۲ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟..................
〃	(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟..
〃	(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں..................
〃	(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے..................
۲۷۰	۴۲۳ غیر عربی میں خطبہ متوارث سنت کے خلاف ہے..................
〃	۴۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم..................
۲۷۱	۴۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے..................
〃	۴۲۶ اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے..................
۲۷۲	۴۲۷ غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے..................
〃	۴۲۸ حضرت شاہ اسماعیلؒ کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟..................
〃	۴۲۹ اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے
۲۷۳	۴۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو..................
۲۷۴	۴۳۱ (۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟
〃	(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟
〃	۴۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے..................
〃	(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا..................
〃	(۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے..................
〃	(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے..................
	(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں..................
	(۶) خطبہ سنتے وقت درود دل میں پڑھنا چاہئے
〃	(۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں
	(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے
۲۷۶	۴۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے

مضمون	صفحہ
۴۳۴ عربی میں خطبہ مسنون ہے........	۲۷۶
۴۳۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے	۲۷۸
(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	"
۴۳۶ خطبہ سے پہلے یا بعد میں اس کا ترجمہ کرنا	"
۴۳۷ خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے........	۲۷۹
۴۳۸ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے........	۲۸۰
۴۳۹ اذان ثانی خطیب کے سامنے کی جائے	"
۴۴۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں	"
۴۴۱ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے........	۲۸۱
۴۴۲ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا........	"
۴۴۳ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے........	"
۴۴۴ بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے........	۲۸۲
۴۴۵ (۱) خطبہ میں "اللھم اید الاسلام ..." پڑھنا	"
(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا........	"
(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں [illegible]	"
(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا........	"
(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا........	"
(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں........	"
۴۴۶ خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا........	۲۸۳
فصل چہارم: تعطیل یوم جمعہ........	"
۴۴۷ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں	"
۴۴۸ اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے........	"
۴۴۹ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے	۲۸۵
۴۵۰ اذان جمعہ سے پہلے [illegible]	"
فصل پنجم: مصافحہ بعد جمعہ و عیدین	۲۸۶
۴۵۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں........	"
فصل ششم: امامت جمعہ	"

مضمون	صفحہ
۴۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام	۲۸۶
۴۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سہو کا حکم	۲۸۷
فصل ہفتم : تعدد جمعہ	
۴۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ	"
۴۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے	۲۸۸
۴۵۶ شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے	۲۸۹
۴۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے	"
۴۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم	۲۹۰
۴۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے	"
۴۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم	۲۹۱
فصل ہشتم جمعہ کے نوافل مسنونہ	"
۴۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارنا	"
۴۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم	"
فصل نہم : مسافر کا جمعہ	۲۹۲
۴۶۳ سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں	"
فصل دہم عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین	"
۴۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم	"
۴۶۵ سوال مثل بالا	"

چھٹا باب
نماز عیدین

مضمون	صفحہ
۴۶۶ شافعی امام کے پیچھے حنفی کے تکبیرات زائد کا حکم	۲۹۳
۴۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے	"
۴۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں	۲۹۴
۴۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم	"
۴۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا	۲۹۵
۴۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے	۲۹۶
۴۷۲ (۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟	"

مضمون	صفحہ
(۲) شہر [illegible] کی جائے	۲۹۲
[illegible] ؟	〃
(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے۔	〃
(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟	〃
(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم	〃
(۷) "فتاوی عبدالحی" کی عبارت کی تحقیق	
۴۷۳ عورتوں کا عید [illegible] نماز [illegible] جائز ہے؟	۲۹۸
۴۷۴ دوران خطبہ چندہ کا حکم	〃
۴۷۵ خطبہ کے وقت [illegible] میں "[illegible]" کی عبارت کا مطلب	〃
۴۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا	۲۹۹
۴۷۷ (۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد	۳۰۰
(۲) جمعہ و عید کے دن [illegible]	
(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟...	〃
۴۷۸ جمعہ و عیدین میں سہو کا حکم....	〃
۴۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا [illegible] ہے؟	〃
(۲) مسجد نبوی ﷺ [illegible] میں عورتیں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟	
(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟	
۴۸۰ عید کے دن گلے ملنا [illegible] ہے	۳۰۲
۴۸۱ عیدالاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے	
۴۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید [illegible]	۳۰۳
۴۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے..........	
۴۸۴ صحیح لفظ "عیدالاضحیٰ" ہے	〃
۴۸۵ (۱) نماز عید [illegible] میدان میں [illegible] سنت ہے	۳۰۴
(۲) نماز عید [illegible] میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے	〃
۴۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب	
۴۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع	
۴۸۸ نماز عید میں سجدہ سہو کا حکم۔	۳۰۵

مضمون	صفحہ
۴۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے	۳۰۵
۴۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم..	"
۴۹۱ شافعی امام کا دومرتبہ نماز عید پڑھانا	۳۰۶
۴۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں........................	"
۴۹۳ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم	"
۴۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں..	۳۰۷
۴۹۵ نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے	"
۴۹۶ عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے..	"
۴۹۷ عید و نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت	"
۴۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے	۳۰۸
ساتواں باب	
سنن و نوافل	
فصل اول . سنت فجر	۳۰۸
۴۹۹ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم	"
۵۰۰ جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں	۳۱۰
۵۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم	۳۱۱
۵۰۲ سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟	"
۵۰۳ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم	"
۵۰۴ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں	۳۱۲
فصل دوم :احکام سنن و نوافل	"
۵۰۵ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم	"
۵۰۶ سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے	۳۱۳
۵۰۷ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے	"
۵۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں....	۳۱۴
۵۰۹(۱)وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	۳۱۵
(۲)مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں؟	"
۵۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟	"

مضمون	صفحہ
۵۱۱ وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر	۳۱۶
۵۱۲ سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں	
۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم	//
۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟	۳۱۷
۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟	//
(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں؟	//
(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں	//
۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت	۳۱۸
۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں؟	//
۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	//
۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم	۳۱۹
۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	//
۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں	//
۵۲۲ چند احادیث کا مطلب	//
۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟	۳۲۱
۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟	//
۵۲۵ سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے	//
۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں؟	۳۲۲
۵۲۷ سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا	//
۵۲۸ سنن ونوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے	//
۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار؟	۳۲۳
۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے	//
فصل سوم تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد	۳۲۴
۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم	//
فصل چہارم : نماز استسقاء	//
۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعا واستغفار	//
۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ	//

مضمون	صفحہ
۵۳۴ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے	۳۲۵
۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے	۳۲۶
(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں ؟	"
(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں ؟	"
فصل پنجم صلوۃ الحاجۃ	۳۲۸
۵۳۶ صلوۃ الحاجۃ کا طریقہ	"
فصل ششم تحیۃ الوتر	"
۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے	"
آٹھواں باب	
دعا بعد نماز	
۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں	۳۲۹
۵۳۹ ایضاً	"
۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا سنت ہے یا واجب ؟	
۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم	۳۳۰
۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کا حکم..	"
۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے	"
۵۴۴ ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا	۳۳۱
۵۴۵ ایضاً	"
۵۴۶ دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد ؟	"
۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے ؟	۳۳۲
۵۴۸ فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے ؟	۳۳۳
۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر ادعا مانگی جائے	"
۵۵۰ نماز کے بعد بآواز بلند کلمہ کا ورد	۳۳۴
۵۵۱ بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں ؟	"
۵۵۲ دعا میں " حینا ربنا بالسلام " کا اضافہ	"
۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے ؟	۳۳۵

مضمون	صفحہ
۵۵۴ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے	۳۳۵
۵۵۵ بعد نماز دعا میں "ربنا و تعالیت" کی زیادتی	۳۳۶
۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے"	"
۵۵۷ "اللھم یا واجب الوجود" کہہ کر دعا کرنا	"
۵۵۸ سنن ونوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث	"

نواں باب
مسافر کی نماز

مضمون	صفحہ
۵۵۹ وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟	۳۷۲
۵۶۰ (۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم	۳۷۳
(۲) کار ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم	"
۵۶۱ قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم	"
۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے"	۳۷۴
۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم	۳۷۵
۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر	"
۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟	"
(۲) جس راستہ پر چلے اس کا اعتبار ہوگا	"
(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم	"
۵۶۶ سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا نماز پوری پڑھے	۳۷۶
۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم	"
۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے"	۳۷۷
(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں	"
۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کیسے پڑھے؟	"
(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟	"
(۳) سفر میں سنتوں کا حکم	"
۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے	۳۷۸
۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے	"
(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ [illegible] پیچھے [illegible]	"

مضمون	صفحہ
(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سوم پیچھے دی تو کیا حکم ہے؟	۳۷۸
(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟	〃
۵۷۲ بحری جہاز کے مازمین کیلئے نماز کا حکم	۳۷۹
۵۷۳ جواب اجواب	۳۸۰

دسواں باب
قضاء نمازیں

مضمون	صفحہ
۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟	۳۸۱
۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے' توبہ کافی نہیں	۳۸۲
۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟	〃
۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں	〃
۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟	۳۸۳
۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے	〃
۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ	〃
۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟	۳۸۴
۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت	〃
۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے	۳۸۶
۵۸۴ کنویں سے مرا ہوا جانور نکلا' تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے	〃

گیارھواں باب
نماز وتر و دعائے قنوت

مضمون	صفحہ
۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا' پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟	〃
۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت	۳۸۷
۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے	〃
۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟	۳۸۸
۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟	〃
۵۹۰ کچھ رکعات تراویح رہ جائے تو وتر کے بعد پڑھے	〃
۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا	〃
۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے	۳۸۹

مضمون	صفحہ
(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟	۳۸۹
(۳) وتر کا تارک گناہگار ہے	〃
(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟	〃
(۵) عیدین کا تارک گناہگار ہے	〃
۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟	۳۹۰
(۲) وتر کے تارک کا حکم	
۵۹۴ وتر کا ثبوت	۳۹۱
۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟	۳۹۲

بارھواں باب
نماز تراویح

مضمون	صفحہ
۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورۃ بقرہ کی چند آیات پڑھنا	۳۹۲
۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امامت کر سکتا ہے	۳۹۳
(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے	〃
۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدے کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعادہ واجب ہے	〃
(۲) درمیانی قعدے کے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم	۳۹۴
۵۹۹ ہر ترویحہ میں بلند آواز سے ذکر	〃
۶۰۰ تراویح پڑھنے والے کی اجرت اور شبینہ کا حکم	〃
۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟	۳۹۵
(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں؟	〃
(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا	〃
۶۰۲ فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے	۳۹۶
۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق	〃
۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح	۳۹۷
۶۰۵ بیس رکعت تراویح کا ثبوت	〃
۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق	۳۹۸
۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق	۳۹۹
۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب	۴۰۰

صفحہ	مضمون
۴۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے؟
"	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے
۴۰۲	۶۱۱ شبینہ جائز ہے یا نہیں؟
"	۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم
۴۰۳	۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق
۴۰۳	۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم
"	۶۱۵ جتنی رکعات فاسد ہوئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے
۴۰۵	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے؟
۴۰۶	۶۱۷ ایک سلام کے ساتھ چھ رکعت تراویح
"	۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے
"	(۲) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
۴۰۸	۶۱۹ بیس رکعات تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے
"	۶۲۰ پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم
"	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہیں؟
۴۰۹	۶۲۲ اجرت لیکر تراویح پڑھانا
"	۶۲۳ درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو وہ شمار ہوں گی
"	۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
"	(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۴۱۰	۶۲۵ امامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں
"	۶۲۶ نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں
"	۶۲۷ تراویح میں دو مرتبہ قرآن مجید کا ختم
۴۱۱	۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیحات مسنونہ آواز سے پڑھی جائیں
"	(۲) وتر کے بعد "سبحان الملک القدوس" بلند آواز سے پڑھنا
"	۶۲۹ تراویح میں نابالغ کی امامت کا حکم
۴۱۲	۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟
"	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
"	(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

مضمون	صفحہ
(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں	۴۱۲
تیرھواں باب	
سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ	
۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں	۴۱۳
۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم	۴۱۴
۶۳۳ "سورہ ص" میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے	،،
۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو ادا ہو گیا	۴۱۵
۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے	،،
چودھواں باب	
سجدہ سہو	
۶۳۶ مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے	۴۱۶
۶۳۷ سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟	،،
۶۳۸ "التحیات" کے بعد "الحمد" پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا	۴۱۷
۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کا حکم	
۶۴۰ جہری نماز میں سراً قراءت کی تو سجدہ سہو واجب ہوگا	،،
۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں "اللّٰھم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا	۴۱۸
۶۴۲ عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟	،،
۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے	،،
۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی؟	۴۱۹
۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوئی	،،
۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب	،،
۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟	۴۲۰
۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟	،،
(۲) سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟	،،
پندرھواں باب	
رکوع، سجدہ اور قعدہ	
۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں	،،

مضمون	صفحہ
۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم	۴۲۱
۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا	"
۶۵۲ رکوع میں "ربی العظیم" کے بجائے "ربی الکریم" پڑھنا	"
۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم	۴۲۲
۶۵۴ تشہد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا	"
سولھواں باب	
نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلاۃ)	
۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟	۴۲۳
۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا	۴۲۴
۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ	"
۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے	"
۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم	۴۲۵
۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟	"
(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟	"
سترواں باب	
مستحبات نماز	
۶۶۱ تشہد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے	۴۲۶
۶۶۲ تشہد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟	۴۲۷
۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟	۴۲۸
اٹھارواں باب	
مفسدات و مکروہات نماز	
۶۶۴ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۴۲۸
۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے	"
۶۶۶ نمازی کے سامنے چراغ ہونا	۴۲۹
۶۶۷ عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟	"
۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں	"
۶۶۹ پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۴۳۰

صفحہ	مضمون
۴۳۹	۶۸۹ قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
۴۴۱	۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
"	۶۹۱ جواب دیگر
۴۴۲	۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ
"	۶۹۳ جواب دیگر
۴۴۳	۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۴۴۹	۶۹۵ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب
	اکیسواں باب
	قراءت وتلاوت
۴۵۲	۶۹۶ فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھنا سنت ہے
"	۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم
۴۵۳	۶۹۸ "[illegible]" پڑھنے کا حکم
"	۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے
"	۷۰۰ "[illegible]"
"	۷۰۱ "اللہ الصمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟
۴۵۴	۷۰۲ تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا
	۷۰۳ پہلی رکعت میں "سورۂ علق" اور دوسری میں "سورۂ غاشیہ" پڑھنا
۴۵۵	۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار
"	۷۰۵ مل کر قرآن خوانی کا حکم
"	۷۰۶ ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا
"	۷۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا
۴۵۶	۷۰۸ جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہری قراءت واجب ہے
"	۷۰۹ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے
"	۷۱۰ نماز میں مسلسل سورت پڑھنا افضل ہے
"	۷۱۱ [illegible]
۴۵۷	۷۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا
"	(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا ثناء پڑھے یا نہیں؟

مضمون	صفحہ
۷۱۳ سورہ یسین کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟	۴۵۷
۷۱۴ خارج از صلوۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم	//
۷۱۵ پہلی رکعت میں "اخلاص" اور دوسری میں "فلق" پڑھنا	۴۵۸
۷۱۶ "قد افلح" کو "قد فلح" پڑھنا	//
۷۱۷ (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم	۴۵۹
(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا سنت ہے	//
(۳) "سورہ فاتحہ" نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا	//
(۴) "سورہ فاتحہ" قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟	//
۷۱۸ امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے	//
۷۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے	۴۶۰
۷۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر "سبحان اللہ" کہا تو نماز فاسد ہوئی؟	//
۷۲۱ "سورہ فاتحہ" کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟	۴۶۱
۷۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفسد صلوۃ نہیں	//
۷۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں	//
۷۲۴ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے	۴۶۲
۷۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے	//

بائیسواں باب
فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، اور بسم اللہ بالجہر

مضمون	صفحہ
۷۲۶ (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟	۴۶۳
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم	
(۳) مقتدی آمین سراً کہے یا جہراً؟	
(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم	//
۷۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم...	۴۶۴
۷۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین اور آمین بالجہر کہا یا نہیں؟	۴۶۵
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟	//
۷۲۹ احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں	//
۷۳۰ (۱) آمین بالجہر کا حکم...	۴۶۶

مضمون	صفحہ
(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا	۴۶۶
(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے؟	"
(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا	"
(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اوران سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟ ...	"
۷۳۱ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟	۴۶۷
۷۳۲ (۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟	۴۶۹
(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین بالجہر کی یا سرا؟	"
۷۳۳ (۱) غیر مقلد حنفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟	۴۷۰
(۲) اہل السنۃ والجماعۃ کسے کہتے ہیں؟	"
(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟	"
(۴) سابقہ دور میں آمین بالجہر اور اخفاء والوں کا کیا معمول تھا؟	"
اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظمؒ)	۴۷۲

تیئسواں باب
ستر عورت

مضمون	صفحہ
۷۳۴ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے	۴۷۵
۷۳۵ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا	"
۷۳۶ ننگے سر نماز کا حکم	
۷۳۷ دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا	"
۷۳۸ دھوتی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا	۴۷۶
۷۳۹ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟	"
۷۴۰ پائجامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا	"
۷۴۱ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے	۴۷۷
۷۴۲ گھٹنا ستر میں داخل ہے	"
۷۴۳ آدھی آستین والی بنیان میں نماز	۴۷۸
۷۴۴ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟	"

مضمون	صفحہ
۷۶۷ (۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا........	۴۸۷
(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم....	″
(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا.......	″
(۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے.........	″
۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟	۴۸۸
۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے...	″
۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت.......	″
۷۷۱ (۱) مسجد میں باآواز بلند "سورہ کہف" پڑھنا	۴۸۹
(۲) بعد نماز بلند آواز کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟	″
۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ [illegible] نماز [illegible]	″
۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ [illegible]	۴۹۰
۷۷۴ [illegible] جنازہ [illegible] کا حکم	″
۷۷۵ عمداً تارک نماز فاسق ہے..	″
۷۷۶ (۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟	۴۹۱
(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے	″
(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے	″
(۴) احتجاجاً بھوک ہڑتال کا حکم..	″
۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے..	″
۷۷۸ عمداً تارک نماز فاسق ہے	۴۹۲
۷۷۹ نماز کے بعد مصلے کو الٹ دینا	″
۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم.	″
۷۸۱ نماز کب معاف ہوتی ہے	۴۹۳
۷۸۲ "اللہ اکبار" کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟	″
۷۸۳ نماز میں تصور شیخ کا حکم	
۷۸۴ نمازی کے سامنے [illegible]	
۷۸۵ (۱) [illegible]	[illegible]
(۲) غیر مقلدین [illegible]	

پہلا باب
اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ پنجگانہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے لگنے میں یا امراض بزرگوں سے بوقت وباء بعد صلوۃ عشاء چند اشخاص کا جمعاً یا فرداً فرداً اذانوں کا کہنا ثابت جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۹) نماز کے علاوہ اذان کی چیزوں کے لئے ثابت ہے بچے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کہی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوۃ قالوا یسن للمهموم ان یامر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانه یزیل الهم کذا عن علی رضی الله تعالی عنه و نقل الاحادیث الواردۃ فی ذلك فراجعه انتهی (رد المحتار)(۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ بچے کے کان میں اذان کہنا اور مهموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بگڑے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں ۔ وفی حاشیة البحر للخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیة انه قد یسن الاذان لغیر الصلوۃ کما فی اذن المولود و المهموم والمصروع و الغضبان ومن ساء خلقه من انسان او بهیمةٍ و عند مزدحم الجیش و عند الحریق و عند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیه اقول ولا بعد فیه عندنا انتهی مختصراً (۲) شدت وباء کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کہی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب کہو تو کہتے ہیں کہ بیا نماز اذان کے سوا ہو سکتی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عنایت فرمائیں؟

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)
(۲) منحة الخالق علی هامش البحر الرائق باب الأذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لبنان و رد المحتار باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید)

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے چونکہ یہ شعائر اسلام سے ہے اس لئے تارک و گناہ گار ہوگا بلکہ اگر کسی شہر والے متفق ہوں تو فقہاء ان سے جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں وهو سنة مؤكدة هي كالواجب في لحوق الاثم (در مختار) قوله هي كالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد رحمه الله لو اجتمع اهل بلدة على تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته و حبسته (رد المحتار)(۱)

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجا کر وقت کا اعلام کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلاک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلاک پر وقت کا اعلام اور کلاکوں کی تعداد کا گھنٹہ بجتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلام صلوٰۃ کی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تثویب کی اجازت دی ہے اور تثویب کی صورتیں عرف و تعارف پر چھوڑ دی ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ تثویب مکروہ بدعت ہے وهو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھڑی کا ہونا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بجایا جاتا بلکہ وقت کا اعلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا مثلیت میں تحویل وجہ اور التفات الی الیمین والشمال داخل ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و يتحول فيه وكذا فيها مطلقا يميناً و يساراً بصلوة وفلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار)(۳) واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہلا دیتے ہیں اس اذان کو دہرانا

---

(۱) (باب الاذان ۱ / ۳۸٤ ط سعید) (۲) (ولا تثویب إلا في صلاة الفجر لما روی أن عليا رضي الله عنه رأى مؤذنا يثوب في العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسي باب الاذان ۱ / ۱۳۰ ط دار المعرفة بيروت لبنان) (۳) (باب الاذان ۱ / ۳۸۷ ط سعيد)

چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۵) بچے اگر ناسمجھ ہوں تو ان کی اذان کو دہرانا چاہئے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ بچے کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر بچے سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں(۱)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ کہے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں(۲)

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بے شک حدیث صدیق اکبر موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ابہامین عند استماع اسمہ ﷺ عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاوی صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاوی صوفیہ دونوں قابل فتوی دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔ واللہ اعلم(۳)

محمد کفایت اللہ غفر لہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

"اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں" (جواب دیگر)

(سوال) تکبیر داہنی طرف امام کے ہونی چاہئے یا پشت پر یا بائیں جانب؟ کونسی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۵ ۷ رمضان ۵۲ھ

---

(۱) فيصح أذان الكل سوى الصبي الذي لا يعقل لأن من سمعه لا يعلم أنه مؤذن بل يظن أنه يلعب، بخلاف الصبي العاقل، لأنه قريب من الرجال الخ (رد المحتار باب الأذان ۱/ ۳۹۴ ط سعيد)

(۲) والأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وإن قلت الخ (عالمگيرية كتاب الكراهية الباب الرابع في الصلاة والتسبيح والذكر والدعاء ۵/۳۱۸ ط مكتبه ماجديه كوئته)

(۳) وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء الخ (شامية باب الأذان ۱/۳۹۸ ط سعيد)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی جہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے۔(۱)

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان کی جگہ متعین نہیں چاہیے جہاں سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں(۲)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت ادب پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کا نگ کی گھنٹی ہاتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد موذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان موذنوں کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب موذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر ہے اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بے نمازاور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص غلاظت پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں موذن و جاروب کش رہنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھرا ہوا پانی غیر معتبر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سابر متی)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو موذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

---

(۱) ويقيم على الأرض هكذا في القنية و في المسجد الخ (هندية باب الأذان' الفصل الثاني في كلمات الأذان و الاقامة و كيفيتهما' ۱/۵۶ ط ماجديه)

(۲) وفي العالمگيرية : " والسنة ان يوذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه و يرفع صوته (باب الأذان' الفصل الثاني في كلمات الأذان والاقامة و كيفيتهما' ۱/۵۵ ط ماجديه)

(۳) ولا تثويب الا في صلاة الفجر لمروي عن علي رضي الله عنه رأى مؤذنا يثوب في العشاء فقال " أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (مبسوط السرخسي باب الأذان' ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة' بيروت لبنان)

مطہر تو نہیں لیکن احتیاطاً اور زجراً استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں(۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں

(سوال) ضرب نقارہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہوشیاری و بیداری غافلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح مدراسی
۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳) ضرب نقارہ سلف صالحین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابل ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو تثویب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ اور بدعت ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایضا

(سوال) شہر پیران پٹن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوۃ خمسہ کی اذان مسنون کے بعد بجایا جاتا ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۴)شریعت مقدسہ نے صلوات خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے اور وہ شعائر اسلامیہ میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اعلام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مساجد میں گھنٹہ بجانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے' اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان واقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان واقامت اور بعد صلوۃ جماعت کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہئے ؟ المستفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رنگپور)
۲۸ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

---

(۱) من سنن المؤذن کونہ رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن والأوقات' مواظبا علیہ' محتسبا ثقۃ مطہرا الخ (رد المحتار' باب الأذان ۱/ ۳۹۳' ط سعید)

(۲) ولا تثویب إلا فی صلاۃ الفجر لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ رأی مؤذنا یثوب فی العشاء فقال " أخرجوا ہذا المتبدع من المسجد الخ (المبسوط سرخسی باب الاذان ۱/ ۱۳۰ ط بیروت)

(۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون' فیتحینون الصلوات و لیس ینادی بہا احد فتکلموا فی ذلک یوما فقال بعضہم اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصاری " وقال بعضہم اتخذوا قرنا مثل قرن الیہود " قال فقال عمر اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلاۃ " فقال رسول اللہ ﷺ " یا بلال ' قم فناد بالصلاۃ (ترمذی' باب ماجاء فی بدء الأذان' ۱/ ۴۸' ط سعید کمپنی)

(جواب ۱۵) اذان واقامت کے آخر میں تو بے شک صرف لا الہ الا اللہ پر اذان واقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے دعائے ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو انہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر اذان اور اقامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی آواز اور لہجے سے کیا جائے جس آواز اور لہجے سے اذان واقامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی کہہ لے تو یہ مباح ہوگا اسی طرح کسی دعائے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فوٹوگرافر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوٹوگرافی کا کام کرتا ہے و پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بکر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوٹوگرافی درست نہیں ہے کیونکہ نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد یٰسین (دہلی) ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۶) تصویر اور فوٹو بنانا تمام ناجائز ہے لیکن جاندار کے فوٹو تصویر کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے اذان یا اقامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اقامت میں حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ آیا یہ سنت ہے یا مستحبات سے ہے اور اگر بغرض درستی صف قبل حی علی الصلوۃ کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوۃ امام مع قوم کھڑا ہو لیکن بوجہ صف آرائی بعد قد قامت الصلوۃ نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟
المستفتی نمبر ۹۴۸ متولی جامع مسجد (ڈیرہ کنڈ ہو آسام) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۷) و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ (۲) یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ اتنے درست ہو کر بیٹھیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود بخود درست ہو جائیں اس کے خلاف حی علی الصلوۃ سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح قد قامت الصلوۃ کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر اقامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

---

(۱) والزیادۃ فی الأذان مکروھۃ الخ (البحر الرائق ، باب الأذان ۱/۲۶۱ ط بیروت)
(۲) (باب الاذان ۱/۱۳۶ ط سعید)

مشابہ کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والمشہور انہ ﷺ لما قدم المدینة کان یؤخر الصلوۃ تارۃً و یعجلها اخری فاستشار الصحابة فی علامة یعرفون بها وقت اداء الصلوۃ لکی لا تفوتهم الجماعة فقال بعضهم نصب علامة حتی اذا رآها الناس اذن بعضهم بعضا فلم یعجبه ذلک واشار بعضهم بضرب الناقوس فکرهه لاجل النصاری و بعضهم النفخ فی الشبور فکرهه لاجل الیهود و بعضهم بالبوق فکرهه لاجل المجوس فتفرقوا قبل ان یجتمعوا علی شیء قال عبدالله بن زید الانصاری فبت لا یأخذنی النوم و کنت بین النائم والیقظان اذرأیت شخصا نزل من السمآء و علیه ثوبان اخضران و فی یده شبه الناقوس فقلت اتبیعنی هذ فقال ما تصنع به فقلت نضربه عند صلاتنا فقال الا ادلک علی ما هو خیر من هذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان. اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز پنجگانہ ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط اشرف علی مفتی اول بلدہ و صدارت العالیہ

(جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ بجانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ و بدعت ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچنے کے لئے منارے پر آلہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۴۴۶ ام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچنے کے لئے منارے پر لاؤڈ اسپیکر لگانا مباح ہے(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام مصلے پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر اولیٰ میں مصلے

(۱) ولا تثویب الا فی صلاۃ الفجر لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ رأی مؤذنا یثوب فی العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد ولحدیث محدث (المبسوط للسرخسی باب الاذان ۱/ ۱۳۵ ط بیروت لبنان) (۲) و ینبغی للمؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران و یرفع صوته (البحر الرائق باب الاذان ۱/ ۲۶۸ ط بیروت لبنان)

سے اوپر کھڑا ہونا چاہیے یا بعد کو۔ سنا ہے جس وقت مؤذن کہتا ہے اس وقت کھڑا ہو یا حی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو۔ امام اگر محمد رسول اللہ کے بعد مصلے پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۶ قاضی جمال الدین صاحب (ضلع کاٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصلے پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوٰۃ پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قد قامت الصلوٰۃ پر تحریمہ باندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری نہیں کسی عذر مثلاً صف بندی کی درستگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور یہ قول مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قول راجح ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) فذهب مالك و جمهور العلماء إلى أنه ليس لقيامهم حد ولكن استحب عامتهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة (عمدة القاري، باب متى يقوم الناس ٥/١٥٣ ط بيروت) وقال الطحطاوي تحت قوله " والقيام لإمام و مؤتم " والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس به " (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب صفة الصلاة ١/٢١٥ ط دار المعرفة بيروت لبنان)

(۲) ايضاً

(۳) و تظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح فعنده بالمقارنة و عندهما إذا كبر في وقت الثناء و قيل بإدراك الركعة الأولى و هذا أوسع وهو الصحيح الخ (رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح ١/٥٢٦ ط سعيد)

والسلام علیک یارسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تثویب کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تثویب کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں پر چند لوگ اس کو پکاریں اور بغیر پکارے نماز نہ پڑھتیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو نامناسب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں طعن کریں اور ان کو وہابی دیوبندی مردود کافر کہیں اور لڑنے جھگڑنے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تثوب فی شیء من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر ترمذی ص ۲۷ کی روایت میں جو ایک راوی ابو اسرائیل واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی تقویت و مدت وغیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ مفتی عبدالحمید خان صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۲۱) تثویب اس معنی کے لحاظ سے کہ اس سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بلانا ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تثویب پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور فرمایا اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چلو یہ واقعہ ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے[۱] امام ابو یوسف نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اذان و اقامت کے بیچ میں قبل اطلاع دیدی جایا کرے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان تثویب کی رسم ہی قائم کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسرائیل الملائی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت مذکورہ بالا سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے[۲] فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جماعت کے وقت مؤذن کا باآواز بلند درود پڑھنا

(سوال) بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

۱۔ ترمذی باب ما جاء فی التثویب فی الفجر ۱/ ۵۰ ط سعید کمپنی

۲۔ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوات الخ و خص ابو یوسف من بینهم من یشتغل بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس الخ (رد المحتار، باب الاذان ۱/ ۳۸۹ ط سعید کمپنی) وعند محمد هو مکروہ فی غیر الفجر وهو قول الجمهور الخ (البحر الرائق، باب الاذان ۱/ ۲۷۵ ط بیروت لبنان)

پڑھنے سے پہلے باآواز بلند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے متصل تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے کیا یہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اگر شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۲ چودھری اسلوب الٰہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے باآواز بلند درود شریف پڑھنا کہیں ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ دائمہ بنالیا جائے تو بدعت ہے (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصہ سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی تکبیر کہنی مسجد کی صفائی وغیرہ بھی وغیرہ سب غرض حسبۃً للہ بلا اجرت مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا بعض خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کی ممبران میں سے بعض انگریزی داں اور وکیل بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روکا اور محروم کر دیا یہ فعل ممبران کمیٹی کا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۰ نور الٰہی صاحب (دہلی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبۃً للہ مسجد کی خدمت صفائی نگرانی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصبی فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان کیوں نہیں دیتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت کی اجازت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبۃً للہ اذان کہنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہیے اور اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزومند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان کہہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد (بخاری باب اذا اصطلحوا علی صلح جور ۱/ ۳۶۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) التسلیم بعد الأذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین الخ وھو بدعۃ حسنۃ (الدر المختار باب الاذان ۱/ ۳۹۰ ط سعید کمپنی)

(۲) اقام غیر من اذن بغیبتہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقاً وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ الخ (التنویر وشرحہ) وفی الشامیۃ ای بان لم یرض بہ الخ (باب الاذان ۱/ ۳۹۵ ط سعید)

شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے جس کا نام کی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ابہامین وقت اذان نزدیک سننے اشہدان محمدا رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہدت دے نوںھ دائیں انگوٹھیاں دے اے اکھیں دے رکھدا اتے چمدا اتے پڑھدا قرة عيني بك يا رسول حق تعدی گناہ اسدے بخشیدا ہے او سیدیاں اکھیں کدی درد کرن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایے دا رساں اسنوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۹۱ حق جمال خاں ضلع میانوالی (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ م ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ابہامین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو بیماری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہو گا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرنے کرے جو نہ کرے نہ کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال مثل بالا و جواب دیگر

(سوال) اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور بشرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خاں (جہلم) ۳ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) اذان میں کلمہ اشہدان محمدا رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی بیماری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) وذكر ذلك الجراحي وطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شي الخ (رد المحتار، باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعید کمپنی)

(۲) (حوالہ بالا)

جواب دیا گیا (۳۳) تثویب مذکور بہ ہیئت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے جس طرز و وضع سے یہ مشہور ہے اس سے بیان کیا ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو حیثیت رقیہ کے کوئی کرے تو کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد موذن یا دوسرا کوئی شخص محلہ والوں کو نماز کے واسطے محلہ میں آواز دے کر بیدار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکر اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۲۷۳۶ شیخ محمد علی صاحب ... مسجد ... دہلی۔

۲۹ جولائی ۱۹۴۲ء ۱۴ رجب ۱۳۶۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل بھی تثویب میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ تثویب بھی ایک امر محدث اور مبتدع ہے اذان سے پہلے بہ نیت امر بالمعروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر ثابت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب از مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب) اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے یہ تثویب کے معنی میں ہے والتثویب حسن عند المتاخرین تبیین میں ہے ویثوب بین الفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرین آیۃ ثم یثوب ثم یقعد مثل ذلک ثم یقیم ھکذا فی العالمگیری (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفر لہ امام مسجد فتحپوری دہلی

(جواب الجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ تثویب واقعی متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر محدث ہے یعنی رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں تثویب نہ تھی حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ اس حرکت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے جب موذن نے تثویب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ نابینا ہوگئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس بدعتی کے پاس سے لے چلو۔ عن مجاھد قال دخلت مع عبداللہ بن عمر مسجدا وقد اذن فیہ ونحن نرید ان نصلی فیہ فثوب المؤذن فخرج عبداللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند ھذا المبتدع ولم یصل فیہ (ترمذی شریف) (۴) نیز متاخرین حنفیہ کا تثویب کو مستحسن فرمانا اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے موذن یہ الفاظ پکار کرے الصلوٰۃ یا قامت

(۱) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)
(۲) قال فی العنایۃ "احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ وخصہ ابو یوسف بمن یشتغل بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس ..." (باب الاذان ۱/ ۳۸۹ ط سعید)
(۳) (باب الاذان الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما ۱/ ۵۶ ط ماجدیہ)
(۴) (باب ما جاء فی التثویب فی الفجر ۱/ ۵۰ ط سعید)

ہے۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلا تمیز کنڈی بجانا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگا دینا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسف نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور موذن ان کو دوبارہ اطلاع کردے تو وہ دوسری بات ہے۔		محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسند درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مغربی خاندیس)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے۔[1]		محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفيعة" اور "وارزقنا شفاعته" کا اضافہ

(سوال) اذان کی دعا میں بعد والفضيلة کے والدرجة الرفيعة اور بعد وعدته کے وارزقنا شفاعته اکثر لوگ پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعائے مسنون یہ ہے۔ اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته (كذا في البخاري ص ۸۶)[2] اور الدرجة الرفيعة اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انك لا تخلف الميعاد بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشامی)[3] پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

---

(۱) يكره له أن يؤذن في مسجدين (درمختار) وفي الشامية: إذا صلى في المسجد الأول يكون متنفلا بالأذان في المسجد الثاني، والتنفل بالأذان غير مشروع، ولأن الأذان للمكتوبة وهو في المسجد الثاني يصلي النافلة، فلا ينبغي أن يدعو الناس إلى المكتوبة وهو لا يساعدهم فيها الخ (باب الأذان ۱/ ۴۰۰ ط سعید کمپنی)

(۲) (بخاری، باب الدعاء عند النداء ۱/ ۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) وروى البخاري وغيره من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة" الخ وقال ابن حجر في شرح المنهاج وزيادة والدرجة الرفيعة وختمه بيا أرحم الراحمين لا أصل لهما" (رد المحتار باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعید کمپنی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد سے نہ کہے کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ ٗ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہئے ؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف وامام محمدؒ کے نزدیک اس قدر فصل چاہیے جس قدر دو خطبوں کے درمیان ہوتا ہے ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینهما لکنهم اختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفةؒ المستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم و مقدار السکتة عنده قدرما یتمکن فیه من قراء ة ثلث ایات او اٰیة طویلة و عندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین کذافی الهدایة ، الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے ہاں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں بآواز بلند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفة بلا فصل. یہ کلمات تبرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تبرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ

---

(۱) (حاشیہ ھدایة ، باب الاذان ۱/ ۹۳ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)
(۲) و زیادته فی الاذان مکروهة (البحر الرائق ، باب الاذان ۱/ ۲۶۱ ط بیروت لبنان)

طلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتدا شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۱ منشی ناظم حسین صاحب ملتان۔ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٤١) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں (ایک مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوی وبه ناخذ وفی غرر الاذكار وهو الماخوذ به وفی البرهان وهو الاظهر لبیان جبریل وهو نص فی الباب وفی الفیض وعلیه عمل الناس وبه یفتی (در مختار علی هامش رد المحتار ص ۲۵۱ ج ۱)(۱)

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اگر یہ صحیح ہے تو فقہ کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے؟

المستفتی نمبر ۴۰۱ محمد عبدالحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ٤٢) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اس میں نفل نماز ہی کی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی پچاس فٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو لوگوں نے بخوبی سنا یہاں کی مسجد میں اذان ہوا کرتی ہے جس کی آواز عام طور سے دو ڈھائی سو گز کے فاصلے تک سنی جاتی ہے کیا بعد اذان وعظ یا کسی دینی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جا سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٣) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا (۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (كتاب الصلوة : ۱ / ۳۵۹ ط سعید كمپنی)

(۲) عن ابن عباس قال : شهد عندی رجال مرضیون وارضاهم عندی عمر ان النبی ﷺ نهی عن الصلاة بعد الصبح حتی تشرق الشمس و بعد العصر حتی تغرب (باب الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ۱ / ۸۲ ط قدیمی كتب خانه كراچی)

(۳) ویستحب ... وكذا تاخیر العشاء الی ثلث اللیل (عالمگیریه الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۱ / ۵۲ ماجدیه كوئته)

شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ابیض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا آخر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احمر کے غائب ہو جانے سے آخر وقت بتاتے ہیں (بنا بر مذہب مفتی بہ) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سنگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٤) شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا احوط ہے اس احتیاط کے پیش نظر یہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟

المستفتی ۱۵۲۲ خواجہ عبد المجید شاہ صاحب (بنگال) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلوع فجر کے بعد سنت کے سوا دو نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھ سکتے؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گھڑیوں سے دیکھتے ہیں کوئٹہ میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر بیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۴۵

---

(۱) ووقت المغرب منه الى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما و به يفتى و عند ابى حنيفة الشفق هو البياض الذى يلى الحمرة وقول ابى حنيفة رحمه الله احوط لان الاصل فى باب الصلوة أن لا يثبت فيها ركن ولا شرط الا بما فيه يقين (عالمگيرية الفصل الاول فى اوقات الصلاة ۱ / ۵۱ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) وكره نفل ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر ولا يكره قضاء فائتة ولو وترا الخ الدر المختار كتاب الصلاة ۱ / ۳۷٤ ط سعيد كمپنى)

وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض و واجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل

(۳) الوقت به بتقدير الخ (الدر المختار كتاب الصلاة ۱ / ۳۷۵ ط سعيد كمپنى)

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھایئے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز ادا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہئے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیشہ آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۷ ایس ایم یوسف علی۔ کوئٹہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ "وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھائے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا توہین ہے" یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہئے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے ورنہ خود گنہگار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام صاحب چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلواتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ)(۱) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۹ محمد نذیر لال کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتدا اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

---

(۱) (سنن ابی داؤد : باب فی المواقیت ' ۱/ ۶۲ ط مکتبۃ امدادیۃ' ملتان)

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلحۃ جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم، ساڑھے چھ قدم ہو۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۵ عبدالقدوس صاحب اسلام آباد (کشمیر) ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۹ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٩) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں(۲)　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کونسی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ٥٠) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

---

(۱) عن قتادة عن أنس أن زيد بن ثابت حدثه انهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم قاموا إلى الصلوة فقلت " كم بينهما " قال " قدر خمسين او ستين " يعني آية (بخاري باب وقت الفجر ١ / ٨١ ط قديمي كتب خانه كراچي) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبيل طلوع ذكاء الخ (الدر المختار ' كتاب الصلوة ١ / ٣٥٩ ' ط سعيد كمپني)

(۲) و جمعة كظهر اصلاً و استحباباً في زمنين لانها خلفه الخ (درمختار) و في الشامية " أي في الشتاء والصيف الخ (كتاب الصلاة ' ١ / ٣٦٧ ' ط سعيد كمپني)

میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے ہاں فجر اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے ادا کی جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تفویت یا تقلیل جماعت لازم آتی ہے یا جنازے کی بلاوجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھ بج کر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعمت اللہ بارکپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ دس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے ایک گھنٹہ دس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہار و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز، سجدہ تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

---

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الجنازة إذا اجتمعا لانه واجب عينا و الجنازة كفاية و تقدم صلاة الجنازة على الخطبة و على سنة المغرب وغيرها بحر لكن في البحر احكام دين الاشباه ينبغي تقديم الجنازة والكسوف حتى على الفرض ما لم يضق وقته الخ درمختار و في الشامية ولو اجتمع عيد و كسوف و جنازة ينبغي تقديم الجنازة وكذا لو اجتمعت مع فرض و جمعة ولم يخف خروج وقته الخ (باب العيدين ٢/ ١٦٧ ط سعيد كمپنی)

(۲) ووقت المغرب منه الى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما و به يفتى (عالمگيرية، الفصل الاول في الاوقات، ١/ ٥١ ط ماجدية، كوئٹه)

(ووقت المغرب منه إلى غروب الشفق، وهو الحمرة .... (الدر المختار: كتاب الصلاة ١/ ٣٦١ ط سعيد) (گویا یہ وقت ایک گھنٹے سے زائد ہوتا ہے)

نماز پڑھنے سے روک دیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا ہو جائے تو پڑھے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے

(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کرلیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

المستفتی خادم العلماء محمد سلطان زبیری

(جواب ۵۴) بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے۔ لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے نہیں ہونی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال) (۱) حنفی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظمؒ سے جیسے دو مثل کی روایت ہے ویسے ہی ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی

---

(۱) وكره تحريماً وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مطلقاً مع شروق واستواء وغروب (درمختار) وفي الشامية: لكن الصحيح الذي عليه المحققون أنه لا عصيان في ذلك الجزء بل في الأداء فيه من النشة بعده الشمس الخ (كتاب الصلاة ۱/۳۷۳ ط سعيد كمپنی)

وفي الهندية: ثلث ساعات لا يجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة الخ حتى ترتفع وعند الانتصاف إلى أن تزول وعند احمرارها إلى أن تغيب الخ (عالمگيرية الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات ۱/۵۲ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) یہ جواب مجمل ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے قضا اور واجب نماز پڑھنا درست ہے۔

وكره نفل وكل ما كان واجباً لا لعينه بل لغيره بعد صلاة فجر وعصر الخ (التنوير مع شرحه كتاب الصلاة ط سعيد)

(۳) عن قتادة عن أنس أن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم قاموا إلى الصلاة قلت كم بينهما؟ قال قدر خمسين أو ستين يعني آية (بخاري باب وقت الفجر ۱/۸۲ ط قديمي كتب خانه) قال الشعراني في الميزان: وفي رواية لأحمد أن الاعتبار بحال المصلين فإن شق عليهم التغليس كان الأسفار أفضل وإن اجتمعوا كان التغليس أفضل (فتح الملهم كتاب الصلوة ۲/۲۱۲ ط ادارة القرآن كراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں ؟ (۴) فتوی دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں ؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں ؟　　　۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے(۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسا کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے (۲) (۳) امام صاحب سے بعض علما نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا (۳) (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتوی دیا ہے اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر الرائق بہر حال اس میں ترجیح اور فتوی دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اگر اس عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۴) (۶) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ بتا رہی ہے اس طرح دو مثل سے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مرجوح پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خلاف درست نہیں۔　　　محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء)

(سوال) امام مسجد اور مصلیوں نے باتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی ورنہ یہاں مار پیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصلے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

(۱) قولہ إلی بلوغ الظل مثلیہ ھذا ظاھر الروایۃ عن الإمام وھو الصحیح (رد المحتار، کتاب الصلوۃ ۱/ ۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۲) ووقت الظھر من زوالہ إلی بلوغ الظل مثلیہ وعنہ مثلہ وھو قولھما وزفر والأئمۃ الثلاثۃ الخ (الدر المختار کتاب الصلوۃ ۱/ ۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۳) قولہ وإلیہ رجع الإمام أی إلی قولھما الذی ھو روایۃ عنہ أیضا وصرح فی المجمع بأن علیھا الفتوی الخ (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ ۱/ ۳۶۱ ط سعید کمپنی)

(۴) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظھر إلی المثل ولا یصلی العصر حتی یبلغ مثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتیھما بلا خلاف الخ (رد المحتار، کتاب الصلوۃ ۱/ ۳۵۹ ط سعید کمپنی)

اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو توبہ کرنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخص ان احادیث جمع بین الصلوتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہو نیز اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۵۷) حنفی کو جمع بین الصلوتین حقیقۃً کرنی جائز نہیں(۲) ہاں یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) اذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟

(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ اذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جا سکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المستفتی نمبر ۴۹۲ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) قال في التنوير و شرحه: ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعياً لوقت الندب الخ (باب الأذان ۱/ ۳۸۹ ط سعيد كمپنی) وفي الهداية: وينبغي ان يؤذن في أول الوقت ويقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضي من وضوئه والمصلي من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته (باب الأذان ۱/ ۵۷ ط محمديه)

(۲) ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر سفر و مطر خلافاً للشافعي الخ ولا بأس بالتقليد عند الضرورة الخ (الدر المختار، كتاب الصلوة ۱/ ۳۸۱ ط سعيد) (۳) قال في التنوير و شرحه: ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعياً لوقت الندب الا في المغرب (باب الأذان ۱/ ۳۸۹ ط سعيد) (۴) في التنوير: ولا بد من التعيين عند النية لفرض ولو قضاء (باب شروط الصلاة ۱/ ۴۱۸ ط سعيد)

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی کو زندہ اور مردہ کی ران دیکھنے سے منع فرمایا عمر کہتا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبڈی و کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے اور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے اور بیس رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک کہتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے ناجائز ہے(۱) اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ بے جو ستر کھلنے کے اسے جائز سمجھنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔(۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ حنفیوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں صحابہ کو بدعتی بتاتے ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۳) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ،

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معلوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل بنی مسجدا لله تعالی فهو احق الناس بمرمته و عمارته و بسط البواری والحصر والقنادیل والاذان والاقامة والامامة ان کان اهلا لذلک فان لم یکن فالرأی فی ذلک الیه (قاضی خان ص ۶۹ ج ۱ علی ہامش ہندیہ، نیز فتاویٰ ہندیہ ص ۱۱۰ ج ۱)(۴)(۵) وکذلک لو تنازعه اهل السکة فی نصب الامام و المؤذن کان ذلک الیه (فتاوی قاضی خان ص ۳۲۸ ج ۳ علی ہامش الہندیہ)(۶) لیکن اگر بانی معلوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی بنا کر اختیارات مذکورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہوگا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی حاکم اسلام کو ہے وہ جسے مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا یکون لا هل

---

(۱) ویجوز ان ینظر الرجل الی الرجل الا الی عورته و عورته ما بین سرته حتی تجاوز رکبته (عالمگیریة کتاب الکراهية الفصل الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه وما لا یحل ۵ / ۳۲۷ ط ماجدیه)

(۲) ویکره امامة عبد و اعرابی و فاسق (تنویر و شرحه) وفی الشامیة اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (باب الامامة ۱ / ۵۶۰ ط سعید)

(۳) ایضاً

(۴) (فصل فی المسجد ۱ / ۶۹ ط ماجدیه کوئٹه)

(۵) (فصل کره غلق المسجد ۱ / ۱۱۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۶) (باب الرجل یجعل داره مسجدا ۳ / ۲۹۷ مکتبه ماجدیه)

مسجد نصب القیم والمتولی بدون استطلاع رأی القاضی (قاضی خاں(۱) علی ہامش الہندیۃ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام و موذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اھل مسجد باعواغلۃ المسجد او نقض المسجد ان فعلوا ذلک بامر القاضی جاز وان فعلوا بغیر امرہ لا یجوز الا ان یکون فی موضع لم یکن ھناک قاض انتھی مختصرا (قاضی خاں ص ۳۴۲ ج ۳ ہندیہ)(۲) لیکن بانی یا متولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت راجح ہوگا کہ لائق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور اہل مسجد کسی لائق شخص کو تو اہل مسجد کا حق راجح ہوگا۔ الا اذا عین البانی لذلک رجلا و عین اھل السکۃ رجلا اٰخر اصلح ممن عینہ البانی فحینئذٍ لا یکون البانی اولی (قاضی خاں ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ)(۳) اما اذا کان البانی موجودا فنصب الامام الیہ وھو مختار الاسکاف رحمہ اللہ قال ابو اللیث وبہ ناخذ الا ان ینصب شخصا والقوم یریدون من ھو اصلح منہ (عنایہ علی ہامش فتح القدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ لائق ہو وہ راجح ہوگا اور دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام راجح ہوگا۔ رجلان فی الفقہ والصلاح سواء الا ان احدھما اقرأ فقدم اھل المسجد غیر الاقرأ فقد اساء وا وان اختار بعضھم الاقرأ واختار بعضھم غیرہ فالعبرۃ للاکثر . کذافی السراج الوھاج. (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱)(۴) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

بغیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً ساٹھ گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۸ یا ۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے لوگوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آدھے بلکہ زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کر لیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئولہ میں اگر کوئی وجہ کراہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کر لیں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

---

(۱) (ایضاً) گذشتہ صفحہ حاشیہ آخری
(۲) (فصل فی وقف المنقول ۳ / ۳۱۲ ط ماجدیہ)
(۳) (باب الرجل یجعل دارہ مسجدا ۳ / ۲۹۷)
(۴) (الفصل الثانی فی بیان من ھو احق بالامامۃ ۱ / ۸۴ ط ماجدیہ)

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا ناجائز ہے رجل ام قوما وھم له کارھون ان کانت الکراھة لفساد فیه اولا نھم احق بالا مامة یکرہ له ذلك وان کان ھو احق بالا مامة لا یکرہ. ھکذا فی المحیط (ہندیہ ص ۹۱ ج ۱)(۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی ناحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اھل الخارج فامھم وقام امام من اھل الداخل فامھم من یسبق بالشروع فھو والمقتدون به لا کراھة فی حقھم کذافی الخلاصة (ہندیہ ص ۸۸ ج ۱)(۲)

غلط خواں کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قاف اور بڑے شین کے چھوٹا کاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیہ کریمہ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً کو ان یبعثق ربك مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے بجائے ج وغیرہ ادا کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ ایک ادنیٰ درجہ کا قرآن خواں بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام مذکور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم باللہ اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام کو امام کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور ایسی اصطلاح فقہ میں کس کو کہتے ہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ٦٥) صورت مسئولہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی۔ ولا یجوز امامة الا لثغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثله اذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بھا فسدت صلوته وصلوة القوم (انتھی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱)(۳) ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن دقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

---

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیرہ' ۱/ ۸۷ ط ماجدیه)
(۲) (الفصل الثانی فی بیان من ھو أحق بالأمامة ۱/ ۸٤ ط ماجدیه)
(۳) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیرہ' ۱/ ۸٦ ط ماجدیه)

جائے جس میں قاف نہ ہو تو اس کی نماز و امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایسی آیت نہ ملنے کے اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں قاف تھا اور قاف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تنہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا يحسن بعض الحروف ينبغي ان يجهد ولا يعذر في ذلك فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف ان لم يجد آية ليس فيها تلك الحروف تجوز صلوته ولا يؤم غيره وان وجد آية ليس فيها فقرأ جازت صلوته عند الكل وان قرأ الآية التي فيها تلك الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوته . هكذا في فتاوى قاضي خان وهو الصحيح كذا في المحيط (ہندیہ ص ۸۳ ج ۱)۔

جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں نماز پڑھاتا ہے اور مجمع عام میں جھوٹ بولے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں توریہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لے کر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتوے کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لے کر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفي روضة الزند ويستى كان شيخنا ابو محمد عبدالله الخيزاخزى يقول في زماننا يجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة انتهى (عینی شرح کنز) (۳) اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضالین کو ہمیشہ غیر مقلدین اور روافض کی طرح ظالین پڑھتا ہے جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے لہذا میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد، ظا اور دال سے بالکل مباین اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہئے اور مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصداً ظا یا دال پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی ضاد اپنی صفت کے لحاظ سے ظا کے

---

(۱) (الفصل الخامس في زلة القاري: ۱ / ۷۹ ط ماجدیه)

(۲) ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق ... تنوير الابصار مع الدر المختار باب الامامة ۱ / ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) (باب الاجارة الفاسدة ۲ / ۱۵۴ ط ادارة القرآن كراچی)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جنابت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے(۱) اور جن لوگوں نے ناواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جنابت میں نماز پڑھانا صرف اس کے قول سے معلوم ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کہتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اعادہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اعادہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

امام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق از روئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں بندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جا سکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہتہ صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شافی مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بینوا توجروا؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر ہاشم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہا نے عائد کیا ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۲) فقط۔　　محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی، پیش امام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں اور بایں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

---

(۱) لزوم تعمیم من وقت ثبت بہ کونہ طاہراً تعمداً ہیناً۔ قال فی الدر المختار " وبہذا ظہر أن تعمد الصلاۃ بلا طہر غیر مکفر فلیحفظ وقد مر الخ وفی الشامیۃ قولہ وقدمر" ای فی اول کتاب الطہارۃ قدمنا ہناک عن الحلیۃ البحث فی ہذہ العبۃ وان علۃ الاکفار ہی الاستخفاف "(کتاب الطہارۃ ۱ / ۱۵۱ ط سعید کمپنی) وفی العالمگیریۃ رجل ام قوما شہرا ثم قال " کنت مجوسیا الخ وکذا لوقال " صلیت بکم المدۃ علی غیر وضوء وہو ماجن لا یقبل قولہ وان لم یکن کذلک والمسئلۃ ان قال علی وجہ التورع والاحتیاط أعادوا اصلا تہم الخ وکذا اذا بان ان الامام کافر او مجنون الخ او محدثا او جنبا الخ (الفصل الثانی فی بیان من یصلح إماما لغیرہ' ۱ / ۸۷ ط ماجدیہ)

(۲) او یکرہ قیام الأمام وحدہ فی الطاق وہو المحراب ولا یکون سجودہ فیہ اذا کان قائماً خارج المحراب ہکذا فی التبیین واذا ضاق المسجد بمن خلف الامام فلا بأس بان یقوم فی الطاق (عالمگیریۃ' الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ' ۱ / ۱۰۸ ط ماجدیہ)

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں ادانہ کرنے کا گناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر لوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بشرطیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے۔(۱)

داڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جہالت کے فاسق معلن ہے داڑھی کترواتا ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے دیتا اور بازاروں راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت بولتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں غلاموں کی طرح ایسا ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبدالرحیم میرٹھ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سوال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کرے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

تہبند باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہبند باندھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (سانبر) ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴) تہبند باندھ کر نماز پڑھانا بلاشبہ جائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

---

(۱) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما وان هو احق لا والكراهة عليهم الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق الخ (درمختار) و في الشامية : قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة الخ (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعيد كمپنى) (۳) ولزوم ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار باب شروط الصلاة ۱/۴۰۴ ط سعيد كمپنى)

(۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو
(۲) حافظ نابینا کے پیچھے تراویح کا حکم
(۳) چوغہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابینا کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اگر امام بغیر چوغہ کے نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷ پیر محمد پان فروش (سانبر) ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص یا دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۱) (۲) فرض نماز ہو یا تراویح سب جائز ہیں۔ (۳) امام بغیر چوغہ کے نماز پڑھائے تو جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جملہ ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام و التحیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہو گا ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ (۲)　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پیشوں کی مرتکب ہیں جیسے گویا نقال ڈھاڑی میراثی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہاں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شہر کا نکاح خواں بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳ حافظ رحیم بخش (متھرا)

---

(۱) مع ذلك صاحب النهر حيث قال فقد كراهة امامة الاعمى في المحيط و غيره بان لايكون افضل القوم فان كان افضلهم فهو اولى الخ (رد المحتار، باب الامامة ۱ / ۵۶۱ ط سعيد، وفي الهداية " و يكره تقديم العبد والاعمى لانه لا يتوقى النجاسة الخ، باب الامامة ۱ / ۱۲۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان)
(۲) وان انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلا (الدر المختار، باب الامامة ۱ / ۵۶۱ ط سعيد)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے ادنیٰ درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو رمضان میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ متشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بہت کم جن صاحب کو متشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ بقدر ضرورت علم صرف و نحو و فارسی اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیشہ سلائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو متشابہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے علاوہ مسائل دینیہ سے ناواقف ہیں اور قوم کے مراثی ہیں مگر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی پنجگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب (متھرا) ۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) پنجگانہ نماز کی امامت کے لئے تو جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ اکثر جماعت راضی ہو ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینا جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب [illegible] ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقیہ طور پر ایسا معاملہ پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن مستقل طور پر افضل آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) "والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۲) "والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة فقط ... ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۳) "والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة (إلى أن قال) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غير الأولى أساءوا الخ" (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولھواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷ اکبر علی ریوڑی (ضلع) ۱۲ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں مانگ مانگ کر کھاتا ہے ان کے دیے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ وقت فہمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھگڑا پڑا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین وجمعہ وصلوات خمسہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۵ امام دین پوری وہندی رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ شوال ۱۳۵۲ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ علیحدہ نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا پنجگانہ نماز، جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بدعت سے نفرت کرتا ہے متقی اور پرہیزگار ہے پیر منظور شاہ کا مرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تعظیمی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالات کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ غرض یہ ہے کہ مرید صاحب نہ تو سجدہ تعظیمی کے

---

(۱) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ٦ / ١٥٣ ط سعيد)

(۲) ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق ومبتدع (الدر المختار) وفي الشامية: فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء أولى من الانفراد (باب الإمامة ١ / ٥٥٩ ط سعيد)

قائل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹ غلام رسول صاحب اسکول ماسٹر سیم چورہ راجوال سیٹ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاحب خود سجدہ تعظیمی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت یعنی وانفقوا مما رزقنکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کے بجائے کاف پڑھے لہذا نماز فاسد ہے براہ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں دوسرے یہ کہ نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت والوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۴ غلام محمد صاحب نمبردار۔ کاٹھیاواڑ ۶ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۳) جو شخص ادائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے اور ایسے ہی لوگوں کی امامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح ادائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے نابینا اگر متقی ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز با قاعدہ پڑھاتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تعویذ گنڈے کرنے اور فالنامہ دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فالنامہ کھولنا اور بیمار کے وارثوں کو بتادینا کہ پیسہ کی چھتری لیکر ہمارے پاس آؤ بیمار کے واسطے دیتے ہیں امام صاحب کسی پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر بیمار کے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ بیمار کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لے آؤ ہم چھتری لیکر ... دن کے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)
(ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع الخ) (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۲) ولا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فسدت صلاته وصلاة القوم الخ (الفتاوى الهندية، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره ۱/ ۸۶ ط ماجدیہ)

بکرا لاتے ہیں ہمارے پاس بعض وقت کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کرتے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کرا کر گوشت کھال بیچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہوا تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کر دیا کھال کی قیمت اپنے خرچ میں لے آئے کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حاجی شاہ محمد ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

داڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام صاحب نے کسی سے کہا کہ "آپ داڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں" لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبر کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب محمد خان (ضلع مرتھپور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۵) کلام مذکور فی السوال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کلام میں کوئی تکبر نہیں ہے کیونکہ اس کا مضمون صحیح ہے کہ داڑھی رکھنا داڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم لگانا غلط ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان باختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۰ محمد حیات (ضلع جبل پور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۶) اگر وہ استنجا اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنے والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنے کے سنت ہونے کا قائل ہو۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جوا کھیلنے والے والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والدین کا نافرمان ہو اور حرام کھانے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جوا یا سٹہ اور تاش کھیلتا ہو اور قرآن پڑھنے میں کوشش کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور شراب پینے والوں کو

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق ومبتدع (الدر المختار باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) (فتاوی دار العلوم دیوبند، باب الامامة ۳/ ۱۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

گالیاں دیتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق رہتک۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جوا، شرط بازی لگا کر تاش کھیلنا بھی گناہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے غرض یہ کہ ناچ گانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گناہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسال کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسال کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب (حیدرآباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۴ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۸۸) غسال اگر نیک صالح ہو تو اس کی امامت جائز ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع وقت خواندن نماز در سورہ فاتحہ الحمد للہ را نمی خواند بلکہ بجائے الحمد حمد للہ میخواند نمازش صحیح است یا نہ؟ امامتش درست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۴۷۸ باسہ میاں مولمین برما۔ ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف لام نمی کند از مکروہ میشود لیکن ایں بعید است ظاہر این است لفظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیین مسموع نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتے نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعید از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہو گا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق (تنویر الابصار مع الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)
(۲) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، باب الامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید کمپنی)
(۳) فالذی لا يقدر على اخراج الحروف الا بالجهد ولم يكن له تمتمة او فأفأة فاذا اخرج الحروف اخرجها على الصحة لا يكره ان يكون اماما (الهندية، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره ۱/ ۸۷ ط ماجدیہ)

تیب طور پر حاضر نہ رہا بعض وقت حاضر نہیں رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام جدید بدر ضامندی امام سابق کے مقرر کیا کیا یہ فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں ؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت ہلال عید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کو شرعاً ناقابل تصور کر کے افطار کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور صوم رکھے یا قوم اس خلاف ورزی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی ؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں ؟ المستفتی نمبر ۷۹۲ معراج گل وہاڑی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پابندی نہ کرے اور اکثر اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم کو انحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد افیم اور پوست پیتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امامت کے لائق نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جانے کا اندیشہ ہو تو نمازین مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبدالمجید خاں (کوہ شمیر) ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹٤) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ وہ دوسرے شخص سے نماز پڑھوالے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) الباني للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار إلا إذا عين القوم أصلح ممن عينه الباني الخ (الدر المختار، كتاب الوقف ٤/ ٤٣٠ ط سعيد)

(۲) وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه وشارب الخمر وآكل الربا ونمام ومراء ومتصنع الخ (الدر المختار، باب الإمامة ١/ ٥٦٢ ط سعيد)

(۳) (فتاوى دار العلوم ديوبند، باب الإمامة ٣/ ٢٩٩ ط مكتبه امداديه ملتان)

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اب تین چار ماہ کے بعد زید کوئی اختلاف کی وجہ پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید جواب کیا اب امام صاحب اس کو نالائق قرار دیتے ہیں عنداللہ شرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بہاولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۵) اگر شخص مذکور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گنہگار ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے مگر قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عاق کرنے سے کوئی عاق ہوتا ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترکی ٹوپی یا صرف کپڑے کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶ حکیم قریشی محمد نور الحق (چوہان گمر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۶) ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے عمامہ افضل ہے عمامہ نہ ہو تو فضیلت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک ملا ماہوار پانچ روپے لیکر مسجد میں اذان دیکر پنجوقتہ پیش امامی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصابوں کی گائیں اور بکریاں گائے وغیرہ آنے اور بکری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اس ملا کو اس کام پر مقرر کرتے ہیں یہ ملا اس گاؤں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیکر نکاح پڑھاتا ہے بغیر اپنی فیس پانچ روپے لیے کسی کو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈالی ہوئی چادر اپنے سوائے دوسرے فقیروں کو دینے نہیں دیتا ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۹ حاجی شیخ ذکی الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

---

(۱) سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (مسلم، باب قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر ۱/ ۵۸ ، قديمي كتب خانه' كراچي)

(۲) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلوة ۱/ ۱۶۹ ط سعيد كمپني)

(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں اکثری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قابل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمیمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بناء پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے(۱) نکاح خوانی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر دینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوانی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہئے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے لوگوں کا نفرت کرنا بجا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے ؟

(سوال) ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بقدر وسعت اسقاط میت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس علاقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس علاقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو جو اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاھر ان العلۃ النفرۃ(۲) اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو غاسل پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بوجہ نہ ہونے نفرت و تقلیل جماعت کے۔ واللہ اعلم ۔ راجی رحمۃ حبیب المرسلین عفی عنہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظم) اگر مردہ شوئی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسال اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ فتح پوری

---

(۱) و یجوز الاستئجار علی الذکاۃ لان المقصود منہ قطع الاوداج دون ازالۃ الروح وذلک یقدر علیہ فاشبہ القصاص فیما دون النفس کذا فی سراج الوھاج (عالمگیریہ کتاب الاجارۃ ۴ / ۴۵۴ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) (رد المحتار' باب الإمامۃ ۱ / ۵۶۲' ط سعید کمپنی)

(۳) والافضل ان یغسل المیت مجاناً فان ابتغی الغاسل الاجر جاز ان کان ثمہ غیرہ' والا لا' لتعینہ علیہ و ینبغی حکم الحمال والحفار کذلک الخ (الدر المختار' باب صلوۃ الجنائز ۲ / ۱۹۹ ط سعید)
و لا حق و لا ذمۃ تقدیماً لن نصبہ لا علمہ بحکمہ لتصبوہ فقط صحۃ و فسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ الخ (الدر المختار' باب الإمامۃ ۱ / ۵۵۷ ط سعید)

دہلی' الجواب صحیح عبدالحق غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی' الجواب صواب غلام رسول غفرلہ' مدرسہ امینیہ' الجواب صواب خدابخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ' الجواب صحیح انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ' جواب حق محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی عنہ دورہ مجیبا مصیبا محمد شریف اللہ عفی عنہ مدرسہ فتح پوری' الجواب صحیح محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ' مدرسہ عبدالرب' الجواب حق محبوب الٰہی مدرسہ عبدالرب' دونوں جواب صحیح ہیں ولایت احمد عفی عنہ مدرسہ فتح پوری' الجواب حق اشفاق مدرس فتح پوری' الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بد چلن بیوی والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک مسجد کے امام تنخواہ دار کی تمیں سالہ دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور اسے اپنی لڑکی کے مشتبہ چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی جگہ کرتا ہے اس بناء پر وہ کا مذہب [illegible] کرتا ہے امام مسجد حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
(۲) اس علاقہ کے عام رواج کے مطابق امام مساجد کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی وغیرہ کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو خود امام مسجد ہر گھر پر جاکر حاصل کرتا ہے نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا صلہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۷ خلیفہ محمد صاحب (ضلع منٹگمری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے چال چلن کی خرابی سے واقف اور اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے[۱] اور اگر وہ لڑکی کا نکاح کر دے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے۔

(۲) جب کہ اماموں کے ذمہ یہ سب کام نمازیوں نے ڈال رکھے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ گھر پہنچا دیتے ہیں نہ امام کی تنخواہ مقرر کرتے ہیں نہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے آدمی مقرر کرتے ہیں نہ عزت و احترام سے اس کو دانہ پہنچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیسے ہو کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سوا کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستغنی ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی تنخواہ اتنی مقرر کردی گئی ہو کہ وہ گھر گھر سے روٹی لانے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا امام مل سکتا ہو تو بے شک سابق الذکر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق ومبتدع (تنویر ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ باب الامامة ط سعید کمپنی)

(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی المذہب امام جماعت احناف کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتا ہے یا نہیں ؟(۱) (۲) یا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی المذہب ہوں (۳) یا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے (۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کن امور میں رعایت کرنی چاہئے ؟ المستفتی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈربن۔ نٹال (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر لے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کر لیا کرے یہ بھی جائز ہے۔(۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔(۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روزانہ ایسا ہونے سے تشویش کے لئے وساوس تو پیدا ہوں گے ۔(۳) (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب افساد نماز یا موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی ان میں ترک بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت احمدی قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بموجب شریعت و فتوی بانی علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جو ان کو مسلمان جانیں وہ مذہب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی نوبت ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور غسل و وضو وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ موذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترکہ

(۱) ولو انه ارتحل الى غير مذهبه باجتهاد وضح له كان محمودا مأجورا الخ (رد المحتار، باب التعزير، مطلب فيما اذا ارتحل الى غير مذهبه ٤/٨٠ ط سعيد كمپنی)

(۲) واما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع (رد المحتار، باب الامامة، مطلب في الاقتداء بالشافعي ١/٥٦٣ ط سعيد)

(۳) وصح الاقتداء فيه بشافعي على الاصح [illegible] ويأتي المأموم بقنوت الوتر لا الفجر لانه منسوخ بل يقف ساكتا على الأظهر الخ (الدر المختار، باب الوتر والنوافل ٢/٩ ط سعيد)

ہوگی(۱) فقط   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت
(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت پیشتر سے طے کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یا بلیات کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت طے کر لینا پیشتر سے کہ ہم اتنا لیں گے تب پڑھیں گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۰۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور)
۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت طے کر کے لینا ناجائز ہے۔(۲)
دم کرنے کی یعنی عمل کی اجرت لینے کے لئے طے کرنی جائز ہے۔(۳)   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپلی پہننا افضل ہے یا صافہ ضروری ہے؟
المستفتی نمبر ۱۱۸۶ قاری محمد یٰسین صاحب مدرس فتح پوری دہلی ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ
۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادۃ یا عبادۃ کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجر نماز مع العمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا لوگوں کا انکار اگر اس بناء پر ہے کہ ترک عمامہ کو مکروہ کہتے ہیں تو غلط ہے اور اگر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے لازم ہے کہ ترک عمامہ پر امام کو برا نہ کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون. (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(۲) ولا يصح الاستئجار على القراءة وإهدائها إلى الميت لأنه لم ينقل عن أحد من الأئمة في ذلك، وقد قال العلماء: إن القارئ إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب له فأي شيء يهديه إلى الميت (رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة ۶/ ۵۷ ط سعيد)

(۳) قال النووي: قوله صلى الله عليه وسلم: خذوا منهم واضربوا لي بسهم معكم. هذا تصريح بجواز أخذ الأجرة على الرقية بالفاتحة والذكر وأنها حلال لا كراهية فيها ... وجوزها أبو حنيفة في تعليم القرآن وأجازها في الرقية (شرح النووي على مسلم، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن ۳/ ۲۲۴ ط قديمي كتب خانه)

باندھے امام کو بھی تحصیل فضیلت کے لئے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے اور بیان جواز کے لئے کبھی بلا عمامہ نماز پڑھاوے تو مقتدیوں کو اعتراض نہ کرنا چاہیے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص جبدہ قانون گو یا پٹواری بدون اجازت امام کی خود بخود بزور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۷۷ برکت علی صاحب (ریاست جے پور ضلع) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے اور وہ بغیر اجازت امام کی امامت کرنے میں گنہگار ہوگا اس کے پیچھے نماز بکراہت ہوگی(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) کسی صاحب علم کو عمامہ باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحب ٹوپی کے ساتھ نماز پنجگانہ میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہو گی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھارواڑ

(جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفسد نماز نہیں ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص کسی قسم کی بدعت شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھارواڑ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

---

(۱) وقد ذکروا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمامة ولا یکرہ الاکتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتہر بین العوام من کراہة ذلک الخ (عمدة الرعایة علی ہامش شرح الوقایة کتاب الصلوة ۱/ ۱۶۹ ط سعید کمپنی)

(۲) واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیرہ مطلقاً الخ ولو ام قوما وہم لہ کارہون ان الکراہة لفساد فیہ او لانہم احق بالامامة منہ کرہ لہ ذلک تحریما الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید کمپنی)

(۳) وقد ذکروا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمامة ولا یکرہ الاکتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتہر بین العوام من کراہة ذلک الخ (عمدة الرعایة علی ہامش شرح الوقایة ۱/ ۱۶۹ ط سعید)

(جواب ۱۰۹) بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے کسی صورت میں اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور علاوہ ازیں اس کے پیچھے پنج وقتہ نماز فرائض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفی صاحب ([illegible] پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قابل اعتراض نہ ہو صرف رنڈی کا لڑکا ہونا ہی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور تراویح میں جائز ہے اور رنڈی کا لڑکا ہونا مضر نہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم صدیقی صاحب (مغربی خاندیش)

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والے کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا امام بن جائے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بدفعلی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولیان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۳۹۰ نواب حسین صاحب باغیچی اچھے جی باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و مبتدع الخ (التنویر و باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی التنویر : ویکرہ امامۃ عبد ... وولد الزنا الخ وفی الشامیۃ : لکن ما بحثہ فی البحر صرح بہ فی الاختیار حیث قال : ولو عدمت ای علۃ الکراہۃ بان کان الاعرابی افضل من الحضری و العبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدۃ والاعمی من البصیر فالحکم بالضد الخ (باب الامامۃ ۱/ ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) قال فی التنویر : ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ و فی الشامیۃ : واما الفاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بانہ لا یہتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً الخ (باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بدافعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کردے کیونکہ ایسے بدافعال امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ '۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۲۴ محرم ۱۳۵۶ء

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال) (۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نوعمر ہے مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط، مفسدات نماز و نواقض وضو تک کا بھی علم نہیں ہے اور بکر مولوی ' قاری ' متقی ' واعظ خوش الحان کہن رسیدہ ہے اب شاہی مسجد کے لئے جہاں کے مقتدی علماء ' صوفیاء ' حفاظ و عوام مسئلہ داں ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہئے (۲) علماء ' صوفیاء ' حفاظ وغیرہ کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (روشن آباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے لائق بکر ہے جو مولوی حافظ ' قاری ' متقی ہے زید سے وہ احق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم ' حافظ ' صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز کو فاسد کردیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ '

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال) (۱) شہر کی ایک جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام وغیرہ نماز پڑھتے ہوں ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہئے (۲) زید مولوی ' حافظ ' متقی ۳۵-۳۶ برس کا ' بکر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسائل ضروریہ وضو و نماز سے ناواقف۔ ان دونوں میں از روئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلیان مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بکر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہوگا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسائل ضروریہ سے ناواقف بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبداللہ خاں صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم متقی اور زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بکر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

---

(۱) قال في التنوير: ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق" الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد) وفي الشامية: "بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم" (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعيد)

(۲) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة الخ ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

سات ماہ سے مسجد مقفل کر دی گئی ہے بنا بریں دریافت طلب امر یہ ہے کہ
(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیرہ اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت کا اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اس طرح اپنی خاندانی امامت و قضاءت کا حق جتانا جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہئے زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاءت کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاءت اس کا خاندانی حق ہے بنا بریں سرکار والی مسجد زید کے حوالے کر دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۸ امام محمد علی بیگ (ضلع میسور)
۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہلیت اور لیاقت درکار ہے اگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ معقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریف وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثة. رجل ام قوماً وهم له كارهون الحديث (ترمذی)(۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کا امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاءت کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاءت میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)
(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (باب من ام قوماً وهم له كارهون ۱/۸۳' ط سعيد كمپنی)
(۲) قال في التنوير و شرحه: ولو ام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لأنهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داود: لا يقبل الله صلوة من تقدم قوماً وهم له كارهون" (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)
(۳) قال في التنوير: ويكره امامة عبد واعرابي و فاسق" (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد) التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ابن ماجه، باب ذكر التوبة' ۳۱۳ قديمي كتب خانه' كراچي)

ہیجڑے کی امامت کا حکم

سوال) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

جواب ۱۱۹) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتا ہے ہیجڑوں کی جماعت ہیجڑے کے پیچھے ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بدعتی کی امامت مکروہ ہے

سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۵ الملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

جواب ۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ و یکرہ امامة عبد واعرابی و فاسق واعمی الا ان یکون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مرد کی امامت جائز ہے

سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردمی سے فطرۃً محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے بولنے میں بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا صحیح ہوگا۔ المستفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرلا (بمبئی)

جواب ۱۲۱) عنین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادر زاد عنین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور عورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے حرکات اور بول چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم
(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت
(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

---

(۱) و قد صرح فی القنیة بان اقتداء الخنثی بمثله فیه روایتان وان روایة الجواز استحسان، لا قیاس " و یلزم من روایة الجواز لا تفسد صلوته بمحاذاته مثله الخ (رد المحتار، باب الإمامة ۱/ ۵۷۲ ط سعید)

(۲) (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) عنین ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ ایک خلقی امر ہے اور یہ عیب نہیں جو امامت سے مانع ہو (فتاوی دار العلوم دیوبند ۲/ ۱۵۶ ط مکتبہ امدادیہ، ملتان)

شدید درجہ کا فسق ہے مگر ان دونوں کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شراب پینے اور نیم مشتی داڑھی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی داڑھی نیم مشتی ہے اور فتنہ میں نے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۲ شیخ سکندر صاحب تاجر ہ قوال

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور داڑھی نیم مشتی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا چاہئے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دیوے اجرت نہ لیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد تحصیل (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے مگر وہ بینک یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۹۵۳ عبداللہ صاحب (فیروز پور جھرکہ) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سودی کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جاتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر اور افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کرلے گا تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) (ويكره تقديم ... والفاسق ... وشارب الخمر الخ (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۶۲ ط سعيد)

(۲) والافضل ان يغسل الميت مجانا فان ابتغى الغاسل الاجر جاز ان كان ثمة غيره والا لا الخ (الدر المختار، باب صلاة الجنائز ۲/ ۱۹۹ ط سعيد)

(۳) (ويكره تقديم ... فاسق ... (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد) عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ابن ماجه، باب ذكر التوبة ص ۳۱۳ ط قديمي كتب خانه، كراچي)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی اس کی امامت

(سوال) ایک امام ہے اس کی بیوی جو اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی دو ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس آگئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۱ مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روہتک)

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) جب امام کی اس میں غلطی نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت
(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بدروش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہنود ہے اس کا تعلق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتے ہیں اور اس فعل سے اس کا خاوند آگاہ ہے یا اگر اس کا خاوند ناواقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۲ ابہار خان صاحب

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خاوند اگر اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکتا نہیں تو وہ قابل گرفت ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں(۲) (۲) اگر وہ پڑھا لکھا اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش الحان صوم و صلوٰۃ کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک مسلم شخص کے گھر کے ہیں کیا ان کو امام بنایا جا سکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

---

(۱) ولا تزر وازرة وزر اخرى (سورة فاطر: ۱۸)

(۲) وفي التنوير ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق الخ وفي الشامية ومشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد)

(۳) في التنوير ويكره امامة عبد ... وولد الزنا الخ ولو عدمت اى علة الكراهة بان كان الاعرابي افضل من الحضري والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشد والاعمى من البصير فالحكم بالضد (رد المحتار باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

فرض اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (سنتنا)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہیے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقرر ہوئے کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھائی امام مقررہ مقتدی ہوا تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (دہلی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) نماز تو ہو گئی مگر امام معین کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی یعقوب محمد مصطفیٰ (سیتا پور) (اودھ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کر کے اس کو مقرر کرنا چاہیے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص باوجود عقیدہ حق رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا وہ ازروئے شریعت اس کو فاسق فاجر یا منافق کہنا حق ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عنداللہ شرع اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

---

(۱) ولو عدمت ای علة الکراهة ....رد المحتار باب الامامة ۱/۵۶۰ ط سعید

(۲) واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقاً اھ (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر: ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق ... (باب الامامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۳) ایک مسجد میں امام صاحب بعہدہ امام مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ مدرسہ میں ہیں ایک اور دوکان ساختہ وقف ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چہارم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ا کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ بلند خاں کاپنہ (ریاست جنید) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے مگر تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اور امام مطالبہ نہ کرے اور لوگ خود بخود کچھ رقم تبرعاً اسے دے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ اور خواہش نہ ہو اور نہ ملے تو ناراضی بھی نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

غلط افعال والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک امام مسجد افعال مکروہات کرتا ہے اور اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ اغلام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کروں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کرتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کیا مگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑ دی تو پھر شرع کا کیا حکم ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد دوبارہ وہ شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرا امام بنا لیتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھاتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی جڑ ہونے یہ امامت ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ محمد حسین صاحب بیت السلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہو گئے ہیں تو ان کا تنفر بے جا نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان لوگوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہئے اور

---

(۱) ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان الخ (الدر المختار کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۶/ ۵۵ ط سعید)

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جماعتیں مسجد میں قائم کرلیں وہ گنہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ اعلام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الاعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی پنجگانہ نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں ملازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایسی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۷ منشی محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تعلق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف کالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سنانے کا نہ ہو بلکہ سالانہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے
(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتاتا کیا جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وتر و فرض خود امام پڑھائے گا۔
(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام تراویح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام تراویح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور کو شرعاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں
(۳) اگر نابینا حافظ قرآن مجید ماہ رمضان میں بحیثیت امام تراویح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق (الدر المختار مع تنویر) وفی الشامیة: واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لا یھتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعاً (باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والاذان (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الإجارة، مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۶/ ۵۵ ط سعید)

درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟
(۲) جس کی عورت پردہ نہ کرے اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میراثی کی اور غنڈہ گردی اور لوگوں میں اشتعال پھیلانے اور جھوٹ بولنے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے ایسا شخص مستحق ہے جو علم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو(۱) (۲) میراثی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں جھوٹ بولنے کے عادی ہوں لغویات کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہے اور ظاہراً نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس نے مرزائیوں سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو آیا ایسے عقیدہ والا شخص عنداللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عیدوغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۳ خلیل الرحمن (پنڈی بہاؤالدین)

۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناتا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بد دین ہے اس

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الخ و فی النہر عن المحیط: صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ (التنویر مع شرحہ باب الإمامۃ ۱/۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)
(۲) والأحق بالإمامۃ تقدیما بل نصبا الأعلم بأحکام الصلوۃ فقط صحۃ و فساداً بشرط اجتنابہ للفواحش الظاہرۃ ثم الأحسن تلاوۃ و تجویداً للقراءۃ ثم الاورع (الدر المختار باب الإمامۃ ۱/۵۵۷ ط سعید)
(۳) قال فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الامامۃ ۱/۵۵۸ ط سعید)

کی امامت جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قابل وثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینما تھیٹر اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سنا اور قریب دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے :

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دو سال پیشتر جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہو لئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتیں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلا رہا تھا گواہ عمر و بکر جو لگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گواہ بکر نے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برابر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جانے وقوع نہیں بتلائی لیکن جو نشانات پہلے گواہ نے بتلائے تھے وہی راستہ بتلائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتلانے گئے تھے ان میں سے ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا ممبر ہے اور وہ دو اراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے تعلق سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوۃ کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینما دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحب اولاد ہے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نو بچوں کا باپ ہے اوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۲۶ سیٹھ حاجی عمر ملاں (برار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱٤۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابل سماعت نہیں دو برس تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

---

(۱) قال في التنوير و شرحه " وان انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً الخ (باب الإمامة ۱/۵٦۱ ط سعيد)

شہادت قابل سماعت نہیں ہاں سینما دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت
(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں
(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا
(۴) نااہل متولی کو معزول کرنے کا حکم

(سوال)(۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا چونکہ امام کے حالات خراب ہوگئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور علاوہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کرلیا کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا سیرت (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (لاہور)

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کردینا اور دوسرا امام مقرر کرلینا جائز ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا (۲)(۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنالیں(۴)

---

(۱) قال في التنوير " ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق " الخ و في الشامية " وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الخ (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعيد)

(۲) وينزع وجوباً لو الواقف فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزاً أو ظهر به فسق الخ (الدر المختار' كتاب الوقف ۳۸۰/۴' ط سعيد)

(۳) وأن المساجد لله الآية (سورة جن)

(۴) أراد أهل المحلة نقض المسجد و بناءه احكم من الأول لهم ذلك (الدر المختار كتاب الوقف مطلب أحكام المسجد ۳۵۷/۴' ط سعيد)

(۳) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جا سکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے
(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت جھگڑا ہے اگر امام عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھاوے تو بعض فریق اس پر اصرار کرتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔ (۲) یہاں بعض مساجد کے امام سینما تماشہ وغیرہ دیکھنے جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۴ جناب فیض اللہ میاں صاحب مالیگاؤں (ناسک)

۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا بلاشبہ جائز ہے کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو ضد سے باز رہنا چاہئے۔(۲)

(۲) سینماؤں تماشوں اور ناچوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے(۳) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کر کے بجائے صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بکر معمولی سی بات پر ضد میں آکر امام مسجد کو بلا قصور بلا اجازت تمام مصلیان واہل محلہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل ناواقف ہے اور بدرویہ ہے نصف مردمان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بکر کے ظلم و جابرانہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

---

(۱) قال في الإسعاف ... ولا يولي الا امين ... من طلب التولية على الوقف لا يعطى له وهو كمن طلب القضاء لا يقلد (رد المحتار' كتاب الوقف' مطلب في شروط المتولي ۴ / ۳۸۰ ط سعيد)

(۲) وقد ... وان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة ولا يكره الا كتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' كتاب الصلوة ۱ / ۱۶۹ ط سعيد)

(۳) في التنوير ... ويكره امامة عبد ... وفاسق الخ وفي الشامية ... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الإمامة' ۱ / ۵۵۹ ط سعيد)

(۲) تمام نمازیوں میں سے کس صفت اور کس قابلیت کا امام ہونا چاہیے

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحکیم (نارنول) ۲ ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ م ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بکر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ناواقف شخص کو امام بنانا جب کہ اس سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بکر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔

(۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا متقی شخص امامت کا مستحق ہے(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم
(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں

(سوال) (۱) کوڑھ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح اور ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے کے منصوری (بمبئی)

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے(۲)

(۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں(۳) ولد الزنا اگر عالم اور صالح ہو تو اس کی امامت درست ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة، ثم الأورع (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۲) وكذا تكره خلف أمرد وسفيه و مفلوج و أبرص شاع برصه الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعید)

(۳) ولا يصح اقتداء الرجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقا الخ (تنوير الأبصار، باب الإمامة ۱/۵۷۷ ط سعید)

(۴) قال الشامي: ولو عدمت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري ... وولد الزنا من ولد الرشدة فالحكم بالضد (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعید)

(۵) قال في الدر المختار: والمخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره وفي الشامية: ... بالمخالف في الفروع كالشافعي فجور ما لم يعلم منه (جاری ہے)

یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے کچھ عرصہ ہوا یہی امام مسجد ان یتیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پرزور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا ؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۷ عبداللہ صاحب (مالیر کوٹلہ) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱٤۷) اگر امام مسجد یتیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کراتا ہے یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ بی بی کو اور خلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوا دیا ایک ماہ کے اندر ہی یعنی عدت پوری نہ گزرنے پر اس بی بی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پوری نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و خلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلوایا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفتہ عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت نے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۱۴ محمد غوث صاحب کولار ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱٤۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بولا کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر زجراً اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس کرائی جائے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ما یفسد الصلاۃ علی عقد مقتدی علیہ الإجماع (باب الإمامة ۱/۵۶۳ ط سعید) اس میں مقتدی کے پیچھے نماز جائز ہے جو اہل السنت کے تمام مسائل میں مخالفت نہ رکھے مثلاً حضرت کی حرمت کا قائل ہو اور سب سلف کرنا ناجائز سمجھتا ہو جیسا ۔۔۔ کا حکم ۔۔۔ بدعتی جیسا ۔۔۔ نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاوی ۱/۲۵۳ باب الإمامة ط دار العلوم کراچی)

(۱) قال فی التنویر ویکرہ امامة عبد واعرابی و فاسق (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مخالف ہو تو ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۷ جناب ابو الفرح صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثابت ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قبیحہ کا ظن غالب ہو تو ایسے امام کو معزول کر دینا چاہئے کیونکہ متہم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت ناراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو حافظ حاجی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) دو شخص کو ایک لڑکے کا باپ اور دوسرے استاد شامل جو عالم بھی ہیں علم الیقین ہوا کہ اس لڑکے عمر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ مرتکب فعل لواطت ہوا اس پر بدریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز بکراہت ہو جاتی ہے لیکن اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہئے اب دریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین والوں کو نماز میں اقتدا تا قیام امام رکھنی چاہئے یا ترک کر دینی چاہئے ؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آدمی کی معرفت سے امام مذکور کا راز معلم صاحب مذکور سے معلوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہو گی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے ؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا کچھ گناہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذبذب علم ہونے کی صورت میں کیا صرف سکوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اگر ان کو یقین ہو گیا ہو تو امام کو علیحدہ کر دینا لازم ہے(۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب کو یقینی علم نہ ہو تو وہ سکوت کر سکتے ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بدکردار امام جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے اس کے اعمال وافعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

(۱) في التنوير: ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ... الخ وفي الشامية: بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعيد)

(۲) كذا في التنوير وشرحه: ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً" لحديث أبي داود: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

(۳) وينزع وجوبا لو الواقف ... غير مأمون أو عاجزاً أو ظهر به فسق (الدر المختار، كتاب الوقف ۴/ ۳۸۰ ط سعيد)

ليقين لا يزول بالشك (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة ۵۶ ط مير محمد كتب خانه، كراچی)

میں موجود ہیں ۔

(۱) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا (۲) مسجد کا روپیہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کا روپیہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرانا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران وحکام تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۴ محمد یوسف صاحب ۔ پشاور ۔ ۱۲ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۱ سے ۷ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا جائز ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ۔ ثلاثة لا تجاوز صلاتهم اذانهم العبد الآبق حتى يرجع وامرأة باتت و زوجها عليها ساخط و امام قوم وهم له كارهون (ترمذی شریف)(۱) یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آئے دوسرے وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت ناخوش ہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھتا ہو اور مقتدین تبع سنت ہوں تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری موثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) امام زید کے متعلق ضرورت کے فیصلہ کی ضرورت پیش ہے کہ وہ بجائے عمامہ کے صرف معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۰ مولوی عبدالرؤف ریاست قلات (بلوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

(جواب ۱۵۳) ٹوپی سے مستحب نماز بلا کراہت جائز ہے اور امامت بھی بلا کراہت جائز ہے خواہ مقتدی متعمم ہوں یعنی عمامہ باندھے ہوئے ہوں زیادہ سے زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف اولیٰ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) (باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون ۱/ ۸۲ ط سعيد كمبني) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد

(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك [illegible] ۱/ ۱۶۹ سعيد كمبني

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیانی قعدے میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سہو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ بات میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۲

(جواب ۱۵۴) ولا يزيد في الفرض على التشهد في القعدة الاولى اجماعا فان زاد عامداً كره فتجب الاعادة او ساهيا وجب عليه سجود السهو اذا قال اللهم صل على محمد فقط على المذهب المفتى به (درمختار) قوله اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالك و احمد و عند الشافعي على الصحيح انها مستحبة فيها للجمهور ما رواه احمد و ابن خزيمة من حديث ابن مسعود ثم ان كان النبي ﷺ في وسط الصلوة نهض حين فرغ من تشهده قال الطحاوي من زاد على هذا فقد خالف الاجماع بحر (ردالمحتار)[1] درمیانی قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قصداً درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتدا کرنی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہتی ہو وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوہرانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ عبدالحق امام جامع مسجد [illegible] ضلع شیخ [illegible]۔

۱۳ جمادی الاخری ۱۳۵۹ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے۔[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسائل سے ناواقف نائب کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب چند عرصے سے انہوں نے [illegible] شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۱ / ۵۱۰ ط سعید کمپنی) قال الله تعالى ولا تزر وازرة وزر اخرى (سورة فاطر : ۱۸)
(۲) قال الله تعالى : " ولا تزر وازرة وزر اخرى " (فاطر : ۱۸)

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرق خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر رہنا اور مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب باوجود بغیر عذر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین فتاوی مرتبہ بہار شریعت اور قانون مسجد وغیرہ میں لکھا ہے کہ آستین کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرق خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے ہاں سستی اور قصداً ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدمت میں بخشش کرائے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ خواں پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے یا نہیں؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرق خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے اگر سیرۃ العمل صالح دونوں کے یکساں ہوں (۳) نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعيد)

(۲) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹ ط سعيد)

(۳) قال في التاتارخانية: ولو ان رجلين في الفضل سواء الا ان احدهما اقرا فقدم القوم الاخر فقد اساؤا السنة (رد المحتار، باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک اور پابند شریعت حد درجہ کا ہے اور نماز باجماعت کا پابند بھی اسی درجہ کا ہے اور عرصہ تیس سال سے نماز فی سبیل اللہ پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے اگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت
(۲) جواب دیگر
(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیتا اور بلیک کر کے اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بیعت سے نہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے
(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش امام اگر ڈاڑھی کترواتے اور خشخشی رکھتے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے بوریوں پر بلا کسی عذر کے سونا ناجائز ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں اگر کوئی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو سید پر بھی اسی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے اگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلاوجہ انحراف کیا تو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ عائد ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانا بھی ایسی ہی عہد شکنی ہے جیسے کہ پوری پنچایت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

---

(۱) قال فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق الخ وفی الشامیۃ: من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی الخ (باب الامامۃ ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) قال فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق الخ (باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)
(۳) فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق الخ وفی الشامیۃ: بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں،(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بطور دوا افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اندازاً ۷۸ سال ہے سولہ سال قبل پیچش میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ نذیر الدین ضلع چندہ (سی پی)
یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی بربنائے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پہلے کی سنتیں ادا نہ کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا بلا ضرورت نہ کرنا چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغلہ ہے اور عمرو صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن شخص مہتمم مدرسہ ہیں اور اس بستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور منیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

---

(۱) وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولاً (بنی اسرائیل : ۳۴)
(۲) (احسن الفتاوی، ۳/۲۸۶ ط سعید کمپنی ' خیر الفتاوی ۲ / ۳۳۱ ط ملتان)

(جواب ۱۶۷) صورت مسئولہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمرو جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ------

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و لیاقت چاہئے باپ دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت وجہ ترجیح ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم
(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کی حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا کاف اور قاف میں فرق نہیں کرتا مد اور قصر کا لحاظ نہیں کرتا چنانچہ اکثر مصلی اس سے متنفر و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورۂ یٰسین کا پہلا رکوع پڑھا جس میں کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لمن المرسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حقیم پڑھا خشی الرحمن کی جگہ خشی الرحمن بضم پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کرایا یہ اعادہ کرانا کیسا ہے؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص کی موجودگی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والے کی امامت درست نہیں ہے اگر کسی شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئولہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں پہلی نماز کا اعادہ کرانا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدون اس کے اذن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ... وشارب الخمر وآكل الربا الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعيد)

(۲) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا ... الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعيد)

(۳) ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۸۱ ط سعيد)

(۴) واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقا الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعيد)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زنا کراتی ہے خاوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا یا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز نہ آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور بے غیرت ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواں یا نوخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواں یا نوخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

برص والے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ پیر اور جسم کے کچھ حصے پر سفید داغ [illegible] ہیں اطبا کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچ گیا ہے ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا لوٹے سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبروص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے ہاں جب برص کی حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ

---

(۱) قال فی التنویر: ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الامامۃ ۱/۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۲) واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقاً (الدر المختار) وفی الشامیۃ: وإن كان غيره من الحاضرين هو أعلم وأقرأ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) وکذا تکرہ خلف امرد ... والابرص شاع برصہ ... وفی الشامیۃ ... وقید الابرص بالشیوع لیکون ظاهراً (باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

جولاہے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید لوگ کہتے ہیں کہ جولاہے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جولاہان میں حافظ عالم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔

(جواب ۱۷۳) جولاہے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولاہے کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام جو تنخواہ کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نااتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے ایسے جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷٤) اس امام کے مخالفین کو لکھنا چاہیے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم ہیں اور جب وہ پنجگانہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم پنجگانہ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ'

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کچھ کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھالے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) والاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوۃ فقط صحۃ و فسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاهرۃ (الدر المختار' باب الإمامۃ ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۲) اولی الناس بالصلاۃ علیہ السلطان ثم امام الحی ثم الولی' هکذا فی الاکثر المتون (عالمگیریہ' باب الحادی والعشرون فی الجنائز' ۱/۱۶۳' ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) ولا باس بنتف الشیب واخذ اطراف اللحیۃ والسنۃ فیها القبضۃ ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ الخ (الدر المختار' کتاب الحظر والإباحۃ فصل فی البیع' ٦/٤٠٧ ط سعید)

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت
(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھاؤ اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیلا بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے ؟
(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد کی نعت خوانی میں باعتقاد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور بیڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیشن گوئیوں کہ فلاں تاریخ کسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے ؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ بنانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شرکیہ اعمال و معتقدات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱)
(۲) قیام کو بعقیدہ تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن الوقوع ہے یہ غیب دانی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت
(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے ؟
(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت
(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت
(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت
(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت
(۷) فاسق وفاجر کی امامت کا حکم
(۸) فاسق وفاجر کا زبردستی امام بننا

(الجمعیۃ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن باوجود دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھٹکہ یعنی گردن مارنے کے لئے جانور (بکرا وغیرہ) بیچتا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

---

(۱) قال فی التنویر " ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الإمامۃ ۱ / ۵۵۹ ط سعید)
(۲) (ایضاً)

تھی پیچ چاؤ ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی لوگوں نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنا چاہئے اور صفائی کرنی چاہئے اور امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگنے اور صفائی کرنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ کے الجمعیۃ کے حوادث و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہوتی ہے" اس جواب پر مندرجہ ذیل کتابوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح سفر السعادت مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۳۶ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے "وکان حضرت ﷺ کلاہ و عمامہ ہر دو پوشیدہ و گاہے عمامہ بے کلاہ" اور مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰۲ کے حاشیہ پر ہے یہ حاشیہ مولانا محمد حسن سنبھلی کا ہے "رواہ الطبرانی عن ابن عمر انہ ﷺ کان یلبس قلنسوۃ بیضاء و فی روایۃ ابن عساکر عن عائشۃ کان لہ قلنسوۃ بیضاء لاطیۃ و فی روایۃ انہ کان یلبس القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر قلانس الخ کذا قال القاری۔(۲)

(جواب ۱۸۰) عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے پہننا جائز بلا کراہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے(۳) الجمعیۃ میں جو فتویٰ ۱۸ رجب کے پرچہ میں مولانا حبیب المرسلین کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے" اس میں کراہت سے مراد محض خلاف اولیٰ ہے نہ کراہت تنزیہیہ نہ تحریمیہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) حنفی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز کا پڑھنا جائز

---

(۱) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه كره له ذلك تحريما وان هو احق لا والكراهة عليهم (التنوير و شرحه' باب الإمامة ۱/ ۵۵۹' ط سعيد)

(۲) (مرقاة' كتاب اللباس' الفصل الثاني ۸/ ۲۴۶' ط مكتبه امداديه' ملتان)

(۳) وقد ذكروا ان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة بلا عمامة (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹' ط سعيد كمپني كراچي)

ہے یا نہیں مثلاً رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر رفع یدین اور بغیر آمین بالجہر نماز پڑھ سکتا ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۲) اگر امام دو چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مجاور کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مجاور جو روشنی وغیرہ کا پیشہ امامت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۳) مجاور اگر امور شرک و بدعت کا مرتکب نہ ہو تو اس کی امامت درست ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شہر کی جامع مسجد کا امام اور کونسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کونسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتی نماز پڑھا دیتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

---

(۱) وكذا يكره خلف أمرد ... ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره ... وفي النهاية ... والاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع (باب الإمامة ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳ ط سعيد)
(۲) قال في التنوير وشرحه: ويكره انفراد الإمام على الدكان للنهي وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۶ ط سعيد)
(۳) قال في التنوير: ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ومبتدع الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعيد)

جماعت کا گناہ گار ہوگا) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے واجب ترک ہو گیا اور سجدہ سہو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہو گئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان پچھلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد اختر خاں پہاڑ گنج دہلی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز اور رمضان المبارک کے کثرت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم یہ ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خنثیٰ پھر عورتیں جو کہ یہاں نہیں ہیں یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم وار افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں ورنہ مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں جو کہ شروع میں آئے ہوئے نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دو سے ہٹا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد کے برآمدے میں پہنچا دیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟
(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں کانا پھوسی بھی کرتے ہیں ان پر بعد نماز کے آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جوشیلا تھپڑ بھی مار دیتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا کرو تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟
المستفتی نمبر ۷۲۶ نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ۔ جوندہ ضلع کرنال ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدائے نماز کا ہے مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہو گی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

---

(۱) الجماعة سنة موكدة للرجال . و قيل واجبة . ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة (الدر المختار' باب الامامة ۱ / ۵۵۴ ط سعيد)
(۲) والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتكرر (درمختار) و في الشامية اى لفعل الثانى جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو و بالاول يخرج عن العهدة و ان كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاه مطلب واجبات الصلاة ۱ / ۴۵۷ ط سعيد)

درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دو یا زیادہ ہوں تو ان کی صف علیحدہ پیچھے کردی جائے گی(۱)
(۲) بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں لانا چاہیے ان کی کسی شرارت اور غلطی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارنا یا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

مرتکب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک امام بد عمل صحیح ادائیگی میں کمزور لیکن مفسد صلوٰۃ نہ ہو نسبتہ صحیح موذن نسبتہ نیک عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی عہدہ پر مستقر ہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے اخلاق ذمیمہ و ادائیگی قراۃ کی کمزوری وارتکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا گناہ گار ہو گیا یا نہیں ؟
(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء جائز ہے ہاں ایسے امام کی اقتدا کرنا صحیح نہیں جس کی اقتدا نا جائز ہو(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے آکر جماعت ثانیہ شروع کردی اور قرأۃ بھی بجہر کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۹۰۰ مولوی عبدالحق (میرٹھ)
۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور اس طرح پڑھنا کہ دوسروں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پنج وقتہ التزام سے جماعت ہوتی ہو(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) قال في التنوير مع شرحه: ويصف الرجال ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحد دخل الصف ثم الخنثى ثم النساء (باب الإمامة ۱/ ۵۷۱ ط سعید) وفي الشامية: إن المرأة تفسد صلاة ثلاثة واحد عن يمينها وواحد عن يسارها وكذا تفسد صلاة من خلفها الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۷۳ ط سعيد)
(۲) ان تركها اي الجماعة من غير عذر يوجب ... ترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت الخ (حلبي كبير فصل في الامامة ص ۵۰۰ ط سهيل اكيدمي لاهور پاکستان) اگر دوسرا امام نہ ملے تو اس کے پیچھے پڑھ لی جائے و في النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/ ۵۶۲ ط سعيد)
(۳) و مقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون اذان و يؤيده ما في الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۵۳ ط سعيد)

سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں نماز پابندی وقت کے ساتھ و بجماعت ہوا کرتی ہے تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولیٰ کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پابندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو کیا مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ حشمت احمد (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب) صورت مرقومہ مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے احادیث سے ثابت ہے کذا فی المشکوٰۃ فقط ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار

(جواب)(۲) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ حبیب اللہ محمد غفرلہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں آکر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر سب لوگوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھتا ہے خوف متعدی ہونے اس بیماری کے نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا شاق گزرتا ہے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) (مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة الخ (شامیه، باب الامامة ۱/ ۵۵۳ ط سعید)

(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام وانتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے کیونکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ وصحابہ کرامؓ کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تقلیل لازمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحب نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقی طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ اذان واقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو تنہا پڑھ لیں لیکن روزانہ دوسری جماعت مقرر کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے تداعی یعنی لوگوں کو بلانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عبارت دلیل بن سکتی ہے یہ تو قطعی ممنوع اور مکروہ ہے۔(۱) 	محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں
(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی بہ نیت اقتداء صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو یہ مقتدی اس تحریمہ سے اپنی نماز پوری کر لے یا بارادہ انفرادی نیت کرکے تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔
(۲) اگر پیش امام رسوم بدعیہ مروجہ فی زمانہ مثل سوم، چہلم، مولود، عرس وغیرہ کا عامل ہو مگر فسق و فجور سے خالی ہو نیز فساد عقائد سے خالی نہیں اور اقتداء موجب حصول اجر و ثواب اور اس کی فضیلت ذہن نشین ہو جاتی ہے اس کی اقتداء میں کیا نماز مکروہ ہو جاتی ہے یا مکروہ تحریمی ہے کیا واجب الاعادہ ہے۔
المستفتی نمبر ۲۲۲۵ مولوی محمد ابراہیم صاحب (کوہ کافی) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اور اسی نماز کو پورا کر لے(۲) (۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بکراہت۔ ایسی نماز واجب الاعادہ نہیں ہے(۳) 	محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) قال فی الدر المختار : ویکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ الخ و فی الشامیۃ : و مقتضی ھذا الاستدلال کراھۃ التکرار فی مسجد محلۃ ولو بدون اذان و یؤیدہ ما فی الظہیریۃ : لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا الخ (باب الامامۃ ۱ : ۵۵۲ ط سعید)
(۲) قال فی الدر المختار : و ینتھی قدوۃ بالاول قبل علیکم علی المشہور عندنا و علیہ الشافعیۃ الخ و فی الشامیۃ : ای بالسلام الاول قال فی المحیط : الامام اذا فرغ من صلاتہ فلما قال السلام جاء رجل و اقتدی بہ قبل ان یقول علیکم لا یصیر داخلا فی صلاتہ الخ (باب صفۃ الصلوۃ ۱ : ۴۶۸ ط سعید)
(۳) قال فی التنویر : و یکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و مبتدع الخ : صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ (الدر المختار باب الامامۃ ۱ : ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ اعلان کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں جمع ہو کر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دینے شروع کر دئیے ہیں یہ کوئی شرعی نماز ہوئی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا ہماری عورتوں کو شرعاً کیا کرنا چاہئے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے متعلق فقہاء کے قول کو مستند کر کے ہم یہ بھی نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید ادا کرنے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۹ عبدالرشید صاحب (بنگال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے اس کو بدعت کہنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور انور ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہئے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) منیۃ المصلی، کنز الدقائق، شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاۃ جلد اول ص ۴۷۳ میں حضرت ملا علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحاریب فی المساجد محدثۃ اول من احدثہ عمر بن عبدالعزیز فی امرۃ الولید ومن ثم کرہ جمع من

---

(۱) ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح ... ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ ولو عجوزا ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعيد) وفي التنوير: ويصف الرجال ثم الصبيان ثم الخناثى ثم النساء (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۷۱ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع منڈی۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن فیقیم ثم امر رجلا یؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق علی من لا یخرج الی الصلوٰة بعد (۱) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کہے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز پڑھادے اور پھر میں آگ کے شعلے لے کر جاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔ اکثر روایات میں یہ فرمان عشاء کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق۔

اور یہ بات رحمۃ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا گنہگاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) ایک عورت مدرسہ میں قرآن مجید پڑھتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کرایا اس عورت معلمہ کا خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح بجماعت اپنے گھر میں شروع کروں تاکہ دیگر عورتیں بھی جایا کریں اور لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح بجماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے اسی طرح اس سال میں بھی وہ مدرسی لڑکی سے نماز تراویح میں قرآن سننا شروع کردیا ہے اندر مکان کے بجماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو امام ہوتی ہیں وہ درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے آیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو بالکل بند کردیا جائے یا کہ جائز مع الکراہت سمجھ کر کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم محمد رسول صاحب (ملتان) ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری نہیں رہا۔ (۲) پس حنفیہ کے لئے تو اس طریقہ کا اختیار کرنا صحیح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(اشکال برجواب بالا)

غریب نواز ہمارے حنفی کی فرماتے ہیں کہ جائز بکراہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: کما یکره جماعة النساء وحدهن سواء کان فی الفرض او النفل وعدوه بانه لا یخلو عن ارتکاب ممنوع وهو قیام الامام وسط الصف و لایخفی ضعفه بل ضعف جمیع ما وجهوا به الکراهة کما حققناه فی تحفة النبلاء الفاه فی

(۱) (باب فضل الجماعة ۱/۹۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
(۲) ویکره تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح (الدر المختار، باب الامامة ۱/۵۶۶ ط سعید)
(۳) (حاشیة شرح الوقایة، باب الجماعة ۱/۱۵۳ ط سعید کمپنی)

روکنے اور مساجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۲ سکریٹری جمعیۃ المسلمین مانگرول ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بتوں کے جلوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مساجد کے سامنے سڑک پر باجا بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جا سکتا ہے کہ اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خالی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجہ روکنے کی فہمائش کی جا سکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مساجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مساجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنی چاہیے (۱) فقط　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شہر کے مشرکین اپنے بتوں کے جلوس کو باجوں گاجوں اور نعرہائے غیر اللہ کے ساتھ مساجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۶۳ ۵۲ سکریٹری جمعیۃ المسلمین مانگرول

۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مساجد شعائر اللہ میں داخل ہیں اور شعائر اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جلوس نکالنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر گشت کرانا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت مسلطہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مساجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے انسداد کے لئے مسلمانوں کو قانونی کوشش کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس قضیے کو باہمی تصفیے سے سلجھانا چاہیے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مساجد کا احترام قائم رکھیں اور مساجد کے سامنے ہرگز باجہ وغیرہ نہ بجائیں اور جنگ و جدل سے حتی الامکان احتراز کریں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) قال النبی ﷺ : من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ فإن لم یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان (مسلم، باب کون النہی عن المنکر من الإیمان ۱/ ۵۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) (ایضاً)

مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا

(سوال) گزشتہ ۷ جولائی کو یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں مسلمان اور علماء پونے دو سو گرفتار ہو چکے ہیں ہنوز گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے (خدارا دعا فرمایئے) جانبین سے متعدد مقدمات دائر ہیں مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ بجا کر جانے کے سلسلہ میں یہ فساد ہوا ہے بسلسلہ گفتگوئے صلح ہندوؤں نے ایک تحریر اس مضمون کی دستخط کر کے حکام کے سامنے دے دی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے اب مع دلائل اور حوالہ جات کتب فتوے کی ضرورت ہے ورنہ کم از کم مسلمانوں کی عزت و آبرو خاک میں مل جانے کی اس سے زیادہ کیا عرض کروں مخفی نہ رہے کہ تمام ہندوستان میں اس قسم کے فسادات کی جو نوعیت ہے یہاں بھی وہی ہے اس لئے اور زیادہ توضیح کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی صرف اتنی بات ہے کہ ہندو غیر اوقات صلوۃ میں بجانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت بندگی کے لئے ہے اور کوئی وقت اس سے خالی نہیں ہے اس لئے کسی وقت میں مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ بجا کر جانے نہیں دیں گے جب حالت کا اندازہ کر کے جلد ہماری تحریر کی فرمایئے دلائل پیش کرنے کی تاریخ مورخہ ۱۱ اگست مقرر ہوئی ہے اس لئے ہم زیادہ بیتاب ہیں قرآن حدیث فقہ کی کتب معتبرہ جس چیز پر نظر رہے تو اچھا ہے اور چونکہ ہم جیسے بے بضاعتوں کو ہی دلائل پیش کرنا پڑے گا اس لئے توضیح اور تشریح کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۲ محمد عبداللطیف صاحب (آسام) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۹) اوقات صلوۃ میں تو باجے وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر باجے روکنا درست ہے لیکن غیر اوقات صلوۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جا سکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پابند نہیں لہذا اس معاملے میں رواداری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل چہارم ۔ زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی ہوئی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جو مسجد کہ بذریعہ مال حرام کے یا زمین مغصوبہ پر بنائی ہے اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۳۳ شیخ [illegible] ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۰) جو مسجد کہ مال حرام سے بنی ہو یا غصب کی زمین پر اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔[2]
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) العادة محكمة (القاعدة السادسة على الاول في القواعد الكلية ص ۳۵۸ ط ادارة القرآن)
(۲) وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة و في طريق (الى ان قال) وأرض مغصوبة او للغير (الدر المختار، كتاب الصلوة ۱/ ۳۸۱ ط سعيد)

نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال) (۱) جامع مسجد دہلی کے دالانوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز ادا نہیں کرتے مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب منتظم جامع مسجد دہلی۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنالینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ بیٹھ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں(۱)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا
(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا
(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و موذن کی تنخواہ میں دینا
(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال) (۱) ایک شخص متقی پرہیز گار کا جو ٹھکانا نہیں کسی شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سامان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں پیٹی میں بند کرکے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں موذن روزانہ پتی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسہ سے پیش امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش امام کی تنخواہ بستی والوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و اذکار و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مولوی سراج الحق صاحب (ضلع پروم) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سو جانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعلقین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا موذن یا نگراں تو اس کو برآمدہ میں (جبکہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعلقین میں سے نہیں ہے اور اکثر یا دوامی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے(۲)

---

(۱) ویکرہ النوم والاکل لغیر المعتکف واذا اراد ان یفعل ذلک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل فیه ویذکر الله تعالی بقدر ما نوی او یصلی ثم یفعل ما شاء (عالمگیریہ کتاب الکراهیة آداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ط ماجدیہ)
(۲) ویکرہ النوم والاکل فیه ای المسجد لغیر المعتکف ولا باس للغریب الخ عالمگیریة کتاب الکراهیة آداب المسجد ۵ / ۳۲۱ ماجدیہ)

(۲) مسجد کا سامان پیٹی میں بند کر کے مسجد کے وراندہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو(۱)

(۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہیے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں(۲)

(۴) مسجد میں ایک دو گھنٹے رات کو وظیفہ پڑھنا یا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے آہستہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسافر کا مسجد میں سونا

(سوال) کیا فقراء و مساکین اور ہر کس و ناکس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد حسن کراچی ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا تحت ضرورت مند کے کہ بوقت ضرورت سو جائیں تو مباح ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

(سوال) مسجد اور اس کے صحن میں سونا شب و رات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرہ ہونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟

(جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویث ہوتی ہو یا احتمال تلویث ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورۃ کسی مسافر کو یا بیماری کی وجہ سے امام یا مؤذن کو مسجد میں سو رہنا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ بنانے سے احتراز ضروری ہے (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) ولا بأس بأن يتخذ في المسجد بيتا توضع فيه البواري (عالمگيرية فصل كره غلق باب المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماجديه)

(۲) وإذا أراد أن يصرف شيئا من ذلك إلى إمام المسجد أو إلى مؤذن المسجد ليس له ذلك إلا إذا كان الواقف شرط ذلك في الوقف، كذا في الذخيرة (عالمگيرية، كتاب الوقف الفصل الثاني في الوقف على المسجد ۲/ ٤٦٣ ط ماجديه)

(۳) وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ٦٦٠ ط سعيد)

(٤) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگيرية، كتاب الكراهية، آداب المسجد ٥/ ۳۲۱ ط ماجديه)

(٥) (أيضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟
(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔
(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں۔ (۱)
(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز
(۲) جمعہ کی سنتوں سے "الصلوٰۃ قبل الجمعۃ" پکارنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوٰۃ پکارتے ہیں۔ الصلوٰۃ قبل الجمعہ الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ ﷺ لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟
(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے (۳) یہ صلوٰۃ پکارنا درست نہیں یہ فعل کا ثبوت نہیں ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شہر پٹیالہ میں ایک مسجد معروف ڈوگراں والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے

(۱) قال الشامي: (و) حيث فرقوا بينه وبين صحن المسجد ... ولا لانه يوجد من العلية ... على عدم كونه مسجدا فما لم يكن وقفا على مصالح المسجد ... صرح في الاسعاف الخ. (رد المحتار كتاب الوقف مطلب في احكام المسجد ٤/ ٣٥٧ ط سعيد وامداد الاحكام ١/ ٣٥١ ط مكتبه دار العلوم كراچی) (۲) ولا اصطفاف بين الاسطوانتين غير مكروه لانه صف في حق كل فريق الخ (مبسوط باب الجمعة ٢/ ٣٥ ط بيروت لبنان) (٣) الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة (عالمگيرية' كتاب الكراهية' باب المسجد ٥/ ٣٢٢ ط سعيد) (٤) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاري' كتاب الصلح' باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود' ١/ ٣٧١ ط قديمي)

سات آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس شخص نمازی ہوگئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المستفتی نمبر ۹۵ مطیع محمد تحصیلدار پٹیالہ

۲۱ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۲) جبکہ وہ مسجد قدیم سے اہل السنت والجماعت حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے منتظم اور متولی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کرسکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کرسکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کرسکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقے سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو چکنے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منتظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر وہ ناحق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے(۱) وھذا کلہ ظاہر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی سنہری جامع مسجد (یادگار محی ملت والدین اورنگ زیب عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا منشا ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے فنڈ سے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوہے کا چینل لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز پنجگانہ میں موذن مسجد اپنے حجرے سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی ادا کرنے کے بعد فوراً قفل لگادے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں گروہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں ادا کرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الٰہی میں رکاوٹ پیدا ہوتی اور وہ خانہ خدا کا مقفل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

---

(۱) ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہدین علی انفسہم بالکفر (سورۃ توبہ آیۃ ۱۷) انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر الآیۃ (سورۃ توبۃ آیۃ : ۱۸)

ہوئی اور قرآن ختم نہیں کرنے دیا آخر عشرہ میں اعتکاف کیا تو رات کو نکال دیا جاتا تھا اور مسجد میں قفل حکومت کی طرف سے ڈال دیا جاتا ہے چند روز کے بعد معتکف کو مسجد سے اور شہر سے نکال دیا۔ ۱۹۳۵ء میں تاریخ ۲۷ اکتوبر کو احقر نے چلہ کیا تھا اس موقع پر بھی صورت مسطورہ بالا پیش آئی تھی اور چلہ نہیں کرنے دیا تھا۔

(۲) مسجد میں روشنی کے لئے کافی طور پر انتظام نہیں کرنے دیا جاتا اور ایک ستون جو روشنی کے لئے قائم تھا اس کو نکلوا دیا۔

(۳) دس بجے رات کو مسجد میں قفل ڈال دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی عبادت سے مقیم اور مسافر کو روک دیا جاتا ہے۔

(۴) پبلک نے چندہ کر کے ایک حوض کی نام لکھنے کے لئے خریدی ہے اس کو مسجد میں نہیں لگانے دیا جاتا مسجد کے اندر حوض ہے اس میں پانی کا انتظام بکفایت کرنے سے مانع ہے اور اسی قسم کے ناجائز تصرفات حکومت کی جانب سے ہیں۔

صورت ہائے مسطورہ میں مسلمانوں کے کیا فرائض ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ حکومت کا تشدد نگرانی حقوق مسجد کے غاصبانہ طور پر مبنی ہے مسلمانوں کو انتہائی جدوجہد کوگزاشت کو آزادی مسجد میں حکومت سے کرنا اور گورنمنٹ مرکز یہ کو حق تو بہ دلانا اور حق پیش کرنا کس حد تک ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۲ حافظ مظہر احمد (بھوپال) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ٢٤٤) مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت اور نگرانی کا حق حاصل کرنے اور اس کو آزاد کرانے اور آزادی کے ساتھ اس میں نماز و عبادت اور امور شرعیہ ادا کرنے کا اختیار بہم پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی لازم ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) ہم نے محلے کی مسجد میں پرانے امام کو علیحدہ کر کے ایک اچھا حافظ قرآن پیش امام امامت کے لئے مقرر کیا ہے اس پر ہمارے محلے کے چند آدمیوں نے ناراض ہو کر دوسری مسجد میں جانا شروع کر دیا ہے تو ان پر محلے کی مسجد کا حق ہے یا نہیں اور ناظرہ پیش امام سے حافظ قرآن پیش امام اچھا ہے یا نہیں؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیر ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ٢٤٥) اپنے محلے کی مسجد کا حق ہے بلا وجہ اسے چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز کے لئے جانا

---

(۱) من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان (مسلم، باب كون النهي عن المنكر من الإيمان ۱/ ۵۱ ط قديمي كتب خانه) إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر الآية (سورة توبه، آية ۱۸)

جوار میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی کردی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور ادب لازمی ہے اس کو غلاظت کثافت بدبو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے، دھوبی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت غلاظت کثافت بدبو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض عائد ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد میں لیمپ جلانا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلانا منع ہے استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز لہسن کھا کر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدبو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدبودار چیز مسجد میں لے جانا منع ہے اور مٹی کا تیل بھی بدبودار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدبو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محلہ ہنود میں واقع ہے جہاں شاذونادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دکانیں ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کرلینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

---

(۱) (ایضاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ)

(۲) وعن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا الحديث متفق عليه، (مشكوة باب المساجد ص ٦٩ ط سعيد)

رہنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی محمود محمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے حدود کے علاوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کو بچوں سے محفوظ رکھا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دوازدہم ۔ استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے نقشے کے صحیح چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز پنجگانہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آلت قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آلت قطب نما سے بائیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم اسی نمبر تین و چار کے مطابق دفن ہیں مسلمانوں میں چھ سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے اول گروہ کہتے ہیں بلا کراہت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور پنجگانہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہونے کو بھی صحیح بلا کراہت کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی احاطہ میں اتنے قریب کہ فقط چار پانچ گز کا فاصلہ ہے اس سے نمبر دو میں درست ہوں سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ٹھیک صحیح ہے تو ٹھیک غلط ہے اگر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ٹھیک کی امامت کرنے والا اور جدید میں بھی امامت کریں تو اس کی اقتدا کراہیت سمجھتے ہوں اس لئے کسی طرف والے کی امام کی اقتدا نہیں کرتے۔ المستفتی نمبر ۵۶۱ اسد اللہ خاں۔ (مرگونڈ، دہا)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مکہ معظمہ سے دور دراز فاصلے کے شہروں میں خاص کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض آسانی جہت قبلہ کو قائم مقام قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی کعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کرنے کی بھی مرتکب نہ ہو کہ یکجہتی و اتحاد ملت اور اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

(۱) ویحرم ادخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسہم والا فیکرہ (الدر المختار احکام المسجد ۱/ ۶۵۶ ط سعید)

(جواب ۲۷۳) (۱۷۳) قصداً باوجود علم کے نو دس درجے کے انحراف کو نظر انداز کردینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کرکے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ اداشدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہوگیا ہو(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۱۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جہت مشرق میں واقع ہے اور جہت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھے دائیں کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہوا ہو دونوں صورتوں میں جہت قبلہ کا استقبال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پیچھے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جہت ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں ایک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت پختہ بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز پنجگانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جہت پر ہیں ایک بالکل مغربی جہت پر ہے شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بھی۔ دوسری پنجگانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آلات قطب نما سے نیز شہر کی مسجد سے بائیس درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ حاجی محمد حنیف مرگوئی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نماز پنجگانہ والی مسجد اور جنازوں مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گی لیکن قصداً غلط جہت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کرلینا چاہئے یا جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جہت نمبر ۲ کے موافق انحراف کرلینا چاہئے۔ فقط (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) فعلم ان الانحراف الیسیر لا یضر وهو الذي يبقى معه الوجه او شيء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة او لهوائها الخ (رد المحتار مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۳۰ ط سعید وامداد المفتین ۱/ ۲۶)

(۲) وفي المعتمد والبحر النجوم كالقطب (درمختار) وفي الشامية وهو اقوى الادلة اذ جعله الواقف خلف اذنه اليمنى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۳۰ ط سعید)

(۳) والسادس استقبال القبلة فللمكي اصابة عينها ولغيره اي غير معاينها اصابة جهتها بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة او لهوائها (التنوير مع الدر كتاب الصلاة مبحث في استقبال القبلة ۱/ ۴۲۷، ۴۲۸ ط سعید)

قبلہ سے معمولی انحراف

(سوال) ایک مسجد کی بنیاد قبلہ کی سمت سے ہٹ کر رکھی گئی اور عمارت بلند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے کیا اس عمارت پر چھت ڈالی جا سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۲ چوہدری نیاز الدین صاحب (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۶) بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر لیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال دی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ کاپور ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانہ شاہی کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں نماز جماعت ہوتی ہے اب تک کسی کو پتہ نہیں تھا اب چند شخصوں نے قطب نما وغیرہ کے ذریعے سے دیکھا تو مسجد کا رخ سمت قبلہ سے کچھ فرق میں معلوم ہوتا ہے بعد میں چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درستی مسجد نماز درست نہیں ہوتی مگر مسجد کی درستی از سر نو تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی طاقت اور حالت موجودہ سے بعید ہے کیونکہ قصبہ ہذا میں بہت تھوڑے اور غریب مسلمان رہتے ہیں علاوہ اس کے فتنہ و فساد کا پورا احتمال ہے کہ متعصب ہندوؤں کی اکثریت کا غلبہ ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خدشہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہو جاتی ہے یہ مسجد بادشاہی زمانہ کی بنی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں لہذا علمائے دین سے گزارش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے بحوالہ کتب فقہ حنفی مطلع فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۱۵ ملا عبدالغنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح قطب نما کے لحاظ سے بنا کر میرے پاس بھیجو تو پھر میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ بھیجنے کی صورت یہ ہے کہ ایک کاغذ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بناؤ اور پھر اس

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر سا خانہ ہے جس کا راستہ آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے بلحاظ امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰۵ قاری عبدالرحیم (دہلی) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۶ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

استنجاء خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا اوپر تک اس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لے کر سیدھا اوپر تک ایک ہی جگہ کل مسجد کی ہوتی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خانہ ہے کسی قدر جگہ خالی ہے جہاں لوگ جوتی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل وضو میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا اسی قدر اوپر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنانے مسجد خود واقف و بانی مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے تجویز کر کے رکھا تھا بیت الامام میں امام کم از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی شرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت الامام یا خانہ پر اگرچہ متصل ہے لیکن اس کی حدود دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و محفوظ کی ہوئی ہے اور دروازہ بھی الگ ہے اوپر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آلودگی یا بے حرمتی مسجد یا مصلی کی آمد و رفت اوپر نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا پانی وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی اہلیہ کے ساتھ بود و باش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ درمختار بحرالرائق وغیرہ میں جو لکھتے ہیں **لو بنی فوقه بیتا للامام (لسکنی) لا یضر لانه من المصالح** اس سے کیا مراد ہے۔ یا امام کا مجرد رہنا یا مع اہل و عیال کے یا امام کا فقط بیٹھے رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پورا نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں خلل ہو جائے آگے یہ کوٹھری زمانہ ابتداء بنانے مسجد سے ہے اور امام مدت

---

(۱) وکرہ تحریما الوطء فوقه والبول والتغوط لانه مسجد الی عنان السماء (الدر المختار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها ۱/۶۵۶ ط سعید)

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی نالی بنالینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر دیا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا کسی صحن یا معنی اثنائی کے کسی ایسے گوشے میں جو خاص مسجد سے دور ہو پاخانہ ، نالی بنانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدبو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو منہدم کر کے صحن بنالینا یا معنی وال جائز ہے اور مسجد کو صحن یا معنی اثنائی بنانا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل چہاردہم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چند سورتیں بیچوں بیچ آیت سنہری رنگ میں یا الی میں منقش کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۱ عبدالستار (ضلع ملاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے ؟

المستفتی نمبر ۹۴۶ مولوی محمد عمر (بیجاپور) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر اور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیت قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا محراب کی بیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی ہر زبان میں لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیواروں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بوقت صلوٰۃ نمازی کے دل کو مائل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۲ محمد عبد النور صاحب سلہٹ (آسام)

۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء

---

(۱) وکرہ بعض مشائخنا النقش علی المحراب وحائط القبلۃ لانہ یشغل قلب المصلی الخ (رد المحتار مطلب فی احکام المسجد باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ / ۶۵۸ ط سعید)

(۲) وکرہ بعض مشائخنا النقوش علی المحراب وحائط القبلۃ لان ذلک یشغل قلب المصلی الخ عالمگیریہ الباب الخامس فی آداب المسجد ۵ / ۳۱۹ ط ماجدیہ)

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں علاوہ عیدین کے کسی روز اتفاقاً کسی وقت نماز تنہا یا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۹۲) ہاں عید گاہ میں احیاناً فرائض پنجگانہ میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تنہا یا جماعت سے پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال یا اور کسی قسم کا کھیلنا جائز ہے یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۲۵۳۶ محمد (نیپال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۹۴) عید گاہ میں بطور لہو ولعب کے فٹ بال کھیلنا اور کوئی کھیل کھیلنا مکروہ ہے۔(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں
(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے ؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا ؟
المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)
۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۹۵) مسجد میں جنبی آدمی داخل نہیں ہو سکتا عید گاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ بلند ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی
(جواب دیگر ۲۹۶) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے(۵) محمد کفایت اللہ

...

(۱) اما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء الخ (الدر المختار مطلب في احكام المسجد ۱ / ۶۵۷ ط سعيد)
(۲) وكرهت تحريماً وقيل تنزيهاً في مسجد جماعة هو اي الميت فيه الخ (الدر المختار باب صلاة الجنائز ۲ / ۲۲۵ ط سعيد) (۳) واما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء (در مختار) وفي سماحة قال في البحر ظاهره انه يجوز الوطء والبول والتخلي فيه ، فينبغي انه لا يجوز الخ ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ۱ / ۶۵۷ ط سعيد و فتاوى دار العلوم ديوبند ۵ / ۲۱۴ مكتبه امداديه ملتان (۴) واما المتخذ لصلاة جنازة او عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء لا في غيره به يفتى فحل دخوله لجنب وحائض (تنوير مع شرحه كتاب الصلاة مطلب في احكام المسجد ۱ / ۶۵۷ ط سعيد)
(۵) وقيد بمسجد الجماعة لانه لا يكره في مسجد اعد لها وكذا في مدرسة ومصلى عيد لانه ليس لها حكم المسجد في الاصح (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص ۳۶۰ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عیدگاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عیدگاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عیدگاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عیدگاہیں چھوٹی سی بستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہئے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عیدگاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل ہفدہم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازیوں اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۵ آبادی چین اور چین (مدینہ) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۸) اگر حجرہ وہ داخل مسجد نہ ہو یعنی اس حصہ میں نہ ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل ہیجدہم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کسی امر کا باہمی مشورہ کرنا یا کسی امر کی بابت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا نا جائز علاوہ ازیں جمعہ کے دن مجمع زیادہ ہوتا ہے جس میں متفرق دیہات کے اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا کسی سے نماز پڑھتے ہیں بعد نماز کے تشریف لے جاتے ہیں اگر ان صاحبان کا انتظار کیا جائے تو بعض اصحاب انتظار کرنا نہیں چاہتے جس کی وجوہات ملازمت یا دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی اور جلسہ دوسرے وقت مقرر کیا جائے تو دیہاتی اشخاص زمانہ کے رنج و فکر سے معاش کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور نہ ہی شرکت سے شریک ہوتے ہیں اور دیہاتی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں ان کو وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

(۱) وتخرج [illegible] الجبانة [illegible] تعدد [illegible] المسجد الجامع وهو الصحيح (رد المحتار باب العيدين ۲/ ۱۶۹ ط سعيد)

(۲) ويكره [illegible] (الدر المختار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في احكام المسجد ۱/ ۶۵۶ ط سعيد)

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے خفیف فصل کے بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا تفسیر و روایات دینیہ سنانی جائز ہیں، جو لوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہٹ کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر ادا کرنا افضل ہے(۲)

(۲) بکر کا قول صحیح اور شرع کے موافق ہے(۳)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز وعظ کے مقام سے ہٹ کر ادا کرنی چاہئے اس ذکر خیر کو بند کرانا درست نہیں ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استفتاء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرا استفتاء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استفتاء ایک ہی موقع کے لئے ہیں لیکن مضامین استفتاء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر گنج ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ پڑھ کر مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر صحن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو گانہ نفل پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایک وقت میں جب کہ عشاء کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خواہ امر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ نازیبا ہو جاتا ہے، جیسے امر معروف، نہی منکر ہر وقت ضروری ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہیے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نہی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتابوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ ایک بہتر کام ہے مگر اس کی بہتری اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہیے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القران فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

---

(۱) اما للتدريس او للتذكير فلا لانه ما بني له وان جاز فيه ولا يجوز التعليم في دكان في فناء المسجد عند ابي حنيفة وعندهما يجوز اذا لم يضر بالعامة (البحر الرائق فصل كره استقبال القبلة ٢ / ٣٨ ط بيروت)

(۲) قال النبي ﷺ فعليكم بالصلوة في بيوتكم فان خير صلوة المرء في بيته الا المكتوبة (مسلم باب استحباب صلوة النافلة في بيته ١ / ٢٦٦ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۳) اما للتدريس او للتذكير الخ

(٤) (ايضاً)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہر گز زیبا نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص باز نہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہو گا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایک جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے پنج وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سابق۔ ۹ شعبان ۱۳۷۱ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تذکیر و تعلیم دین کا بھی حق ہے اگر مسجد بڑی ہے اور اس میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعلیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل نوزدہم۔ مسجد میں اکھاڑہ بنانا

مسجد میں اکھاڑا کرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چہار دیواری مسجد وہ صحن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حلقہ مسجد میں متصور ہو گی یا نہیں بصورت اول صحن مسجد یا حلقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑہ یا دنگل اکھاڑہ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض لنگوٹ یا جانگیہ باندھ کر کرنا شرعی نقطۂ نگاہ سے جائز ہو گا یا نہیں ؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی وفن سپہ گری کے لئے عہد نبوی ﷺ میں صحن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرامؓ تیر اندازی وغیرہ صحن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۲۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیا)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بسا اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور احاطہ مسجد اور حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑہ خواہ محرم کا خواہ دنگلی قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ کے حالات واخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) اما للتدریس و للتذکیر فلا لانہ ما بنی لہ وان جاز فیہ ولا یجوز التعلم فی دکان فی فناء المسجد عند ابی حنیفة و عندھما یجوز اذا لم یضر بالعامة (البحر الرائق فصل کرہ استقبال القبلة ۲ / ۳۸ ط بیروت)

(۲) عن واثلة بن الاسقع ان النبی ﷺ قال " جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم و شراء کم و بیعکم و خصومتکم ورفع اصواتکم " (سنن ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۱) جامع مسجد کسے کہتے ہیں؟
(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) (۱) ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریب ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے؟
(۲) موجودہ مسجد مسلم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے بنگلوں اور مارکیٹ بازار کچہری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں بوجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے ایسی صورت دوسری مسجد کی بنا ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے(۱) (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحرج مدفوع۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مسقف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ متصل ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً بوقت ختم قرآن اور دیگر موقعوں میں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح جماعت بھی نہیں ہوتی ہے رندیر کی مسجد چندروا بھی اسی طرح پہلے بہت مختصر سی ہوتی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ ملا ہوا خارج مسجد کا حصہ تھا تقریباً ۱۲۹۰ھ میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اس کو از سر نو بنایا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو نیز اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر دیا اور حصہ شمالی جانب کا بر قاعدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے حضرات کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سا برتاؤ کیا جاتا تھا اور وہ لوگ اہل علم اور سمجھدار تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

(۱) المسجد الجامع، هو المسجد الكبير العام (قواعد الفقه ص ۴۸۴ ط الصدف پبلشرز کراچی) وفي الشامي [illegible] قوله لا تجمع [illegible] باب الجمعة ۲/ ۱۵۷ ط سعید)

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نواح کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا مظہر ہوا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہموار نہیں ہوتیں اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہموار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوا کی آمد و رفت کے لئے چاروں طرف دریچے وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایسی صورت میں مسجد چندواڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں ؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں ؟

المستفتیان محمد اسماعیل عارف احمد ابراہیم سنگاپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن العمارۃ ہو یا عمارت بھی ہو۔

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے(۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے کم از کم ایک مرتبہ بھی نماز با جماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی۔ ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرائن سے اس کی نوعیت متعین کی جا سکتی ہے گجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چندواڑ (راندیر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت رکھنے بجماعت کا بعموم مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

---

(۱) ولا یتم الوقف حتی یقبض لم یقل للمتولی لان تسلیم کل شئ بما یلیق به ففی المسجد بالافراز وفی غیره بنصب المتولی و بتسلیمه اياه (الدر المختار مع التنویر مع الدر کتاب الوقف ٤/ ۳٤۸ ط سعید)

(۲) من بنی مسجدا لم یزل عن ملکه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه ویاذن بالصلوة فیه اما الافراز فلانه لا یخلص لله تعالى الا به (عالمگیریة الباب الحادی عشر فی المسجد ۲/ ٤٥٤ ط ماجدیه)

(۳) ... سلم المسجد الى المتولی یقوم بمصالحه یجوز وان لم یصل فیه وهو الصحيح (عالمگیریة فصل ... فیه مسجد ۲/ ٤٥٥ ماجدیه کوئٹه) والتسلیم فی المسجد ان تصلی فیه جماعة باذنه لخ ...

طلب کرنا چاہیے جو مسجد ثابت کرتے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہو کہ اس میں زمانہ قدیم سے بلا روک ٹوک جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم [illegible] (ریاست [illegible]) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی کراہت بھی نہیں البتہ بلا عذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے اوپر جماعت خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) تشریح اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ خشوع و خضوع کا مقدور نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت و سنن و نوافل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر اس قدر شدت کی گرمی نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔
الصعود على سطح كل مسجد مكروه وهذا اذا اشتدت الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة كذا في الغرائب (۲) (جلد خامس ص ۳۵۶) فقط حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) آگرہ میں چند لوگوں نے یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت سے لوگ جمع ہو کر ناقوس و گھنٹہ اور باجے کا رات مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے لگاتے اور بجاتے ہیں اور چیختے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام خود بھی اپنی قرأت نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا کیا جائے یا مسجد میں نماز نہ پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۱ فضل محمد (آگرہ) [illegible] جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

(۱) ... فلانه لا بد من التسليم عند ابي حنيفة الخ والتسليم في المسجد ان يصلي فيه الجماعة باذنه الخ (عالمگیریة، کتاب الوقف، احكام المساجد ۲/ ۴۵۵، ط ماجدیه)
(۲) (کتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد ۵/ ۳۲۲، ط ماجدیه کوئٹه)

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) ہندوؤں کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی ادائیگی اور حفاظت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور باہمی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتدبہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک طور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعادہ کر لیں مگر مسجد کو نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوگی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ اعادہ کر لیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مساجد میں نمازوں کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں (۳)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی کے جواب میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے جارحانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

۳۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا

(سوال) مساجد جو کہ خالص عبادت اور ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مساجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور کہے کہ اے اللہ جب تک باد نسیم چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو باقی رہے ان کے سایہ کو ہمارے سر پر قائم رکھیے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں ؟

---

(۱) قال الصلاة في المسجد من أكبر شعائر الدين وعلاماته وفي تركها بالكلية نوع المفسدة ونحو ترك الصلوة بجماعة بعض من قعود هم أكثر تحيز عن أصل فعلها ولهذا قال عبدالله بن مسعود لو صليتم في بيوتكم الخ (مجموعة الحديث النبوي كتاب الصلاة لابن تيمية هل تسن الصلاة في المسجد في دار قضية الجماعة ص ٥٥٤ ط رياض)
(۲) (ایضاً)
(۳) (ایضاً)

(جواب ٣١٧) (١) مرزائی فرقہ خواہ اس کی دونوں شاخیں لاہوری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا اقرار بھی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت گرچہ اقرار نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا ثبوت مرزا اور ادعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں (١)

(٢) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کرکے وقف کردے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا ہاں جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ ملکانہ حقوق کا مدعی ہو تو خائن قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ تولیت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو چندہ دینے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (٢)

(٣) اگر امام کاذب ہو اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا عادت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (٣)

(٤) مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی (٤)

(٥) سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (٥)

(٦) اگر مسجد میں پنجوقتہ نماز جماعت بلکہ جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور کسی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی اور کسی جھوٹے پروپیگنڈے سے جب زر مقصود

(١) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بها (الدر المختار، باب الامامة ١/ ٥٦١ ط سعید)
(٢) من بنی مسجداً لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه ویأذن بالصلاۃ فیه اما الافراز فلانه لا یخلص لله تعالیٰ الا به ... ومن جعل وسط داره مسجداً واذن للناس فی الدخول والصلاۃ فیه ان شرط معه الطریق صار مسجداً (عالمگیریه، کتاب الوقف، الفصل الاول فیما یصیر به مسجداً ٢/ ٤٥٤ ماجدیه کوئٹه) وفی البحر فقد ثبت ان ... لانه مذهب به الخ (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب ولایة نصب القیم للواقف ٤/ ٤٢١ ط سعید)
(٣) قال فی التنویر: ویکره امامة عبد وأعرابی وفاسق الخ (باب الامامة ١/ ٥٥٩ ط سعید)
(٤) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن یذکر فیها اسمه الآیة (البقرة: ١١٤)
(٥) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ من اکل هذه الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجدنا فان الملائکة تتاذی مما یتاذی منه الانس (مسلم ١/ ٢٠٩ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

ہوتا اس کی قباحت دو چند ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد کا احترام واجب ہے
(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
(۴) سوال مثل بالا
(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے
(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہئے
(۱۲) کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا
(۱۳) مسجد میں قیام کرنا بدعت ہے
(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتارا جائے

(سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں ۔
(۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یا نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز ادا کرتے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نمازی بھی نہ ہو تو باواز بلند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلی میں بیٹھ کر ختم کلام پاک کرنا اور محراب مصلی کے نزدیک نعت خوانی باواز بلند کرنا اور ایسی تقریب میں چنے بسکٹ پان وغیرہ تقسیم کرنا اور کتاب پڑھنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز ادا کرتے ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے علاوہ جس شخص کو جماعت نہ ملی ہو اس نمازی کو اپنی نماز ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں ؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں ؟

---

(۱) قال في الدر المختار: وكل ما ينوم ويشبع منه كذا كل موذ ولو بلسانه (كتاب الصلوة، احكام المسجد ۱/ ۶۶۱ ط سعيد)

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باآواز بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں راہ راست پر کون ہے؟ (۹) کلام پاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے بائیسکوپ کا تصویردار بورڈ لگا دیا ہوا ہے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور امام میں کسی مسئلے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو امام یہ کہہ سکتا ہے کہ جاہ مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میلاد شریف کرایا جائے اس میں سلام ختم الانبیاء کی ذات و صفات کے لئے بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میلاد شریف کا کرانا یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چندہ لے کر کلام پاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت والجماعت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارکنان مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بائیسکوپ کی تصویر والے بورڈ کو مسجد سے اتروا دیں یا نہیں؟ اگر متولی یا کارکنان مسجد اس پر غور نہ کریں تو عام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس بورڈ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبدالمجید خاں (شملہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ م ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱و۲) ہر مسلمان پر مسجد کا شرعی احترام لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اس کو پاک صاف رکھا جائے شور و غل نہ کیا جائے شرارت چھچھوراپن وغیرہ نہ ہو (۱) (۳) جو لوگ نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے کلمہ یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۲) (۴و۵) جو فعل کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو ملوث کرے یا شور و شغب ہو وہ مکروہ ہے (۳) (۶) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتا ہے کسی کو روکنے کا حق نہیں (۴) (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہو یا باہر کہیں (۵) (۸) بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ دوسرے تلاوت یا نماز میں خلل

---

(۱) قال الله تعالى: وان المساجد لله (سورة الجن ۱۸) فيجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيهه عن المخاط والبلغم الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ / ۶۶۰ ط سعيد) عن واثلة بن الاسقع ان النبي ﷺ قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم و مجانينكم و شراءكم و بيعكم و خصوماتكم و رفع اصواتكم الخ (سنن ابن ماجه باب ما يكره في المساجد ص ۵۵ ط مير محمد كتب خانه كراچي)

(۲) اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارئ الخ (رد المحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ / ۶۶۰ ط سعيد)

(۳) عن واثلة بن الاسقع ان النبي ﷺ قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم (الحديث ابن ماجه)

(۴) لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا الخ (رد المحتار باب الامامة ۱ / ۶۶۰ ط سعيد)

(۵) ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى (سورة توبه: ۱۱۳)

محمد کفایت اللہ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۴ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے

(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض و لازم ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جہاں بااختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بناوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے

(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خالی ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ یہ دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں یا کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کرکے کچھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔
المستفتی نمبر ۹۵۵ شاہ محمد یٰسین (کرنال) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنی درست ہے[1] مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں بحیثیت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے

(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت بناتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا بیان کامل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۰۷۸ رفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)
۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنانا مکروہ ہے[2] مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ سے امامت ناجائز ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں

(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے مسقف حصے یعنی دالان کو زید نے لوہے کا جنگلہ اور جالی لگا کر

---

(۱) (وإذا جعل تحته سرداباً لمصالحه أي المسجد جاز) (الدر المختار) وفي الشامي: وظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه الخ (كتاب الوقف، مطلب في أحكام المسجد ٤/ ٣٥٧ ط سعيد)
(۲) (فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه ولا تطيينه بنجس ولا البول والفصد فيه ولو في اناء الخ) (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٦٥٦ ط سعيد)

مقفل کیا ہوا ہے اور اس میں امام صاحب کتب احادیث و فقہ اگالدان سنگے صراحیاں کڑنک اور بستر وغیرہ اور دیگر مال گودام بنایا ہے اور قبضہ جمایا ہے اور اس کا نام زروبہ و غریباں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کردیا ہے اب اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے ہٹاؤ تو کہتا ہے کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پہلے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز دالان میں جس پر مقفل (۱) کتب احادیث و فقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں ہٹادی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوۃ کے سہولت کا انتظام کردے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے دالان (مسقف حصہ) پر قبضہ کرلے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھے اور رہائش و مال گودام کے کام میں لائے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہو جائے تو اس حالت میں بھی یہ وہ شخص مسقف حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ امام حسین بیگ صاحب طبیب دہلوی (اجمیر شریف)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے بنائی گئی ہے گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خالی کرا کے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گودام بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہ گار ہوگا بوجہ بے حرمتی کرنے مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں وقت جمعہ و نماز پنجگانہ باجماعت مدت تک ادا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکاری میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ غلام قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ولا اخذ الاجرۃ منه ولا ان يجعل شيئا منه مستغلا ولا سكنى الخ (الدر المختار كتاب الوقف احكام المسجد ٤ / ٣٥٨ ط سعيد)

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے باجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کرکے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ **ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الآیۃ** (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اپنی حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کردیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کرے فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۲٤) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ [illegible] ضلع رہتک میں ایک جامع مسجد خام عرصہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تا دم تحریر اذان، جماعت پنجگانہ، نماز جمعہ، جملہ امور بہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمارت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کردیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کردیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا تاحال جنوری سنہ ۱۹۳ء سے سوشل بائیکاٹ کردیا گیا پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۲-۱۲ ماہ کی بحساب دو دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجاز نے حاصل کریں مقدمات جاری ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجاز و پولیس افسران اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں اور اس مسجد متنازعہ کو بدستور رہنے دیا جائے تو مقدمہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی بے حرمتی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہے گی بعد نماز، اذان، جمعہ، جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرة ۱۱٤)

(۲) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها الآية (البقرة ۱۱٤) التسليم في المسجد أن يصلي فيه الجماعة بإذنه الخ (عالمگیریة كتاب الوقف الفصل الأول فيما يصير به مسجدا، ۲ ٤۵۵ ط ماجدية كوئٹه) وفي التنوير وشرحه: ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الإمام والثاني أبدا إلى قيام الساعة وبه يفتى" الخ (كتاب الوقف أحكام المسجد ٤ ۳۵۸ ط سعيد)

میں اس جامع مسجد خام کو کچی ہی رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کرلیں تو کوئی باعث گناہ تو نہ ہوگا اور جب کہ ہندو اکثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو بیدفع فساد و شر کے لیے کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟

(۴) ان جملہ امور کے متعلق نص قرآنیہ و احادیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجازی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۳ - ۱۴ تیم الدین احمد خالد حمیدی 'مرادی (معرفت مولوی سکندر دین صاحب) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۷ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۵) اگر مسجد مذکور بدستور مسجد ہی رہے اور اس میں اذان و نماز با جماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کرلی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان نماز پڑھیں گے نماز و اذان و جملہ سب امور ادا کرنا جائز ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصلیوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال)
۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو اور ذکر بھی زیادہ شور و شغب اور افعال مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال) (۱) مسجد حنفیہ کا امام صبح نماز سے فارغ ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صبح کی

---

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا الخ (الدر المختار باب الجمعۃ ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) قال الشامی : وفی حاشیۃ الحموی للشعرانی : اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قاری الخ (باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیھا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

نماز ختم ہونے کے بعد آدھ پون گھنٹہ تک نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پچھلے لوگ امام صاحب سے کہتے ہیں کہ یہاں پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کرتے ہو یہ نہیں جائز ہے ترجمہ بند کرو ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فارغ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکور والے متعصبین سے کہا کہ تم اپنے مسلک کے مطابق آمین بالجہر کہو مگر ضد میں آ کر ایک چوڑی داڑھی والا مسجد کو سر پر اٹھانے والا تو انہوں نے اس کے بالکل برعکس عمل کیا اور بچوں اور جوانوں نے بہت چیخ کر آمین کہی تاکہ یہ لوگ اور چڑیں اور کوئی بولے تو اس سے لڑیں برابر میں اہل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا لوگوں کے جلانے اور چڑانے کے لئے آمین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکورہ بالا قسم کے اہل حدیث صاحبان کو مسجد میں غل شور اور فساد کی جھگڑے کے لئے نماز کے بہانے آنے دینا جائز ہے کہ نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) (۱) بعد نماز فجر مسائل دینیہ کا بیان اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جماعت کے بعد نماز کے لئے آتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی علیحدہ مقام پر یا اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں۔(۱) (۲) امام صاحب ٹھیک فرماتے ہیں ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے جہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتا ہے کہ قریب کا آدمی اس کو سن لے جو لوگ اپنی مسجد چھوڑ کر محض فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا ان پر واجب ہے جو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں۔(۲)

امام مسجد فتحپوری۔ محمد مظہر اللہ غفر لہ امام جامع فتحپوری دہلی

(جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظم) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۲ و نمبر ۳ صحیح ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں' یہ جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) أما للتدريس أو للتذكير فلا لأنه ما بني له وإن جاز فيه ولا يجوز التعليم في دكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يجوز (البحر الرائق' فصل في المسجد ۲/ ۳۸ ط بيروت)
(۲) وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه الخ (الدر المختار' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۶۱، ۶۶۲ ط سعيد)
(۳) أما للتدريس أو للتذكير فلا الخ (البحر الرائق' ۲/ ۳۸ ط بيروت)

مسجدنا (الحديث' بخاری (١) و مسلم (٢) مشکوة (٣)) البزاق فی المسجد خطيئة (الحديث
بخاری (٤) و مسلم (٥) مشکوة (٦)) وجدت فی مساوی اعمالها النخامة فی المسجد لا تدفن
(مسلم (٧) مشکوة (٨)) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدور وان ينظف و يطيب (ابو داود
(٩) ترمذی (١٠) ابن ماجه (١١) مشکوة (١٢)) قال رسول الله ﷺ اذا رأيتم الرجل يتعاهد
المسجد فاشهدوا له بالايمان (الحديث ترمذی (١٣) ابن ماجه (١٤) دارمی (١٥) مشکوة (١٦))
رأی النبی ﷺ نخامة فی القبلة فشق ذلک عليه حتی رئی فی وجهه فقام فحکه بيده (الحديث'
بخاری (١٧) مشکوة (١٨)) جنبوا مساجدکم صبيانکم و مجانينکم و بيعکم و شراء کم و رفع
اصواتکم (الحديث منذری رد المحتار ص ٤٦١ ج ١) (١٩) و کره تحريما الوطئ فوقه والبول
والتغوط واتخاذه طريقا بغير عذر وادخال نجاسة فيه و عليه فلا يجوز الاستصباح بدهن
نجس فيه ولا تطيينه بنجس ولا البول والفصد فيه ولو فی اناء (درمختار) لا يدخل المسجد
من علی بدنه نجاسة (رد المحتار (٢٠) عن الهندية ص ٤٦١ ج ١) کره تحريما البول والتغوط
فوقه لانه مسجد الی عنان السماء (درمختار) وکذا الی تحت الثری (ردالمحتار) (٢١)

(١) (باب ماجاء فی الثوم والبصل والكراث ١/ ١١٨ ط قديمی کتب خانه کراچی)
(٢) (باب النهی من اکل ثوم او بصلا او کراثا ١/ ٢٠٩ ط قديمی کتب خانه کراچی)
(٣) (باب المساجد و مواضع الصلاة ١/ ٦٨ ط سعيد)
(٤) (باب كفارة البصاق فی المسجد ١/ ٥٩' ط قديمی کتب خانه' کراچی)
(٥) (باب النهی عن البصاق فی المسجد ١/ ٢٠٧ ط قديمی کتب خانه' کراچی)
(٦) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ٦٩ ط سعيد)
(٧) (باب النهی عن البصاق فی المسجد ١/ ٢٠٧ ط قديمی کتب خانه کراچی)
(٨) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ٦٩' ط سعيد)
(٩) (باب اتخاذ المساجد فی الدور' ١/ ٧٢' ط مكتبه امداديه' ملتان)
(١٠) (باب ماذكر فی تطييب المساجد ١/ ١٣٠' ط سعيد)
(١١) (باب تطهير المساجد و تطييبها' ص ٥٥ ط قديمی کتب خانه کراچی)
(١٢) (باب المساجد و مواضع الصلوة' ص ٦٩ ط سعيد)
(١٣) (باب ماجاء فی حرمة الصلاة ٢/ ٢٠ ط سعيد)
(١٤) (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ٥٨ ط قديمی کتب خانه' کراچی)
(١٥) (باب المحافظة علی الصلوات ١/ ٣٠٢ ط قديمی کتب خانه' کراچی)
(١٦) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ص ٦٩ ط سعيد)
(١٧) (باب حك البزاق باليدين فی المسجد ١/ ٥٨ ط قديمی کتب خانه کراچی)
(١٨) (باب المساجد و مواضع الصلاة' ص ٦٩ ط سعيد)
(١٩) (باب مايكره فی المساجد ص ٥٤ قديمی کتب خانه' کراچی)
(٢٠) (باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها' ١/ ٦٥٤ ط سعيد)
(٢١) (ايضا)

زیر تعمیر مسجد میں جوتا پہن کر جانا

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جوتا اتار کر جائیں تاہم اگر جوتا یقینی ناپاک نہ ہو تو مباح ہے۔(۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصداً سونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شراء جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہئے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا
(۲) زیر تعمیر مسجد میں جوتوں سمیت گھومنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) تعمیر مسجد میں منظور شدہ مالی بدنی امداد غیر مسلم ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) (ويخشى تلويث المسجد به، ينبغي عدمه وإن كان طاهرا الخ (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۷ ط سعيد)

(۲) كما كره مد الرجلين في نوم أو غيره إليها أي عمدا لأنه إساءة أدب (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۵ ط سعيد)

(۳) عن واثلة بن الأسقع قال: قال النبي ﷺ: "جنبوا مساجدكم صبيانكم و مجانينكم و شراءكم و بيعكم و خصوماتكم" (ابن ماجة، باب ما يكره في المساجد ص ۵۴ ط قديمي)

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیل سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل باقوی الدلیلین (۱) اور صورت مذکورہ میں اقوی اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پڑھنا اور علامہ شامی کا احتیاط و بمعنی هو الخروج عن العهدة بیقین (۲) لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تاہم وجہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب الترک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھدار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں ہاں خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اپنے عمل کر لیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا ہرگز جائز نہیں۔(۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ'

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ بعد جمعہ کے صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پر زیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتی بہ کے موافق شہروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط الظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے (۴)

(۲) خطبہ صرف عربی زبان میں مسنون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱٤٥ ط سعيد)

(۲) (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱٤٥ ط سعيد)

(۳) وفي البحر: وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)

(٤) وفي البحر: وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد) فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين ويجب عليهم أن يلتمسوا والياً مسلماً (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱٤٤ ط سعيد)

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصبے کی آبادی دس ہزار سے زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی بستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچیس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف ظہر کی نماز ادا کیا کرے مگر جب دس روپے ماہوار مقرر کردیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی امامت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دے اور ایسا کرنے میں کوئی موانع یا عذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کرنے والے شخص کے لئے کیا حکم ہے (۲) جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی اختلاف آسکتا ہے (۳) اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے (۴) احتیاط والا باب نہ ہو تو لا باب کیا درست ہے؟

المستفتی محمد خان [illegible] ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

(جواب ۳۴۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی دینی امور و مذہبیہ کی جانب سے بے پروائی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے یعنی اگر اس کی شریعت کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر دس روپے لیکر جمعہ پڑھا دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے خیال کے مطابق نفل با جماعت پڑھتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور وہ مفترض ہیں اور امام متنفل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دس روپے کے لالچ سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہو تو اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا اور نہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھتے ہوئے جمعہ نہیں پڑھتا تھا تو فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہوں اور اجرت بھی جائز ہو اور لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہوگا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پہلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا غلط ہے فقہاء کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفار حاکم ہوں مسلمانوں کو جمعہ و عیدین پڑھنا جائز ہے (۲) یہی قول راجح اور مختار اور معمول بہ ہے شخص

---

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۳۰۰ ط سعيد)

(۲) فلو الولاة كفارا يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد)

مذکور ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے واجب کہنا چہ معنی دارد ؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہوتا ہے؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ غفر لہ' سنہری مسجد دہلی۔

مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۶) جمعہ کے بعد چار رکعتیں جو بہ نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں(۱) نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ بہ نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جمعہ کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور بعض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قولوں کو جمع کرکے چھ رکعتیں پڑھنی بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔(۲) اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ یہ چھ رکعتیں خالص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھے وہ بھی مستحق ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل والی پر عمل کرنے والا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عنوان مثل بالا

(سوال) بہت لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھی جائے یا کہ نہیں اور بعد چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو ان کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ بعد از جمعہ کرکے نیت کرے

المستفتی نمبر ۱۱۴۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۷) جمعہ کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) وفي البحر: وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۲) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وعند أبي يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات، وهو المروي عن علي، والأفضل أن يصلي أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (حلبي كبير، باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدمي لاهور، پاكستان)

(۳) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع (حلبي كبير، باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدمي لاهور) وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

عنوان مثل بالا

(سوال) کسی شہر یا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط اختلاف تارک اس کا قابل گرفت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شہر یا قصبہ میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بعض فقہاء نے ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کو ملامت نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ دیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہوگا نہ ظہر یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اسلام ثلثہ کا فیصلہ یہ ہے کہ بصورت اشتباہ جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادی الی مفسدة لا تفعل جهارا و الکلام عند عدمها ولذا قال المقدسی نحن لا نامر بذلک امثال هذه العوام بل ندل علیه الخواص ولو بالنسبة الیهم انتهی (شامی ص۵۹۲)(۲) اقول وقد کثر ذلک من جهلة زماننا ایضا و منشأ جهلهم صلاة الاربع بعد الجمعة بنية الظهر و انما وضعها بعض المتاخرین عند الشک فی صحة الجمعة بسبب روایة عدم تعددها فی مصر واحد ولیست هذه الروایة بالمختارة ولیس هذه القول اعنی اختیار صلاة الاربع بعدها مرویا عن ابی حنیفة و صاحبیه حتی وقع لی انی افتیت مرارا بعدم صلاتها خوفا علی اعتقاد الجهلة بانها الفرض وان الجمعة لیست بفرض.(۳) (بحر ص۱۵۱)

مع مالزم من فعلها فی زماننا من المفسدة العظیمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة لیست بفرض لما یشاهدون من صلاة الظهر فیظنون انها الفرض وان الجمعة لیست بفرض فیتکاسلون عن اداء الجمعة فکان الاحتیاط فی ترکها وعلی تقدیر فعلها ممن لا

---

(۱) قال فی الدر المختار ... وفی البحر وقد افتیت مرارا ... باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)
(۲) (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۶ ' ط سعید)
(۳) (باب الجمعة ' ۲ / ۱۵۱ ' ط بیروت' لبنان)

يخاف عليه مفسدة منها فالاولى ان تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها (۱) والله تعالى اعلم (ص ۱۵۵)

اقول و بالله التوفيق

(۱) جواز تعدد جمعہ میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمعہ جائز ہے وہاں تعدد جمعہ بھی جائز ہے مذہب مختار اور معتمد اور مفتی بہ یہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب و عليه الفتوى (۲) (شرح المجمع للعینی والامامۃ فتح القدیر فعل حج۔ در مختار) قوله على المذهب فقد ذكر الامام السرخسي ان الصحيح من مذهب ابي حنيفة جواز اقامتها في مصر واحد في مسجدين او اكثر وبه ناخذ لا طلاق " لا جمعة الا في مصر" شرط المصر فقط و بما ذكرنا اندفع ما في البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها في موضعين لا في اكثر و عليه الاعتماد فان المذهب الجواز مطلقا (۳) (رد المحتار نقلاً عن البحر الرائق)

وتؤدى الجمعة في مصر واحد في مواضع كثيرة وهو قول ابي حنيفة و محمد وهو الاصح وذكر الامام السرخسي انه الصحيح من مذهب ابي حنيفة وبه ناخذ هكذا في البحر الرائق (۴) (فتاویٰ عالمگیریہ)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرنا فضول ہے اگرچہ متقدمین سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے با تفاق اس کے خلاف پر اولۂ عقلیہ ونقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی بہ قرار دے دیا تو اب قول اول کو مبنی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمعہ جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمعہ نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمعہ سے ہے اور تاوقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود مشروط یعنی صحت جمعہ کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمعہ جائز نہیں اور مصر کی تعریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعات مختلفہ میں فتویٰ بتانے والا اور ایک ایسا حاکم ہو جو فتنہ وفساد کو روک سکے اور مظلوم کی دادرسی کر سکے موجود ہو اور وہاں گلیاں سڑکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلع اور اکثر قصبے مصر میں

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۵ ط بیروت لبنان)
(۲) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)
(۳) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۵ ط سعید)
(۴) (الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ۱/ ۱۴۵ ط ماجدیه)

واخل ہیں۔ وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاص يقدر على اقامة الحدود كما حررنا فيما علقناه على الملتقى (درمختار) قوله وظاهر المذهب قال فى شرح المنية والحد الصحيح مااختاره صاحب الهداية انه الذى له امير وقاص ينفذ الاحكام و يقيم الحدود ۱ (ردالمحتار) والمصر فى ظاهر الرواية الموضع الذى يكون فيه مفت وقاص يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و بلغت ابنيته ابنية منى. هكذا فى الظهيرية وفتاوى قاضى خان و فى الخلاصة وعليه الاعتماد كذافى التاتار خانية و معنى اقامة الحدود القدرة عليها. هكذا فى الغياثية (۲) (فتاویٰ عالمگیریة)

(۳) جمعہ قائم ہونے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھی جائے یا نہیں اس کے جواب سے پہلے چند امور بطور تمہید کے تحریر کرکے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاط کہتے ہیں عمل باقوی الدلیلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلیلیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الحلبى فى حاشية التلويح وذكر فى الجامع المسمر قندى ان الاحتياط العمل باقوى الدليلين وقال فى البحر فليس الاحتياط فى فعلها لانه العمل باقوى الدليلين وقد علمت ان مقتضى الدليل هو الاطلاق (۳)

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفسدہ شرعیہ ہو لیکن ایک میں مفسدہ عظیمہ ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اس صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفسدہ کم ہو۔ من ابتلى ببليتين فليختر اهونهما. وهذا ظاهر

(ج) جو فعل عوام کے لئے قابل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو لیکن عوام تحریروں اور اردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ زبانی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتاویٰ میں موجود ہیں عام فتووں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قلت فہم پر

---

(۱) (باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ - ۱۳۸ ط سعید)
(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱ / ۱٤٥ ط ماجدیه)
(۳) (باب الجمعة ۲ / ۱٥٤ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود سائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے مشتہر کریں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات ممہدہ پر نظر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل باقوی الدلیلین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ ادا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے لہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولی کما حققه فی البحر الرائق وهذا نصه اقول وقد كثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعد تقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الخروج عن العهدة بیقین ہے جیسے کہ علامہ شامی کی رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض کی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جانا جیسا کہ آج کل عوام کے ذہن نشین ہو گیا ہے ورنہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العہدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہا زائد ہے پس بحکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاهر جدا لمن له نظر وسيع فی الفقه ويؤيده قول صاحب البحر مع مالزم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بعد تقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس بنا پر اس کے جواز کا علی الاعلان حکم دینا اور رسالوں اور فتووں میں شائع کرنا کسی روایت فقہی سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں نعم ان ادی الی مفسدة الخ۔ اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم نہ دیا جائے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو علانیہ نہ کرنا چاہیے اور صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حال کے عوام تو بوجہ قلت علم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ خطرے میں ہیں اور ان کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ بدرجہا زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہاء نے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

---

(۱) (باب الجمعة ۲/۱۴۶، ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۵۱، ط بیروت)

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں یہ قباحت ہے کہ اس کا خوب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بوجہ شیوع اعجاب کل ذی رأی برأیہ ایک عام بلایہ پھیلی ہوئی ہے ۔ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خواص بلکہ اخص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کرے گا خود بھی گمراہ ہوگا اور بوجہ قلت مبالات کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاط الظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا واضلوا کے مصداق ہو جائیں گے ۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول بل ندل علیہ الخواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہئے صرف خواص کو مفتی بطور خود خفیۃ اجازت دے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتوی سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہوگا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاط الظہر کا حکم فتوی ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی الاعلان بھی تصریحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط الظہر کے جو فتوے علی الاعلان شائع ہوتے ہیں اور متضمن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ھذا واللہ اعلم بالصواب.

محمد کفایت اللہ عفی عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع مدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنی چاہئے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے ؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہئے اور احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔(۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا أسواق الخ (رد المحتار' باب الجمعۃ ۲/۱۳۸' ط سعید) وذکر فی الأصل وأربع قبل الجمعۃ وأربع بعدھا وذکر الطحاوی عن أبی یوسف أنہ قال یصلی بعدھا ستا ینبغی أن یصلی أربعا ثم رکعتین الخ (بدائع فصل فی صلاۃ المسنونۃ ۱/۲۸۵' ط سعید و حلبی کبیر' باب صلاۃ الجمعۃ ص ۳۸۸ ط سھیل)

فصل دوم ۔ شرائط جمعہ

قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو' جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی موضع ... ضلع کرنال سے ۱۵ میل مغرب کی طرف لب سڑک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں پنجگانہ نماز بھی التزام سے ہوتی ہے تھانہ ڈاکخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عیدگاہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی سے ماہر نہیں اس بستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب چند عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ یہ ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑی بستیاں ہوتی ہیں جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبے کے حکم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ نیز اس کے گردونواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آبادی اس کی اس وقت ۱۲۵۴ آدمی شمار میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند الفقہا جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا فناء مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار کوچے ہیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو غلبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الحامع فشرط وحوب الحمعة و شرط صحة اداء ها عند اصحابنا حتى لا تجب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه و كذا لا يصح اداء الجمعة الا فى المصر و توابعه فلا تجب على اهل القرى التى ليست من توابع المصر و لا يصح اداء الجمعة فيها .(۲) (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) وروى عن ابى حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق و فيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

---

(۱) و عبارة القهستانى تقع فرضا فى القصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد) لان الامر والقاضى الذى شانه القدرة على تنفيذ الاحكام واقامة الحدود لا يكون الا فى بلد كذلك (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعيد)

(۲) (بدائع فصل فى بيان شرائط الجمعة' ۱/۲۵۹ ط سعيد)

علمه اوعلم غيره والناس يرجعون اليه فى الحوادث وهوالاصح ۱ (بدائع ص ۲۶۰ ج ۱) وقال فى العالمگيرية ولادائها (اى الجمعة) شرائط فى غير المصلى منها المصر كذافى الكافى والمصر فى ظاهر الرواية الموضع الذى يكون فيه مفتٍ وقاضٍ يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و بلغت ابنيته ابنية منى هكذا فى الظهيرية و فتاوى قاضى خان و فى الخلاصة و عليه الاعتماد كذافى التاتارخانية و معنى اقامة الحدود القدرة عليها هكذا فى الغياثية وكما يجوز اداء الجمعة فى المصر يجوز اداؤها فى فناء المصر وهو الموضع المعد لمصالح المصر متصلا بالمصر. انتهى. ۲ (ص ۱۵۳ ج ۱) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچائی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے علاوہ گاؤں اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے ادا کرنے سے ادا ہوگا ہندوستان میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز رہتا ہو کسی ایسی بستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے پنجگانہ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھتے رہیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایت یا اختلاف مجتہدین کسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوٰۃ سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما فى التجنيس عن الحلوانى ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها اصلا واداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا (ردالمحتار) (باب العیدین مطلب یطلق علی الاستواء ... ج ۲ ط ایم سعید)

تحقیق جمعہ فی القریٰ اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال)(۱) عند الاحناف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے کیا عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ؟ اگر عرفی ہے تو قصبات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہوگا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہاء ان ہر دو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں؟ اور مختار

---

(۱) (ایضاً حاشیہ۲گذشتہ صفحہ ۱ ۲۶۰ ———)
(۲) (الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ ۱ ۱۴۵ ط ماجدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ و در مختار و طحطاوی و بحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟

(۲) قصبہ و قریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں مابہ الفرق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرمائیں جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ و قریہ صغیرہ میں بین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصفے شرح موطا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور موخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ فالقائل للفتویٰ فی مذهبنا الروایة المختار للبلخی

(۴) کیا شرطیت سلطان و مصر میں اختلاف فاحش اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے ”اگر کسے در دیہہ جمعہ قائم کند درست و گر بایش نزنند۔ شرط مصر ظنی است بلکہ ہم ضعیف“ ایسی صورت میں تمام شروط جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت موجود نہ ہو تو جمعہ بجائے ظہر پڑھنے سے یا اس کا عکس؟ (۵) الجمعه واجبة على كل قرية اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا استدلال علی وجوب الجمعۃ فی القریٰ صحیح ہے یا نہیں؟

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہا کی بیان کی ہوئی تعریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو جمعہ پڑھنے والے غیر مقلد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی المذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر دوسروں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا محمد قاسم و مولانا محمد یعقوب و حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و مولانا عبدالحق دیوبندی وغیرہم دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ گار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ و در مختار و طحطاوی و بحر العلوم کے موافق اگر مذکورہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی از راہ نفسانیت و تعصب اسی وقت بالمقابل اپنی علیحدہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجالس الابرار میں ہے لو صليت الجمعة في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها الخ سب سوالات کے جوابات مشرح اور مدلل بحوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت علیؓ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم المراد لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس سے تعیین مراد میں اختلاف ہوگیا چونکہ بعض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصبات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کردیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شارع نے تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصبات و قریات کبیرہ پر صادق آتی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر ہو یا قصبہ یا بڑا گاؤں) مصر کی کونسی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابوحنیفہ سے بالفاظ مختلف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ (۱) کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک فقہی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا مخفی نہیں ہے اور ایک حنفی بحیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کرسکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے مقلد تھے لیکن چونکہ وہ ایک متبحر اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اظہار رائے کیا ہے اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۲)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں گو حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعہ واجبة علی کل قریة مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں (۳) گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیر مقلد نہیں کہا جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مرجوح کہا جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

---

(۱) (الدر المختار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)
(۲) (ويشترط لصحتها سبعة أشياء الأول المصر [illegible] الدر المختار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)
(۳) اس حدیث [illegible] ضعیف ہے
الحديث مع ضعف رواته منقطع ايضا فلا ينتهض للاحتجاج به (نصب الراية فصل في باب الجمعة على اهل القرية ص ۷ ط دار نشر الكتب الاسلامية لاهور) [illegible] الحكم بن عبدالله متروك و معاوية بن يحيى ضعيف ولا يصح هذا عن الزهري وقد روي في هذا الباب حديث في الجمعة لا يصح اسناده ۲ / ۱۷۹ ط نشر السنة بيرون بوهر گيٹ ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں محل تاویل میں ہیں کوئی دوسرے کی تضلیل یا تفسیق نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو راجح اور دوسرے کے فعل کو مرجوح ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفس نیت امر مخفی ہے اس کا الزام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفر لہ ، مدرسہ امینیہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز ظہر کی ادائیگی پر اکتفاء کرلینا چاہئے ؟

(جواب ۳۵٤) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آنی چاہیے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھاؤنی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند روز سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیا ہے انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ لوگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان دونوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں ؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے عائد ہوں گے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے قرائن قویہ معتبرہ سے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

---

(۱) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد) بلاد كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو بصورت واقع میں اس نیت کے ہونے کے کراہت تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت قلیلہ سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تقلیل جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر عشاء نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخرها الى ما زاد على النصف كره لتقليل الجماعة (درمختار) قوله كره اى تحريما (رد المحتار) (۱) والله اعلم. محمد کفایت اللہ غفر لہ'

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برما میں شہر مانڈلے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپان ہے گاؤں اور قصبہ کے بیچ میں کھیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکار کی طرف سے ایک نائب ہے جسے برمی زبان میں تجی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے آبادی مسلم و غیر مسلم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پرانے زمانہ سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ جو کہ جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بہشتی زیور ص ۱۹۲ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰۴ اور فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۱۹۰ اور تتمہ فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۳۲ اور ترجیح الراجح حصہ دوم ص ۱۰ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ

"اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہئے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے مفاسد عظیمہ میں پڑ جانے کا خوف و خطر ظن غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندی کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہئے"
حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہئے نہ روکنے کی صورت میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے ان کا فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے اول نفل کی جماعت۔ دوم نوافل نہار میں جہر سوم غیر لازم کا التزام چہارم ترک

(۱) (رد المحتار' كتاب الصلاة' ۱/ ۳۶۸ ط سعید)

جماعت فرض ظہر پنجم اگر دوئی جمعہ پڑھتے تو ترک فریضہ کے حرام اور فسق ہے یا ہوا تو جزوا

المستفتی نمبر ۱۱۱ عبد الحمید صاحب موضع ہنڈاؤ کاؤں ضلع ہوشیارپور

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا صحیح ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی تعریف میں اختلاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفاسد ہیں وہ ان مفاسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو لوگ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر قرأت نفل نماز یا ترک فرض لازم نہیں آتا۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا
(۲) فنائے مصر کی تعریف

(سوال) (۱) بوجہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوکہ مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بلا روک ٹوک آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فنائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد اکل پوری دیوبندی (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہیے(۲)

(۲) فنائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی ہوں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

---

(۱) گاؤں میں فتنے کے خوف کی وجہ سے جمعہ جاری رکھنے کا حضرت کا یہ قول توسع اور ذاتی رائے پر مبنی ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز [illegible] ۲۲۲ [illegible] احسن الفتاویٰ [illegible] امداد الاحکام [illegible] ۲۰۶ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵ / ۹۹ وغیرہ میں بھی عدم جواز [illegible] آنے والے مسائل جمعہ فی القریٰ کے بارے میں حضرت کی رائے کا [illegible] جواب ۳۸۸ میں انہوں نے [illegible]۔ وتقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ سعيد) وفي الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر الخ (رد المحتار، الجمعة ۲ / ۱۳۸ سعيد) وفي الدر المختار صلوة العيد في القرى مكروهة تحريما الخ وفي القنية ومثله الجمعة (باب الجمعة ۲ / ۱۵۲ ط سعيد) (۲) والسابع الإذن العام وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين الخ (الدر المختار، الجمعة ۲ / ۱۵۲ سعيد) (۳) وشرط صحتها المصر أو فناؤه وهو ما اتصل به لأجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس موضع بڑھی پیرل ڈاکخانہ گھروندہ ضلع کرنال
۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جاکر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اگر الوداع کو بوجہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عیدگاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جاوے جامع مسجد کو چھوڑ کر یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا، دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرماکر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں ہاں اگر کتابوں میں یہ جزئی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد امام و خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزئی نہیں دیکھی مگر مسجد کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جارہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور بالغ مرد دو سو ستاون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کرادیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ڈاوال میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۴ نذر محمد (ضلع جہلم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہئے جمعہ کی نماز بدستور پڑھتے رہیں۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعيد)

(۲) وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوى (التنوير مع شرحه باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد) وشرط لصحتها سبعة اشياء: الاول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۳) واستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها اصلا واداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولى من تركها اصلا الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۷۱ ط سعيد)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے 'احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جا سکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ موذن صاحب گوروالی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہا کر چکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ راجح ہے (۱) تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑتا ہے اس لئے اس نماز کو رواج دینا اور عوام کو تعلیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔

فقط' محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک بستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب بند کرانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۴۷ ولی جی پٹیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پنج وقتہ بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جہاں پہلے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد) وفي البحر: وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۷ ط سعيد)

(۲) واستشهد له بما في المجتبى عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلاً وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلاً الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۳/ ۱۷۱ ط سعيد)

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروری دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پرچون کی ہیں دو بزاز کی دو عطار کی تین درزی کی، پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس گیارہ دکانیں قصابوں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ بیس کے قریب ہیں مولوی پندرہ بیس کے قریب ہیں ایک بازار ہفتہ وار یعنی پینٹھ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے چھوٹے پیمانے پر تجارت ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ، ڈاکخانہ، شفاخانہ، مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک عرصہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسمی حافظ احمد صاحب جن کی عمر پورے سو سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل اللہ کا تو قیام ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرابت تھی آمدورفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال کچھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب، حضرت مولانا شاہ محمد فائق، حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی، حضرت مولانا حمید الدین چشتی، مولانا محمد صاحب چشتی، مولانا عبدالقیوم چشتی، قاضی ریاست بھوپال، مولانا محمد یعقوب چشتی قاضی ریاست بھوپال، مولانا عبدالرب چشتی، مولانا عبدالعدل چشتی، مولانا محمد یحیی چشتی قاضی ریاست بھوپال، مولانا فیض احمد چشتی، مولانا محمود احمد چشتی، مولانا محمد فاضل چشتی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہم اللہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے اس کے قریب دیہات کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور ان دیہات میں مساجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علماء نے جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی اوپر درج ہیں ان کا فعل ہمارے لئے سند ہے اگر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہو اسے بند نہیں کرنا چاہئے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نماز پڑھی اور مسلمان حاکموں نے نہیں روکا تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

چھت بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے علیٰ ہذا القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایک بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علماء کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہو ہذا۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے الخ حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتا کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ استفتاء مع جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتاء۔ جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں (۱) الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بہشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے "مصر یعنی شہر یا قصبہ" پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے" حضرت مولانا ضیاء احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ "قصبے کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے" اور یہ کہنا کہ علماء کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایک جگہ جمعہ پڑھنے و فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں حالات موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عند الاحناف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (چھت) ۲۵ ربیع ثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظمؒ) چھت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیرہ بنا دینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع چھت میں جمعہ کی نماز پڑھنی بنا بر فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور یہی اکثر فقہاء کے نزدیک تعریف ہے۔ المصر وھو مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا وعلیہ فتوی اکثر الفقھاء (مجتبی) لظھور التوانی فی الاحکام، تنویر الابصار و در مختار علی

---

(۱) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الخ (رد المحتار جمعہ ۲/۱۳۸ ط سعید)
(۲) (باب الجمعۃ ۲/۱۳۸ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس تعریف مذکورہ کی رو سے بستی پھلت بظاہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ دائمی قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔

حبیب المرسلین عفی عنہ

تیس گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) موضع امو کونہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مرد مکلف بستے ہیں ایضاً موضع بتاپور کہ موضع امو کونہ سے تخمیناً سوا میل کے فاصلہ پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مرد مکلف بستے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم برسات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہوجاتا ہے جو بدون کشتی کے آمدورفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چراگاہ ہے موسم برسات میں وہ بھی دو ڈھائی ہاتھ پانی نیچے پڑ جاتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الانفراد دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چراگاہ میں سب کا اجتماع عید کا ہونے سے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سلہٹ) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جواب بالا پر اشکال اور اسکا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والا کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ احقر کے ناقص خیال میں دو معنی کو محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہوا ہو تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر لفظ نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم کیا ہوا ہو تو بھی اب بوجہ عدم صحت جمعہ فی القریٰ کے ترک کرنا چاہیے (اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

---

(۱) وفيه ذكره اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات (رد المحتار، باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعيد)

اگر پہلے احتمال کو مواضع مذکورہ میں نئے طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم ایام سے چلے آنے والی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) "لیکن اگر قدیم ایام سے" "تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے" "اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟" المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سلہٹ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قری یعنی دیہات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہئے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہوگا اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا ثابت نہیں یا یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہیے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے مگر جب کہ وہ شوافع کے مذہب پر عمل کر کے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل بمذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہاء نے تو مصر کی مختلف تعریفیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف مقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان ہونے ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۷۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات (رد المحتار باب الجمعۃ ۲ ۱۳۸ ط سعید) وعن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق و لہا رساتیق و فیہا وال الخ (رد المحتار جمعۃ ۲ ۱۳۸ ط سعید) و تقع ... السلطان او مامورہ باقامتہا الخ (التنویر و شرحہ باب الجمعۃ ۲ ۱۳۹ ط سعید) لانہ لا اذن العدد من الامام الخ (الدر المختار باب الجمعۃ ۲ ۱۵۱ ط سعید)

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقق مصریت کے لئے تمام آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر روایت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہونی شرط ہے شرطیت مصر میں فقہانے بہت تنزل کرلیا ہے حتیٰ کہ مالا یسع اکثر مساجدہ اهله المکلفین بها تک اتر آئے اور اس تعریف پر خاص طور پر حکومت کے شہر مثلاً لندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں ؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی امامت اور مصریت کا جواب کیا ہے ؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے اور امام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود و احکام شرعیہ پر مشتمل ہے خود فقہائے حنفیہ کی تصریح سے متروک ہو چکی ہے۔ ملاد علیها ولاة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیها (۲) (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا لزوم ہمارے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے ؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں تمام لوازم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہیئے ظہر احتیاطی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دو پارٹیاں قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں ایک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں ۔

---

(۱) المصر وهو ما لا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها و علیه فتوی اکثر الفقهاء الخ وظاهر المذهب انه کل موضع له امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود الخ (التنویر مع شرحه باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ، ۱۳۸ ط سعید)
(۲) (باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)
(۳) وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الخ (رد المحتار جمعه ۲ / ۱۳۸ ط سعید)

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں کہا کیونکہ عیدین پڑھی جاتی تو تنگی کی اور شہر میں شوق کرتے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاہل نماز سے بھی نہ ہوں یا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے وعظ حسنہ سنایا جائے مہربانی کر کے مطلع فرمایا جائے کہ خدشہ کے لئے جمعہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے یا کہ بطریق سابقہ نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱۱ فیض بخش صاحب (کمل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چالیس سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریب ۳۰ آدمی مسلم ہیں اور ایک مسجد ہے ہفتہ میں دو بار ہڑ کی بازار لگتی ہے سامان ضروری مثلاً نمک وغیرہ ملتا ہے لہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبدالستار (بارہ بنکی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں عرصہ سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے کہ اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلہ میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ و عیدین کی نماز ہوتی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے گاؤں والوں کا وہیں شرکت کرنا اولیٰ نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۱ شیخ ایم رفیق صاحب (بلیا)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸٤) ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

---

(۱) واستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني أن كسالى العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلاً وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلاً الخ (رد المحتار، باب العيدين ۲ / ۱۷۱ ط سعيد)
(۲) (أيضاً)

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں آس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ و عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور بعد ادائے جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبداللہ صاحب (مظفر گڑھ) ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے،(۱) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا(۲) تک لے آئے ہیں اور خود ان کے اپنے اقرار (ھذا یصدق علی کثیر من القری)(۳) سے یہ تعریف بہت سے قریٰ پر صادق آتی ہے پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کرنے ہی کے ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے
(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) شرعی طور شہر کسے کہتے ہیں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا تیس تقریباً یا اس سے اور کم مجتمع ہوں یا ایسے دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھیں تو حکم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی یار خاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہر سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی عالم یا مفتی مسائل ضروریہ بتانے والا اور کوئی معالج موجود ہو۔(۴)

---

(۱) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر الخ (رد المحتار باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۸)
(۲) (ایضاً)
(۳) (الدر المختار' باب الجمعۃ' ۲/ ۱۳۷ ط سعید)
(۴) عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق ولہا رساتیق و فیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من ظالمہ الخ (رد المحتار' باب الجمعۃ ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقرر امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر کے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلا شبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور کیا یہ ایک سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے ؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ شیخ محمد حسن خاں وغیرہ (ریاست اور) اا رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۱۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے مگر سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں آپس میں اختلاف کرنا بہت برا ہے۔

قلت وهذا وان كان غير موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح الاسلامية الاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يتطرقون بمقاصد هم المسمومة في قرى لا تقام فيها الجمعة و يبحثون في مواضع اقامة الجمعة والتوفيق من الله عزوجل و حفاظة الاسلام خير من الاصرار على تركها والمسئلة مجتهد فيها (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی ۱۲۰۰ مسلمانوں اور ہندو وغیرہ آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمولی نمک مرچ وغیرہ کی ضرورتوں کا سرانجام ہو جاتا ہے اس قسم کے گاؤں میں بموجب اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثرہم اللہ تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو ظہر ساقط ہو جائے گی یا ذمہ باقی رہے گی مصر یا قریہ کبیرہ کی وہ تعریف جو مذہب حنفی کے اصول مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئولہ میں محض امام اعظم کا مذہب درکار ہے مت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود نہیں علم فقہ کے مشہور و معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا يجوز في القرى (۲) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصلی مصر میں درست ہے اور گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا یہ مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۷ شیخ محمد صاحب نوح (گوڑگانوں) ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ م ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

---

(۱) یعنی حنفی مذہب کے مطابق تو یہاں جمعہ صحیح نہیں لیکن مصلحت کی بنا پر جمعہ ترک کرنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو [illegible] فافہم۔

(۲) باب الجمعة ۳۱ ط نور محمد اصح المطابع کراچی

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو تدریجی تنزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پہلے ظاہر روایت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حدود شرعیہ کی تنفیذ اور احکام اسلام کا اجراء ہوتا ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے موجب کوئی شہر مصر نہیں اس کے بعد فقہاء کرام نے امام ابو یوسف کی دوسری تعریف ما لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا کو معتبر اور معمول اور مفتی بہ بنایا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قریٰ پر صادق آتی ہے وھذا یصدق علی کثیر من القری (۱) (ردالمحتار) پس اگر کسی موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں اگر دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلفین جمع نہ ہو سکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے (۲) اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں جو تقریباً (۲۰۵) گھر ہیں دو جگہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ با شرائط ہے یا شرائط کے بغیر درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۱۷ راجہ فیروز خاں (جہلم) ۲ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھی جائے تو درست ہے (۳) لیکن اگر وہ بستی زیادہ بڑی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی جگہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی نماز میں جہاں تک ممکن ہو تعدد نہ ہونا چاہیے اور ضرورت تعدد

---

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) المصر وهو ما لا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها وعليه فتوى اكثر الفقهاء (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعيد)

(۳) وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب وعليه الفتوى (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعيد)

کی ہو تو تعدد بلا کراہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے(۱) اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر با جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کرکے اور اس کی صورت بیان کرکے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے(۲) مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر تو اتفاق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ اور حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰۔۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے پنج وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔ المستفتی محمد ادریس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ بجواب مکتوب حضرت مولانا میرک شاہ صاحب کشمیری

(جواب ۳۹۲) مکرمی محترمی دام فضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مولانا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم لکھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا لحاظ ہونے کے ان کو کالعدم بنادیا شرطیت مصر یقیناً متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو تنفیذ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی تنفیذ احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

---

(۱) وبشرط بصحتها سبعة اشياء الاول المصر الخ (الدر المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۲) قال في البحر : وقد افتيت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۳) وفيما ذكرنا اشارة إلى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر و خطيب الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جائے گا فورا بعد و یقیم من حد یقدر علی التنفیذ و الإقامة کردیا اور جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے بلاد علیها ولاة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد فیها (۱) کہہ دیا یعنی ظاہر روایت کی تعریف کے موجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رہا اسی طرح سلطان کی قید و شرط کا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالا یسع اکبر مساجده اهله (۲) کہہ کر اور بلاد محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو عملاً باطل کر دیا اس کے علاوہ شرطیت مصر وجوب جمعہ کے لئے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس زمانہ کی ضروریات اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ نکلے تو دوسرے ائمہ کے مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے کم از کم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلے میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا گناہ گار بنانا ظلم عظیم ہے امید ہے کہ مزاج مقدس بخیر ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیان نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں علاوہ امام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے لئے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھنے والے کو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط وجوب یا ادائے جمعہ میں شبہ واقع ہو تو کیا صلوۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوۃ جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں ؟ (۳) وہ وہاں کا شہر ہو گا جو جامع الشرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدر شرعی ہو ؟ (۴) جس گاؤں میں تیس یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ (۵)

---

(۱) (الدر المختار' باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید)
(۲) (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۴ ط سعید)
(۳) والسادس الجماعة واقلها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضروا الخطبة سوى الإمام بالنص لانه لا بد من الذاكر' وهو الخطيب و ثلاثة سواه الخ (التنوير مع شرحه' باب الجمعة ۲ / ۱۵۱ ط سعید)

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر متفق ہو جاتا ہے اس میں شہر کے کل افراد کی رائے لینی ضروری ہے یا بعض کی ؟ یا اکثر کی ؟ (۳) بوجہ نہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع له امیر وقاض ینفذ الاحکام و یقیم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ بصورت اول ہندوستان کے اہل سنت والجماعت اس روایت، قاید کو اعتبار دیکر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں ؟ (۴) نیز صاحب عمدۃ الرعایۃ نے بلاد تحت الدی الکفرہ میں شرط سلطان و ضروری جاننے والے کو فضل واضل سے منسوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط ہونا کسی قید سے موجود ہے ؟

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والا قابل اعتراض اور مستحق ملامت نہیں (۲) موجودہ زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے اور اتفاق سے یہ مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مساجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہر یا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے (۱) (۳) قاید کی روایت اکثر علماء کے نزدیک معمول اور مفتی بہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے (۲) (۴) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسائل الارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحئی صاحب نے عمدۃ الرعایۃ میں رسائل الارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علمائے حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحئی نے جو آثار اس حاشیے میں نقل فرمائے ہیں وہ کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

موضع پیرجی میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارا گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو دکانداروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی المذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

---

(۱) المصر وهو مالا يسع اكبر مساجده اهله المكلفين بها و عليه فتوى اكثر الفقهاء الخ (الدر المختار ۲ / ۱۳۷ ط سعيد)

(۲) فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين و يجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما لخ (رد المحتار باب الجمعة ۲ / ۱۴۴ ط سعيد)

(۳) (ايضاً)

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟
(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں
(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ وعیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتیاق ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو سنا دینا چاہئے یا نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد یا منبر پر فارغ ہونے کے بعد؟ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہئے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً ادائیگی سنن ونوافل سماع وعظ تسبیح وذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا سے یہ حکم ثابت اور منصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے؟ مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی تفاوت اور ترجیح ہو تو وضاحت کردی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں حنفی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۴ عبدالحمید کوکنی ڈابھیل ضلع سورت۔
۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ وعیدین کا طریقہ مسنونہ متوارثہ یہی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے اس وقت تعلیم احکام اور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی عربیت کو ترک نہیں کیا گیا (۱) (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ وتذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے (۲) (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کردے اس کے بعد اذان ہو جائے اور بقدر ادائے فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہو سکتے ہیں) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض اباحت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں ذکر یا سنن پڑھتا یا مسجد سے نہ نکلے شام تک ٹھہرا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ گار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے اگلے حکم وابتغوا من فضل اللہ کے ترک سے گناہ گار نہیں ہوتے کیونکہ اذا قضیت الصلوۃ کا مفہوم فرض و سنن و نوافل تک وسیع ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) فانه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعيد)
(۲) الشرط الرابع الخطبة ... وهي تشتمل على تحميد الله والثناء عليه والشهادتين والصلاة على النبي ﷺ ... (حلبي كبير فصل في صلاة الجمعة ص ۵۵۵ ط سهيل اكيدمي لاهور)

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا یا صرف اردو میں بطور وعظ و لیکچر پڑھنا امام شافعی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مولوی محمد علی (جوہانس برگ افریقہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے غیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہو تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہوا مگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوۃ اور وصیت اور وصیت بالتقوی کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ ویشترط کونها کلها عربية قوله کلها ای الخطبة ای کل ارکانها فی الخطبتین ولا یضر غیر العربية فی غیر الارکان[1] (شرح منہج الطلاب مع حاشیہ للعلامہ القلیوبی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے یعنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیر میں اس کا تعامل نہ تھا۔[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ عجمی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اردو وغیرہ میں کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۴ گل بادشاہ پشاوری (پشاور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ خالص عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسلاف رحمہم اللہ و سنت سنیہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم و اسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ کا ہے اور اس سے خلاف کرنا مذموم و مکروہ ہے۔ ملخص حررہ مولوی عبداللہ الطوروی عفی عنہ۔

ہوا موافق ہے شک سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

---

(۱) (باب الجمعة ۱/۲۷۸، ط دار احیاء الکتب العربیة، مصر)

(۲) فإنه لا شك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروها تحریما الخ (عمدة الرعایة، علی هامش شرح الوقایة، باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید)

غیر عربی میں خطبہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) (۱) جمعہ کا خطبہ کونسی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے ؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ و درود شریف سے شروع کرکے اما بعد فی یہاں تک کے بعد سارا مضمون اگر خطیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کردے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۴ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)
۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین عربی زبان میں مسنون و متوارث ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا (۱) (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

حضرت شاہ اسمٰعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے ؟

(سوال) حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں ؟ عربی اردو اشعار میں کیا کچھ فرق ہے ؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی اذان ثانی کا جواب اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بصورت جواز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے نیز اس اذان کے جواب و دعائے وسیلہ میں امام و قوم کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے زید کہتا ہے کہ خطبہ کی دعا کے بعد حضور انور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور نہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور جو لوگ بعد اذان خطبہ دعا نہیں مانگتے ان کا عمل کیسا ہے ؟
المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد یٰسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ

(جواب ۴۲۹) حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کلام نہیں کرنا چاہئیے ان کی دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من اغتسل یوم الجمعۃ و تطہر بما استطاع من طہر ثم ادہن او مس من طیب ثم راح فلم یفرق

---

(۱) فانہ لاشک فی ان الخطبۃ بغیر العربیۃ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروھا تحریما الخ (عمدۃ الرعایۃ علی ہامش شرح الوقایۃ باب الجمعۃ ۱/ ۲۰۰ ط سعید)
(۲) (ایضاً)

بین اثنین فصلی ما کتب له ثم اذا خرج الامام انصت غفرله ما بینه و بین الجمعة الاخری (۱) (بخاری جلد اول ص ۱۲۴) کہ اس حدیث میں انصات کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہؓ کا جواب امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت امیر معاویہؓ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے جواب اذان خارج نہیں کیونکہ انصات کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے جب امام ابو یوسف وامام محمد خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجابت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی متعمدا کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرماویں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۴۲ حاجی داؤد ہاشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ٤٣٠) خطبہ جمعہ کا طویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا مامور بہ ہے۔ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان طول صلوة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه فاطیلوا الصلوة وقصروا الخطبة وان من البیان لسحرا رواه مسلم (۳) (مشکوة) (۴) وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیهم السقیم والضعیف والکبیر الخ متفق علیه (۵) (مشکوۃ) (۶)

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو مسلم کی روایت مذکورہ بالا میں ہے ابو ہریرہؓ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مسنون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

---

(۱) (باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعة ۱/ ۱۲٤ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(۲) قال " لا بأس بالکلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثانی " (الدر المختار' باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سعید)
(۳) (فصل فی إیجاز الخطبة وطول الخطبة ۱/ ۲۸٦ ط قدیمی کتب خانه' کراچی)
(٤) (باب الخطبة والصلاة' الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعید)
(۵) (بخاری باب إذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء ۱/ ۹۷ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(٦) (باب الإمامة' ص ۱۰۱ ط سعید)

مروجہ عرفی طویل اور بڑے خطبے سمجھے جاتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے ۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟
(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ عیدین عبادت ہے یا نصیحت ؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۰ فرزند علی صاحب (برما) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے ۔ (۲) عربی عبارت میں سنت متوارثہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقامی زبان میں پڑھا جائے تو خطبہ ادا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے
(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا
(۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے
(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے
(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں
(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے
(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں
(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک برما میں رواج ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام نماز جمعہ ترکی ٹوپی پہن کر بغیر عمامہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ بآواز بلند پڑھتا ہے ؟

---

(۱) (باب ماجاء فی قصر الخطبة ۱ / ۱۱۳ ط سعید)

(۲) ویبدأ قبل الخطبة الاولی بالتعوذ سرا ثم بحمد الله تعالی و الثناء علیه والشهادتين و العظة والتذكير والقراءة الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۴۹ ط سعید)

(۳) فإنه لا شك في ان الخطبة بغیر العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروها تحریما الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۱ / ۲۰۰ ط سعید)

(۴) خطیب کا بوقت خطبہ عصا پکڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا
(۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان اللہ و ملائکتہ کا پڑھنا اور مصلیین کا خطبہ میں جہر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
(۸) مردوں کو سونے کے بٹن اور سونے کی خالص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مئی مانتھا) ۱۲ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۲) (۱) اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے خطبہ ادا ہو جاتا ہے(۱)
(۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ صافہ باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔(۲)
(۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہراً شروع کرنا چاہیے۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہراً نہیں پڑھنی چاہئیے(۳)
(۴) عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے(۴)
(۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں(۵)
(۶) خطبہ میں جہراً درود شریف پڑھنا سامعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان اللہ و ملائکتہ پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں(۶)
(۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے(۷)

---

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية جاز ... فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)
(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي الرجل في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها' ۱/ ۱۶۹ ط سعيد)
(۳) ويبدأ بالتعوذ سرا (درمختار) ... أي في الخطبة الأولى بالتعوذ سرا ثم بحمد الله تعالى والثناء عليه (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۹' ط سعيد)
(۴) وفي الخلاصة "يكره أن يتكئ على قوس أو عصا (درمختار) وفي الشامية "وفي رواية أبي داؤد أنه ﷺ قام أي في الخطبة متوكئاً على عصا أو قوس اهـ ونقل القهستاني عن عبدالمحيط "إن أخذ العصا سنة كالقيام" (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعيد)
(۵) أما اعتيد من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى' ثم العود فبدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار' جمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعيد)
(۶) وكذلك إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلى عليه بالجهر بل بالقلب' وعليه الفتوى (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعيد)
(۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها الخ (تنوير الأبصار باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعيد)

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے(۱) اور خالص سونے کے بٹن بھی مکروہ ہیں(۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہئے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (الٰہی انت یا مولی الموالی۔ مصور نا بتقدیر الکمال) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۴ محمد عبدالوہاب (رام پور)

۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان اول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں باطمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً دس منٹ کے بعد خطبہ بزبان عربی شروع ہوتا ہے جس کے بعد نماز ہوتی ہے امام صاحب کی بعض مقتدیوں کو خطبہ کی طوالت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو گرانی تھی مزید براں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے علاوہ دوسری تقریریں شامل کرکے بیان کرنا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوٹ اور طنز یہ تمسخر وغیرہ اور ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہوکر ممدوح نے خطبہ عربی پڑھا متولیان مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کردیں اس کے علاوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از نماز جمعہ جاتی ہے اس لئے بنابر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرانی ہونے لگی طوالت خطبہ کی بابت متولیان نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والتختم بالذهب على الرجال حرام لما روينا عن علي الخ (هداية كتاب الكراهية ٤ ٢٨٨ ط مكتبه شركه علميه' ملتان)

(۲) یعنی "در مختار" کی عبارت سے ... وفي التتارخانية عن السير الكبير: لا بأس بأزرار الديباج والذهب (كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس ٦ ٣٥٥ ط سعيد وامداد الفتاوى ٤ ١٢٩ ط دار العلوم' كراچی)

(۳) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما وكذا قراءة الأشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ١ ٢٠٠ ط سعيد)

اس کو مسنون طریقہ کے مطابق مختصر فرماتیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حملہ اور طعنہ نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اول کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکور کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ کرانی مذکور کے علاوہ غیر زبان عربی میں خطبہ کے قائلین کی تعداد بھی یہاں بہت کم و برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اجازت دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرمانا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی بعد نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے تشریح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرما دیا کریں اور متولیوں نے تجویز کیا کہ آپس میں قرار دے دیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہو کہ تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے کہ اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے جا سکیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کہ کہ اس میں سب مخالفین ادائے جمعہ خواہ مخواہ مجبور رکنا پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئولہ میں متولیان مسجد کا امام موصوف کو عمل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۴۳ عبد الرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خالص عربی زبان اور نثر میں ہونا طریقہ مسنونہ متوارثہ ہے اس سنت قدیمہ متوارثہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہئے معہذا جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجرا کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے چھپے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کہا نہ سامعین سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے(۱)

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضروریات اسلامیہ سنا دیا کرے پھر اذان خطبہ کہلوا کر عربی زبان میں خطبہ بقدر ادائے فرضیت خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں تاکہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ متوارثہ بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (خطبتین کے لئے) کافی

---

(۱) فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

ہوں گے۔

مگر اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تقریر کرنے کے لئے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر سنتیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں یہ نہ ہو کہ محض ایک مقبول فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع وغیرہ نہ ہونی چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے
(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین کے خطبے صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا بعض عربی میں اور بعض اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو بلا کراہت یا بکراہت۔
(۲) نیز کیا شرعی مصالح پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں آلہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۵۶۱ شکیل احمد صاحب (دہلی) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۴۰ء۔

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرام کے زمانہ میں عجمی ممالک فتح ہوئے تھے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بنا پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے باوجود اس کے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی عجمی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا پڑھوایا لہذا خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اور کسی دوسری زبان میں مخلوط پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔[1]
(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفیع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے[2] لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنالیا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی عجمی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس سبب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)
(۲) ومن المستحب ان يرفع الخطيب صوته (عالمگيرية، الباب العاشر في صلاة الجمعة ۱/ ۱۴۷ ط ماجديه)

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعدہ اصلی عبارت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پہلے پڑھے اور بعدہ ترجمہ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے تو یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خان صاحب (فورٹ ...) ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۳۶) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنادے پھر خطبہ کی اذان دی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معمول خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے اذان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خطبہ کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) ماقولکم فی ترجمة خطبة الجمعة والحال ان الحاضرین جاهلون بالعربیة

المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد ملک رنگ ... ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۸ جنوری ۱۹۴۰ء

(ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبة فی العربیة هی المسنونة المتوارثة و ترجمتها فی لسان آخر مخالفة للسنة المتوارثة ومع هذا تنوب الترجمة بای لسان کان مناب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الکراهة(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دینا سنت متوارثہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقہ متوارثہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

---

(۱) فإنه لا شك في ان الخطبة بغير العربية الخ عمدة الرعاية ۲۰۰

(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية او بغيرها جاز كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لاداء المفروضة وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھ کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے کئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مگر وہ نہیں مانتے؟
المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (مہرون ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شاید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے ہاں خطبہ کی اذان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یہ مسائل و احکام بیان کر دیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی اذان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے

(سوال) دوسری اذان جو خطبہ جمعہ سے قبل کہتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کہنا چاہئے یا دوسری صف کے پیچھے بیچ کے در میں کہنا چاہئے؟

(جواب ۴۳۹) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونی چاہئے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو خواہ آخر صفوں کے بعد غرضیکہ مؤذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہئے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ جائز کہتے ہیں بعض ناجائز کونسی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) حنفی مذہب میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم یکساں ہے بلکہ جس وقت سے خطبہ شروع ہو یعنی امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اسوقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے ہاں جن لوگوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ لی تھی وہ اپنی نماز پوری کر لیں اور کوئی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت نہ باندھے یہ حنفی مذہب میں حکم ہے غیر مقلد خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں (۳)

---

(۱) ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ (۲) وإذا جلس الإمام على المنبر أذن أذانا ثانيا بين يديه الخ (جامع الرموز فصل في صلاة الجمعة ۱ / ۲۶۸ ط گلستان کابل) (۳) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها ولو خرج وهو في السنة أو بعد قيامه لثالثة النفل يتم في الأصح (تنوير مع شرحه) قال الشامي "قوله" فلا صلوة" شمل السنة وتحية المسجد (باب الجمعة ۲ / ۱۵۸ ط سعيد)

خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ اولیٰ میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں مشرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ٤٤١) خطبہ کا مسنون و متوارث طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا(۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی'

خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(الجمعیۃ مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیڑھی اترنا ضروری ہے ؟ حیدر آباد دکن کی اکثر بڑی بڑی مساجد' جامع مسجد' مکہ مسجد' چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیڑھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیڑھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے۔ ؟

(جواب ٤٤٢) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے(۱) اور اسکا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیڑھی سے اترنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے کرسی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی **الحمد لله نحمده الخ اما بعد فاعوذ بالله الخ** کے بعد کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو لیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ لیتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

---

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية او بغيرها جاز' كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطة وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة' فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً (عمدة الرعاية على هامش ' شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

(۲) فإن سلطان هذا الزمان حوج الى الدعاء له وللأمراء بالصلاح والنصر على الأعداء فإن الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الآن من شعار السلطنة الخ (رد المحتار' باب الجمعة' ۲' ۱٤۹ ط سعيد)

(۳) قال ابن حجر في التحفة وبحث بعضهم أن ما اعتيد الآن من النزول في الخطبة الثانية' إلى درجة سفلى' ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار' باب الجمعة ۲/ ۱٦۱ ط سعيد)

ہے اس کے سامنے اذان ثانی ہوتی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب خلاف سنت بتاتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ اذان ثانی کے بعد جو خطبے وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبے جمعہ کے ہو جاتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ'

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود یا کوئی وظیفہ یا تسبیح اپنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ سلام علیکم یا وعلیکم السلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب جب محمد ﷺ کہے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں وظیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا سب منع ہے کیونکہ حدیث میں ہے من قال یوم الجمعة والخطیب یخطب انصت فقد لغا آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دل میں ﷺ کہہ لے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) خطبہ میں " اللھم اید الاسلام " دعا پڑھنا
(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا
(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں
(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا
(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا
(۶) خطبہ میں دعا کے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللهم ايد الاسلام والمسلمين بالامير العادل والرئيس الفاضل الامير الحاج محمد حميد الله خان لا زالت رايات اقباله عالية وايات جلاله تالية ظل الله على العالمين والعالمين

---

(۱) ويسن خطبتان خفيفتان وتكره زيادتهما على قدر سورة من طوال المفصل بجلسة بينهما (التنوير مع شرحه باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)
(۲) اذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز ان يصلوا عليه بالجهر بل بالقلب وعليه الفتوى (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

خلد اللہ ملکہ الی یوم الدین۔

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شرع ہونا لازم ہے یا نہیں؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جاتے ہیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل کئے جاتے ہیں وہ عاجزانہ ہونے چاہئیں یا متکبرانہ؟

(جواب ۴۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز ہے۔ بعض فقہاء نے منع کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا ناجائز ہے۔ محض دعا جیسے کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو بادشاہ مسلم کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متوارث عمل ہے اس کے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطراء ممنوع یا کذب کی حد تک پہنچ جائیں۔ سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللھم انصر امیرنا امیر الاسلام والمسلمین الامیر محمد حمید اللہ خان نصرۃ منک تویۃ ووفقہ لاقامۃ العدل ورفع اعلاء الدین المبین واید بدوام دولۃ الاسلام والمسلمین ومتعنا بظلہ الممدود علی العلمین آمین یا رب العلمین۔

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی محذور شرعی نہیں ہے اور یہ مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے بوجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ دعا واجب ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو اطاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور چونکہ اولی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب سے مجموعہ سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ[1]

---

(۱) ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما بما لیس فیہ الخ (درمختار) وفی الشامیۃ [illegible] من استحسنہ فیہ کما یدعی لعموم المسلمین فان فی صلاحہ صلاح العالم فان سلطان ہذا [illegible] الدعاء لہ وللامراء بالصلاح والنصر علی الاعداء [illegible] فان الدعاء للسلطان فقد صار الآن من شعائر السلطنۃ (باب الجمعۃ ۲ / ۱۴۹ ط سعید)

خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ و عیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ٤٤٦) خطبوں میں جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل چہارم۔ تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
(جواب ٤٤٧) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے۔ واللہ اعلم　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں آیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اذا نودی للصلوۃ الخ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟
(جواب ٤٤٨) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر کاروبار بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغول رہنا ناجائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا خود مذموم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز اور مباح سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

---

(۱) ولا یجوز للقوم رفع الیدین ولا تامین باللسان جهراً الخ (رد المحتار' باب الجمعة ۲ / ۱۵۸ ط سعید)
(۲) إذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا إلی ذکر اللہ الآیة (سورة الجمعة ۹) ووجب السعی إلیها و ترك البیع بالأذان الأول فی الأصح (الدر المختار' باب الجمعة ۲ / ۱۶۱ ط سعید)

غسل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبکیر یعنی جلدی سے حاضری کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہیئے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو مذہبی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی بحالہ باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۲۹ عبدالاحد (ضلع دربھنگہ)

۴ رجب ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجماعۃ شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگلور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام "جماعت المسلمین اہل بھٹکل مقیمان منگلور" ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تجارت کرنا اذان اول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ باتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کرلیں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

---

(۱) مانصه أنه یوم الذی یستحب ان یتفرغ فیه للعبادة وله علی سائر الایام مزیة بأنواع العبادات واجبة ومستحبة فالله سبحانه و تعالی جعل لأهل کل ملة یوما یتفرغون فیه للعبادة و یتخلون فیه عن اشغال الدنیا یوم الجمعة یوم عبادة وهو فی الأیام کشهر رمضان (زاد المعاد)

(۲) یا ایها الذین امنوا إذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا إلی ذکر الله وذروا البیع الآیة (سورة الجمعة ۹)

ہے 'جبر و اکراہ نہ ہونا چاہئے (۱)　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل پنجم ۔ مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی ہے ؟
المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب (کھنور) ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے' کراہت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو ہلکا سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ششم ۔ امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور والی ہندو ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق علیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں ہے۔ فقہ روایات صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ الوالی شرط لا داء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیه) حتی لا تجوز اقامتها بغیر امر السلطان وامر نائبه کذافی المحیط السرخسی الصحیح فی زماننا ان صاحب الشرط وهو الذی یسمی شحنه والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعة لا نهم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك فی عهد هم و منشور هم کذافی الغیاثیة فان لم یکن ثمه واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بهم جاز کذافی السراجیه بلاد علیها ولاة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب ان یلتمسوا والیاً مسلماً کذافی معراج الدرایة. ایسی صورت میں جب کہ روایت مذکورہ میں علماء نے کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت بیان کی ہے

(۱) ووجب السعی للأذان الاول فی الاصح الخ (الدر المختار باب الجمعة' ط سعید)
(۲) و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بکل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولانها من سنن الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعیة انها بدعة مکروهة لا اصل لها فی الشرع وانه ینبه فاعلها اولاً و یعزر ثانیاً ثم قال وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل أنها من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لأخیه لافی أدبار الصلاة فحیث وضعها الشرع یضعها فینهی عن ذلك ویزجر فاعله لما أتی به من خلاف السنة الخ (رد المحتار' کتاب الحظر والاباحة' باب الاستبراء وغیره' ۶/ ۳۸۱ ط سعید)

اور قوم کی طرف سے امور یا کا انتظام نہ ہو بلکہ تصریحات مذکورہ کے خلاف ہو کیا جمعہ بطور فرضیت کے واقع ہوگا اور اس کا نہ پڑھنے والا گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۶۲۰ شرف الدین (اجمیر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۵۲) ایسی جگہ جب مسلمان کسی شخص کو امامت جمعہ کے لئے مقرر کریں تو یہی تقرر اور انتخاب کافی ہے ورنہ تمام مسلمانوں کا کسی ایک شخص کو حیثیت والی منتخب کرنا شرط ہو تو یہ بات شہروں اور انگریزی علاقوں میں بھی متحقق نہیں ہے فتاوی شامیہ سے جو عبارت سوال میں نقل کی ہے واجتمع الناس علی رجل فصلی بھم جاز یہ اسی کی ذیل ہے ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز جمعہ میں سجدہ سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ میں امام کو سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ محمد شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۵۳) جمعہ کی نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا جائز نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

متعدد مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) شومارکیٹ آرودی تعمیر کے ساتھ ممبران شومارکیٹ نے اندرون مارکیٹ ایک شاندار سہ منزل مسجد بھی خاص اپنے مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرائی ہے جس میں پانچ سال سے پنج وقتہ نماز کے علاوہ نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے ممبران مارکیٹ نے ایسے انتظامات بھی کئے ہیں لیکن مسجد نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے مسجد متذکرہ بالا سے ایک صد چار قدم کے فاصلے پر بیرون شومارکیٹ ایک اور مسجد ہے جس میں بھی نماز جمعہ ادا نہیں کی گئی مگر اس وقت چند لوگوں کا خیال ہے کہ بیرون شومارکیٹ کی مسجد میں بھی نماز جمعہ ادا کیا جاوے ایسی حالت میں یہ خدشہ ہے کہ مسجد اول الذکر جو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے اور بھی خالی ہو جائے گی اور ممبران مارکیٹ کا وہ انتظام جو مسجد سے متعلق ہے درہم برہم ہو جائے گا ایسی حالت میں دو جگہ نماز جمعہ کا ہونا صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو افضل کون سی مسجد میں ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۱ حافظ محمد مسلم صاحب (آگرہ) ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء

---

(۱) فلو ولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين ويجب عليهم أن يلتمسوا والياً مسلماً (رد المحتار، باب الجمعة ٢/ ١٤٤ ط سعيد)

(٢) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة (در مختار) قال الشامي: وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازه بل الأولى تركه لئلا يقع الناس في فتنة (رد المحتار، باب سجود السهو ٢/ ٩٢ ط سعيد)

(جواب ٤٥٤) جمعہ کی نماز متعدد مساجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے(۱) لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے بچائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جارہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوگی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلّہ افضل ہے

(سوال) خطیب صاحب جامع کیمل پور نے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہئے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہوتا کیمل پور شہر میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مساجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مساجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھ جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیلہ بھی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع کیمل پور نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلّہ کے لوگ محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کریں اگر کوئی شخص اپنے محلّہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عمداً نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہو گی بلکہ الٹا گناہ ہو گا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف نمبردار کیمل پور (ضلع اٹک) ۹ جمادی ثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۷ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥٥) ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے(۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھ جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف اولیٰ ہوتی ہے۔

اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلّہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہو گا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلّہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلّہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

---

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذهب' و علیه الفتوی الخ (التنویر و شرحه باب الجمعة ۲ / ۱٤٤ ط سعید)

(۲) وتؤدی فی مصر بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذهب' و علیه الفتوی' الخ (الدر المختار' باب الجمعة ۲ / ۱٤٤ ط سعید) ومسجد حیه افضل من الجامع والصحیح انه الحق بمسجد المدینة ملحق به فی الفضیلة الخ (الدر المختار' باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ / ٦٥٩ ط سعید)

فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ٤٦٣) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عیدین کی نماز واجب نہیں پڑھے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے تو اجازت ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں کو تلقین کرنا کہ وہ جمعہ و نماز جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٦٤) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبداللہ یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتکن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد)(۲) یعنی ابو عمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرام کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فی التنویر وشرحه: وشرط لافتراضها اقامة بمصر وفی الشامیة: خرج به المسافر الخ (باب الجمعة ۲ / ۱۵۳ ط سعید) قال فی البدائع: تجب صلاتهما علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها الخ باب العیدین ۱ / ۱۶٦ ط سعید) (۲) (باب خروج النساء إلی المساجد ۲ / ۳۵ ط بیروت لبنان)

و تعتزل الحیض عن مصلا ھن قالت امرأة یا رسول الله احد لنا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا (۱) (متفق علیه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہوگئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط واحکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی جناب غلام دستگیر رشید ایم اے (عثمانیہ) حیدر آباد دکن
۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٧٩) (۱) اس حدیث کی ناسخ کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہؓ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیوت کو منع کرنا شروع کردیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ علت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سواد مسلمین اور اظہار شوکت اجتماعیہ کے لئے مؤکد تھی اور پنجگانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ وضم معه مقصد آخر من مقاصد الشريعة وهو ان كل ملة لا بد لها من عرضة يجتمع فيها اهلها لتظهر شوكتهم و تعلم كثرتهم ولذلك استحب خروج الجميع حتى الصبيان والنساء وذوات الخدور الحيض ويعتزلن المصلى ويشهدن دعوة المسلمين (۲) (حجۃ اللہ البالغہ) عن ابن مسعودؓ انه كان يحلف فيبالغ في اليمين ما من مصلى للمرأة خير من بيتها الا فى حج او عمرة الحديث (طبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۳) و عنه انه قال ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان فى بيتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (٤) و عن ابى عمرو الشيبانى انه راى عبدالله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة و يقول اخرجن الى بيوتكن خير لكن (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۵) عن ام حميد امرأة ابى حميد الساعدى انها جاء ت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله انى احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معى و صلاتك فى بيتك خير

---

(۱) بخاری باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱/۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (مسلم فصل فی اخراج العواتق وذوات الخدور الخ ۱/۲۹۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (مشکوة باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)
(۲) (باب العیدین ۲/۴۸۰ ط بغداد)
(۳) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)
(٤) (ایضاً)
(۵) (ایضاً)

صلاتك في حجر تك وصلاتك في حجرتك خير من صلوتك في دارك وصلوتك في دارك خير من صلوتك في مسجد قومك و صلوتك في مسجد قومك خير من صلوتك في مسجدي قالت فامرت فبني لها مسجد في اقصى بيت في بيتها واظلمه فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عزو جل (رواه احمد و رجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن سويد الانصاري ثقه ابن حبان كذافي مجمع الزوائد.(۱)

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج للعیدین میں امر وجوبی نہیں ہے اور مصلحت خروج نساء اظہار شوکت و کثرت مسلمین تھی کیونکہ حائضہ عورتوں کو بھی نکلنے کے حکم کی اور کوئی مصلحت نہیں۔

(۳) فتنہ کا وجود غالب ہے اور غالب ظن پر احکام شرعیہ مبنی ہوتے ہیں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید ملنا اصل چیز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہردوئی)
۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معانقہ کرنا یا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض ایک رسم ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحیٰ جلد ہونا چاہئے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر ہونے میں کوئی حرج نہیں نماز پڑھنے والے چند اشخاص ہو کر قربانی کی جلدی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پچوارے رہتے ہیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت میں ان شخص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ اول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کریں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

---

(۱) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۳-۳٤ ط دار الفكر' بيروت' لبنان)

(۲) ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة و عيد و وعظ مطلقا ولو عجوزا ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان (الدر المختار' باب الإمامة ۱/٥٦٦ ط سعيد)

(۳) ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد اداء الصلاة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة مكروهة لا اصل لها في الشرع وانه ينبه فاعلها اولا و يعزر ثانيا ثم قال وقال ابن الحاج عن المالكية في المدخل أنها من البدع و موضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في ادبار الصلوة فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك و يزجر فاعله لما اتى به على خلاف السنة (رد المحتار' كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء ٦/٣٨١ ط سعيد)

صورتوں میں کون افضل ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (بہ دولی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ دس بجے ادا کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عیدگاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ مثلاً عید میں پڑھنا کیسا ہے بہتر جگہ کونسی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروز پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۲) عیدگاہ آبادی سے اگر باہر ہو تو اس میں نماز پڑھنی چاہئے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی اولیٰ ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۳) عیدگاہ کی نماز باہر میدان میں یا عیدگاہ میں پڑھنا افضل ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صحیح لفظ "عیدالاضحیٰ" ہے

(سوال) کیا عید ضحیٰ کی نماز میں عیدالاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عیدالاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ عیدالضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا حرج ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۷ حشمت علی خاں صاحب (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عیدالاضحیٰ صحیح ہے اور عیدالضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عیدالضحیٰ کا نام

---

(۱) وندب تعجیل الاضحی لتعجیل الاضاحی وتاخیر الفطر لیؤدی الفطرۃ کما فی البحر (رد المحتار باب العیدین ۲/ ۱۷۱ ط سعید)

(۲) والخروج الی الجبانۃ سنۃ لصلاۃ العید وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (التنویر مع شرحه باب العیدین ۲/ ۱۶۹ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

لے یا جب بھی نماز ہو جائے گی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے
(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ نے بلا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور بصورت اجتماع عیدگاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج بجانب نماز عید سنت ہے یا نہیں اور بشرط وجود عیدگاہ تارک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱ فیروز خاں (جہلم) ۲ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے بارش ہو یا کوئی اور عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا بوڑھوں بیماروں کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کرلی جائے تو خیر ورنہ باہر جاکر ادا کرنا ہی مسنون ہے (۲)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی الجبانہ سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح نہ ہو تو اس سنت کا تارک قابل ملامت ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص احیاء سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عیدگاہ باوجود موجود ہونے عیدگاہ یا بصورت اجتماع جمعہ وغیرہ کیا بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۱ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص احیاء سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) واحکمها احکام الاضحى الخ (تنوير الابصار باب العيدين ۲ /۱۷۶ ط سعيد)

(۲) والخروج الى المصلى وهي الجبانة سنة الخ فان ضعف القوم عن الخروج أمر الإمام من يصلي بهم في المسجد (حلبي كبير باب العيدين ص ۵۷۱ ط سهيل اكيدمى لاهور)

(۳) (ايضا) (۴) من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد (مشكوة باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثاني ص ۳۰ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۲۷۱۸ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے باہر جنگل یا میدان میں یا عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے شہر کے اندر بوڑھوں بیماروں کمزوروں کی خاطر یا بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ بلاعذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

نماز عید میں سہو کا حکم

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۳ شیخ اعظم شیخ معظم ([illegible]) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۸۸) سجدہ سہو سے نماز ہو جائے گی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر تشریق امام اور مقتدی کو بآواز بلند کہنا واجب ہے اور بکر کہتا ہے کہ امام تو زور سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو بآواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک جہر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجهر به واجب و قيل سنة كذا في القهستاني(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا ضروری یا واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس به عقب العيد لان المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم و عليه البلخيون.(۴) درمختار۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) والخروج اليها اى الجبانة لصلاة العيد سنة (التنوير و شرحه باب العيدين ۲/۱۶۹ ط سعيد) و في الشامية السنة ان يخرج الامام الى الجبانة و يستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء بناء على ان صلاة العيدين في موضعين جائزة بالاتفاق و ان لم يستخلف فله ذلك (باب العيدين ۲/۱۶۹ ط سعيد)

(۲) والسهو في صلاة العيد و الجمعة والمكتوبة والتطوع سواء ، والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة (التنوير و شرحه' باب سجود السهو ۲/۹۲ ط سعيد)

(۳) (رد المحتار' باب العيدين ۲/۱۷۸ ط سعيد)

(۴) (باب العيدين ۲/۱۸۰ ط سعيد)

شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الإمام الشافعي يصلي صلاة العيد للاحناف اولاً و يصلي هو ايضاً للشافعيين ثانيا مع وسيع المسجد. بينوا توجروا

(ترجمہ) ایک شافعی امام نے عید کی نماز حنفیوں کو پڑھائی اس کے بعد اس امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز پڑھائی باوجودیکہ مسجد وسیع تھی (اور ایک جماعت بھی ہو سکتی تھی)

(جواب ۴۹۱) اذا أم الشافعي للحنفية في صلوة العيد جازت صلوتهم ثم اذا أم الشوافع في هذه الصلاة جازت صلاتهم على مذهبهم نعم تكرار الصلاة في مسجد واحد مكروه عندنا وعند الشافعي رحمه الله. محمد كفايت الله كان الله له

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں حنفیوں کی امامت کی تو حنفیوں کی نماز ہو گئی اور پھر جب اس شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز عید پڑھائی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو گئی البتہ ایک ہی مسجد میں ایک نماز کی دوبارہ جماعت حنفیہ اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے لئے اذان مسنون نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) بقر عید اور عید الفطر میں جو اذان پکاری جاتی ہے اس کا حکم حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۹۲) عید بقر عید میں کوئی اذان مسنون نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

---

(۱) وكذا يكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعيد) وفي الشامية: وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع (باب الإمامة ۲/۵۶۳ ط سعيد) [illegible] وهو جواب عما استدل به الشافعي على جواز اقتداء المفترض بالمتنفل وهو ما في الصحيحين أن معاذاً كان يصلي مع رسول الله ﷺ عشاء الآخرة ثم يرجع إلى قومه فيصلي بهم تلك الصلاة (رد المحتار باب الإمامة ۱/۵۷۹ ط سعيد) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۲ ط سعيد)

(۲) عن ابن جريج قال أخبرني عطاء عن ابن عباس وعن جابر بن عبد الله قالا لم يكن يؤذن يوم الفطر ولا يوم الأضحى ثم سألته بعد حين عن ذلك فأخبرني قال أخبرني جابر بن عبد الله الأنصاري أن لا أذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الإمام ولا بعد ما يخرج ولا إقامة ولا نداء ولا شيء [illegible] (مسلم، كتاب صلاة العيدين ۱/۲۹۰ ط قديمي كتب خانه كراچي)

روپے چار روپے طلب کرتے ہیں، اور جو شخص انکار کرتا ہے نکاح نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوۃ ہیں۔
المستفتی محمود خان (ہمیر پور)

(جواب ٤٩٧) عید کی امامت کی اجرت لینا ناجائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت لینی جائز ہے (۱) اور تارک نماز کو امام بنانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مولوی عبدالرؤف خان جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ٤٩٨) ہاں پڑھنی جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ساتواں باب
سنن و نوافل
فصل اول۔ سنت فجر

جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض اسی مقام پر ادا کرنا جیسے صف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے بغیر کسی حائل کے یا حائل کے پڑھنا یکساں ہے یا متفاوت الحکم اور در صورت جائز ہونے کے اس مقام پر پڑھنا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بینوا توجروا

(جواب ٤٩٩) عن النبی علیه الصلوة والسلام اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة (٤) (ترجمہ) حضرت رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو کوئی نماز سوائے فرض کے نہیں (پڑھنی چاہئے) اس عموم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن عیینہ و حماد بن زید و حماد بن سلمہ نے ابو ہریرہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور سنت فجر آکد السنن ہے اور صحابہ سے سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھنا بھی ثابت ہے۔ روی الطحاوی عن ابن مسعود انه دخل

---

(۱) (امداد الفتاوی ۲ / ۲٦۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی و خیر الفتاوی ٤ / ٥٨٦، ٥٨٧ ط مکتبة خیر جامعہ خیر المدارس' ملتان)
(۲) (قال فی التنویر: ويكره امامة عبد واعرابی و فاسق الخ باب الامامة ۱ / ٥٥٩ ط سعید)
(۳) (ولا بأس به عقب العيد لان المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم وعليه البلخيون ولا يمنع العامة من التكبير الخ (رد المحتار' باب العيدين ۲ / ۱۸۰ ط سعید)
(٤) (البخاری باب اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة ۱ / ۹۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

المسجد وقد اقیمت الصلوۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانۃ وذلک بمحضر حذیفۃ وابی موسی وروی مثلہ عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء و ابن عباس ذکرہ ابن بطال فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن کعب قال خرج عبداللہ بن عمر من بیتہ فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس وذلک مع علمہ باقامۃ الصلوۃ و مثلہ عن الحسن و مسروق والشعبی انتہی کذافی غنیۃ المستملی (۱)

پس ان وجوہ ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اس مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط صف ادا کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت لازم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس انہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنیۃ المستملی (۲) ثم السنۃ المؤکدۃ التی یکرہ خلافہا فی سنۃ الفجر وکذا فی سائر السنن ہو ان لا یاتی بہا مخالطا للصف بعد شروع القوم فی الفریضۃ ولا خلف الصف فی غیر حائل وان یاتی بہا اما فی بیتہ وہوالافضل او عند باب المسجد ان امکنہ ذلک بان کان ثمہ موضع یلیق للصلوۃ وان لم یمکنہ ذلک ففی المسجد الخارج ان کانوا یصلون فی الداخل او فی الداخل ان کانوا فی الخارج ان کان ہناک مسجدان صیفی و شتوی وان کان المسجد واحدا فخلف اسطوانۃ ونحو ذلک کالعمود والشجرۃ وما اشبہہا فی کونہا حائلاً والاتیان بہا خلف الصف من غیر حائل مکروہ و مخالطا للصف کما یفعلہ کثیر من الجہال اشد کراہۃ لما فیہ من المخالفۃ للجماعۃ خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی مسجد سے باہر۔ مگر صحن سے باہر نہیں، ذکرہ) اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہئے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار (۳) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا

---

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی' ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی' لاہور)
(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور) (۳) (باب ادراک الفریضۃ ۲ / ۵۶ ط سعید)

تركها لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة وفي رد المحتار قوله عند باب المسجد اى خارج المسجد كما صرح به القهستاني وقال في العناية لانه لو صلاها في المسجد كان متنفلا فيه عند اشتغال الامام بالفريضة و هو مكروه فان لم يكن على باب المسجد موضع للصلوة يصليها في المسجد خلف سارية من سوارى المسجد واشدها كراهية ان يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذي يلي ذلك خلف الصف من غير حائل و مثله في النهاية والمعراج قوله والا تركها قال في الفتح و على هذا اى على كراهة صلاتها في المسجد ينبغي ان لا يصلي فيه اذا لم يكن عند بابه مكان لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير ان الكراهة تتفاوت فان كان الامام في الصيفي فصلاته اياها في الشتوى اخف من صلاتها في الصيفي و عكسه واشد ما يكون كراهة ان يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة انتهى۔ پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑ کا نہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آڑ نہ ہونے کی صورت میں یا تو مخالط صف ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت سے بچنا ادائے سنت سے بہتر ہے لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة والله اعلم بالصواب كتبه العبد الضعيف الراجي رحمة مولاه محمد كفايت الله اوصله الله غاية ما يتمناه حرره الاربع خلون من شوال المكرم ۱۳۱۹ھ

جواب صحیح ہے جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنت فجر مکروہ ہے مگر جب مکان متعلق سنت کا الگ ہو۔ في النهاية اما انه لا يصلي في المسجد وان فاتته الجماعة فلان سنة الفجر اكدها قال النبي صلى الله عليه وسلم صلوهما وان طردتكم الخيل واما عند باب المسجد فلان الاشتغال بالنفل عند اشتغال الامام مكروه والله اعلم و حكمه احكم كتبه و صدقه محمد اعظم غفر له الله ما اجرم

حررہ فی ... ۱۳۱۹ھ فی بمقام شاہجہانپور۔ الجواب صواب عبید الحق عفی عنہ۔

الجواب حق محمد ہدایت علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو اس وقت ہو کر پڑھی جائیں یا جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے اگر رہ جائیں تو جماعت کے بعد فرض پڑھ کر یا آفتاب نکلنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۵ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس۔

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت شروع ہو جانے کے بعد علیحدہ مقام میں پڑھی جائیں اور علیحدہ

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں فرض سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟

المستفتی نمبر ۹۶۱ رحمت علی (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں (۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے۔[1] فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منهم عمر بن الخطاب وکان من احبهم الی ان رسول اللہ ﷺ نهی عن الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس.[2] ترمذی ص ۲۵ مجتبائی دہلی

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو بعد فرض ختم فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جا سکتی ہیں بعض لوگ روزانہ اس میں بحث کرتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرمائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل دوم۔ احکام سنن ونوافل

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا أدراك ركعة في ظاهر المذهب لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة (الدر المختار) قال الشامي ... قوله عند باب المسجد أي خارج المسجد كما صرح به القهستاني ... فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة (باب ادراك الفريضة ۲/۵٦ ط سعيد)

(۲) (باب ماجاء في كراهية الصلاة بعد العصر و بعد الفجر ۱/۴۵ ط سعيد)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں ؟
(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں :۔
(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے ۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ منقول از الجواب المتین مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث اول ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (ابو داؤد و ابن ماجہ) حدیث دوم حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (ابن ابی شیبہ و ابو داؤد از مغیرہ منقطع) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ کے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے ؟
(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا استحباب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ استحباب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) ماقولکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اللّٰھم انت السلام و منک السلام الخ یا اس کے برابر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

---

(۱) وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة (التنوير مع شرحه باب إدراك الفريضة ۲/۵٦ ط سعيد)
(۲) ويكره للإمام التنفل في مكانه لا للمؤتم (درمختار) وفي الشامية: أما المقتدي والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع في مكانهما الذي صليا فيه المكتوبة جاز والأحسن أن يتطوع في مكان آخر الخ (فصل في تأليف الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعيد)

بعد دعاء کے سنت اور نفل گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضیکہ اس مقدار سے زائد تاخیر تو کوئی مکروہ نہیں ہے اور نہ ہی سنت سوال یہ ہے کہ شامی کی عبارت (اذا تردد الحکم بین سنۃ و بدعۃ کان ترک السنۃ راجحا علی فعل البدعۃ)(۱) کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت راجح ہوگا فعل بدعت سے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس راجح امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی السوال میں روایت صحیحہ صریحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ فرائض کے بعد اللھم انت السلام الخ سے زائد مقدار دعا میں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً راجح یہی ہے کہ بعد فرائض اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن و نوافل پڑھنا مسنون ہے(۲)

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے لہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المستفتی ممتاز علی کلانور ضلع رہتک

(جواب ۵۰۸) بے شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے نہیں پڑھی ہیں۔ عن منصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الرکعتین قبل المغرب (عب و مسدد)(۳) کذافی کنز العمال۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کونہ ﷺ لم یصلھما فلا ینفی الاستحباب الخ (فتح الباری)(۴) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احدا یصلیھما علی عہد النبی ﷺ و عن الخلفاء الاربعۃ و جماعۃ من الصحابۃ انھم کانوا لا یصلونھما(۵) یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

---

(۱) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا ۱: ۶۴۲ ط سعید)

(۲) عن جابر قال: قال رسول اللہ ﷺ اذا قضی احدکم الصلاۃ فی مسجدہ فلیجعل لبیتہ نصیبا من صلاتہ فان اللہ جاعل فی بیتہ من صلاتہ خیرا (مسلم، باب استحباب النافلۃ فی بیتہ ۱: ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب المغرب وما یتعلق بہ ۸: ۵۰ ط بیروت لبنان)

(۴) (باب کم بین الأذان والاقامۃ ۲: ۹۰ ط مصر)

(۵) (ایضا)

وقت کا ذکر کرنا چاہئیے یا نہیں ؟ یا صرف دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہئیے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۴ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس ضلع کرنال۔ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا نام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ لفظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ کہنا چاہئیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً اور دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں ؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو ؟

المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی محمد سورتی۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۱۱) نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا اگر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں ؟ جیسا کہ جمعہ و عشاء و ظہر کے وقت چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جا سکتی ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیۃ المسجد بھی پڑھ سکتا ہے ؟ یعنی سنتوں اور فرض

---

(۱) وکفی مطلق نیة الصلاة وإن لم یقل لله لنفل وسنة راتبة الخ (الدر المختار بحث النیة ۱/ ۴۱۷)

(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا ... اجر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعذر (التنویر و شرحه باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۶ ط سعید)

(۳) بشرطیکہ وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ٦٥٨ مجیدی دواخانہ بمبئی ۔ ٢٧ رجب ١٣٥٤ھ م ٢٦ اکتوبر ١٩٣٥ء

(جواب ٥١٣) نماز کی مؤکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ المسجد پڑھ لینا سنت ہے(١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ٦٩٩ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ ۔ ٩ شوال ١٣٥٤ھ م ٥ جنوری ١٩٣٦ء

(جواب ٥١٤) ان سنن مؤکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہوگئی ہے کہ فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے(٢) واللہ اعلم ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(١) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(٢) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(٣) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (١) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (٢) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (٣) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا نہ پڑھے؟ المستفتی نمبر ٩٧٧ محمد رفیع سوداگر چرم ۔ ضلع میدنی پور

یکم ذی الحجہ ١٣٥٤ھ م ٢٥ فروری ١٩٣٦ء

(جواب ٥١٥) جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں نماز کے بعد پڑھے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ لے یا بعد والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں(٣) (٢) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے(٤) (٣) بعد طلوع آفتاب پڑھ

---

(١) ويسن تحية رب المسجد وهي ركعتان الخ (تنوير مع شرحه) وفي الشامية: والحاصل أن المطلوب من داخل المسجد أن يصلي فيه الخ (باب الوتر والنوافل، مطلب تحية المسجد ٢/ ١٨ ط سعيد)

(٢) عن عبدالله بن شقيق قال: سألت عائشة عن صلوة رسول الله ﷺ عن تطوعه فقالت: "كان يصلي في بيتي قبل الظهر أربعا ثم يخرج فيصلي بالناس ثم يدخل فيصلي ركعتين وكان يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلي ركعتين ويصلي بالناس العشاء ويدخل بيتي فيصلي ركعتين الخ (مسلم، باب جواز النافلة قائما و قاعدا و فعل بعض الركعة قاعدا و بعضها قائما ١/ ٢٥٢ ط قديمي كتب خانه كراچی)

(٣) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فإنه يتركها و يقتدي ثم يأتي بها في وقته الخ (الدر المختار، باب إدراك الفريضة ٢/ ٥٨ ط سعيد)

(٤) (ايضا)

سکتا ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر سے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالحمید صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت مؤکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری(۲) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول الله ﷺ العشاء ثم جاء فصلی اربع رکعات ثم نام ثم قام الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبدالحمید صاحب (مارواڑ) ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م یکم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابوداؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل عموماً پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۷ شمس الدین صاحب (ماندلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) اذا فاتت سنة الفجر وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع ... وقال محمد " احب الی ان یقضیها الی الزوال" كما في الدرر قيل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله " احب الي " دليل على انه لو لم يفعل لا لوم عليه وقالا لا يقضي وان قضى فلا بأس به. (رد المحتار، باب ادراك الفريضة ۲/ ۵۷ ط سعید)

(۲) (باب الوتر ۱/ ۱۳۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن عائشة ان رسول الله ﷺ كان یوتر بتسع رکعات ثم اوتر بسبع رکعات و رکع رکعتین وهو جالس بعد الوتر یقرأ فیهما فاذا اراد ان یرکع قام فرکع ثم سجد. (باب فی صلاة اللیل ۱/ ۱۹۸ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۴) و یتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعاً الا بعذر ... اجر غير النبي ﷺ على النصف الا بعذر الخ (تنویر مع شرحه، باب الوتر و النوافل ۲/ ۳۶ ط سعید)

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتلاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا نہ ادا کرنا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مساوی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ امان الدین صاحب ملتانی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علی الدوام گنہ گار اور تارک علی الاستخفاف کافر ہے اور اگر ترک احیاناً بضرورۃ یا کسی عذر سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الذی یظهر من کلام اهل المذهب ان الاثم منوط بترک الواجب او السنة المؤکدة علی الصحیح لتصریحهم بان من ترک سنن الصلوة الخمس قیل لا یأثم والصحیح انه یأثم ذکره فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار (۱)) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھا ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص پنجگانہ نماز کا پابند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو یہاں نوافل دوگانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۵ شیخ عبداللہ مولا بخش صاحب بمبئی نمبر ۱۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے ان کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عذاب کے مقابلے میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) (کتاب الطهارة، مطلب فی السنة و تعریفها ۱/ ۱۰۴ ط سعید)
(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعاً الا بعذر ... علی النصف الا بعذر الخ (التنویر مع شرحه، باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۶ ط سعید)

(الف) (۱) اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة،۱، (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا یصلی الرکعتین والمؤذن یقیم فحصبه وقال اتصلی الصبح اربعا (۳) وروینا عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه کان اذا رای رجلا یصلی وهو سمع الاجابة ضربه (٤) ووقع نحو هذه القصة ایضا لا بن عباس رضی الله تعالی عنهما قال کنت اصلی واخذ المؤذن فی الاقامة فجذبنی النبی ﷺ وقال اتصلی الصبح اربعا. اخرجه ابن خزیمة وابن حبان والبزار والحاکم وغیرهم.

(ب) اور مسجد کے دالان میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہو گی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی دالان میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبد الحق صاحب دہلی۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر ۱ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی علیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے مارتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورۃ جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جانے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر آکر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عنه (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلی رکعتی الفجر فی بیت حفصة ثم دخل المسجد فصلی مع الامام ،۲، (فتح الباری ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

---

(۱) (بخاری، باب إذا أقیمت الصلوة فلا صلوة إلا المکتوبة ۹۱/۱ ط قدیمی کتب خانه کراچی)
(۲) (باب إذا أقیمت الصلاة فلا صلوة إلا المکتوبة ۲۷/۲ ط مصر)

روایت سے ثابت ہوا کہ یہ اولو العزم مفتی صحابہ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا الگ جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔(۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو اس جگہ سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی الگ جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جانے کا پورا اطمینان ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے تو اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جانے یعنی ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اور درمیان میں فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے یعنی اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب وقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ وقت پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

---

(۱) لما روی الطحاوی وغیرہ عن ابن مسعود انہ دخل المسجد وأقیمت الصلاۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی الاسطوانۃ وذلک بمحضر حذیفۃ وأبی موسی ومثلہ عن أبی الدرداء وابن عباس وابن عمر کما أسندہ الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار ومثلہ عن الحسن ومسروق والشعبی شرح منیۃ (رد المحتار کتاب الصلاۃ ۱/۳۷۸ ط سعید)

(۲) وکذا یکرہ التطوع عند اقامۃ الصلاۃ المکتوبۃ لحدیث اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ الا سنۃ فجر ان لم یخف فوت جماعتها الخ (التنویر وشرحه کتاب الصلاۃ ۱/۳۷۸ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر وشرحه (والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمه رکعتین وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة اذا اقیمت أو خطب الامام یتمها اربعا) علی القول الراجح لانها صلاة واحدة (باب ادراک الفریضة ۲/۵۸ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کر دیا گیا اتنے میں امام صاحب آگئے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی تو کیا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک جائز ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟

(جواب ۵۲۶) زیادہ تاخیر کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو۔(۲) والتفصیل فی رسالتنا النفائس المرغوبۃ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے یا کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفراداً دعا مانگنا امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور جماعۃً بھی بشرطیکہ التزام و سنیت کا اعتقاد نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرائض اور قبل سنن و نوافل ہو۔(۳) وقد حققت ذلک فی رسالتنا النفائس المرغوبۃ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

---

(۱) لحدیث عائشۃ ان النبی ﷺ کان اذا فاتتہ الاربع قبل الظہر قضاہن بعدہ" (رد المحتار، باب ادراک الفریضۃ ۲/ ۵۸ ط سعید)

(۲) ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللہم انت السلام الخ قال الحلوانی: لا باس بالفصل بالأوراد واختارہ الکمال الخ (الدر المختار، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ ۱/ ۵۲۰ ط سعید)

(۳) ان الدعاء المعمول فی زماننا بعد الفریضۃ رافعین ایدیہم علی الہیئۃ الکذائیۃ لم یکن المواظبۃ علیہ فی عہدہ علیہ السلام نعم الادعیۃ بعد الفریضۃ ثابتۃ کثیرا بلا رفع الیدین و بدون الاجتماع وثبوتہ متواترا وثبت الدعاء متواترا مع رفع الیدین بعد النافلۃ فی واقعتین وقال بعض الاحناف من اہل العصر لما ثبت فی مواضع الآخر یعدی الی الدعاء بعد المکتوبۃ ایضا واستدل بالعمومات (العرف الشذی علی سنن الترمذی فی کراہۃ ان یخص الامام نفسہ بالدعاء ۱/ ۸۶ ط سعید)

آٹھواں باب
دعا بعد نماز

سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت ونفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے اکثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے ؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع ستارا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں اس لئے اس کو سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ نفائس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سوال مثل بالا

(سوال) ——————————

(جواب ۵۳۹) (۱) دعا بعد صلوۃ ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے ؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ داہنی یا بائیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیر لیتے تھے حالانکہ آداب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے ؟

المستفتی نمبر ۱۰۵۰ محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعا میں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام ملحوظ رکھنے سے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تنہا دعا کرنے والا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگے اس کے لئے یہ بہتر ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) اس کی مفصل بحث جواب نمبر ۵۵۱ میں آرہی ہے

(۲) (ایضاً)

(۳) عن سمرۃ بن جندب قال : کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی صلاۃ اقبل علینا بوجھہ" (بخاری، یستقبل الامام الناس اذا سلم ۱/ ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) قال الأنصری " والصحیح أن معناہ أنہ علیہ الصلاۃ والسلام کان إذا فرغ من الصلوۃ استقبل المأمومین مردہ للتعلیم لا للدعاء فی التشہد ۳۰۲ ط مکتبہ حبیبیہ کانسی رود کوئٹہ)

ہر نماز کے بعد فاتحہ واخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کہتے ہیں آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچا کر جمیع مومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات کی روحوں کو بطفیل سرور کائنات بخشتے ہیں اس فعل پر ایک شخص مسمی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مداومت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور لفظ الفاتحہ کا لفظ ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے؟ المستفتی نمبر ١٢١٠ ایم اے رشید ١٤ رجب ١٣٥٥ھ یکم اکتوبر ١٩٣٦ء

(جواب ٥٤٤) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نفلی عبادت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے لیکن اس کو ایک طریقہ لازمہ بنا لینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز بنا دیتا ہے(١) واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز پنجگانہ کے بالعموم اور نماز صبح اور مغرب کے بالخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو مروجہ طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی روح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ١٢٨٣ محمد شیر وزخاں صاحب (ضلع دھارواڑ)

١٩ شوال ١٣٥٥ھ م ٣ جنوری ١٩٣٧ء

(جواب ٥٤٥) فرائض پنجگانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس التزام سے ساتھ بے اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ النفائس المرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے(٢)

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں بعد خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعا نہ کرنا چاہیے اور

(١) دیکھئے رسالہ النفائس المرغوبة في حكم الدعاء بعد المكتوبة ط میر محمد کتب خانہ کراچی
(٢) ایضاً

دلیل سے نئے کتاب علم الفقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا بغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے (علم الفقہ جلد دوم ص ۱۷۴ مصنفہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنو) نیز کتاب مذکور کے اس صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عادت عمل کریں یا زید کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵ اے نوجوان (ضلع میرٹھ) ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعا مانگتے تھے لیکن ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عام اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں(۱) اس لئے دعا کو بالکل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہوگا پس راجح یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو ملامت نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں حضور اکرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع بردوئی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص اسی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہیے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) عن ام عطیة قالت " امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور ... فاما الحیض فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم ویعتزلن مصلاهم (بخاری باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱ / ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

(۲) عن ام عطیة قالت " امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور ... فاما الحیض فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم (بخاری باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱ / ۱۳۴ ط قدیمی کتب خانه کراچی)

فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلہ ایمن وایسر پہلو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک پنجگانہ فرض کے بعد مستحب ہے یا بعض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک پنجگانہ فرض کے بعد انحراف عن القبلہ کرنا مستحب ہے۔ خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفی الحاویة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی للتنفل نیز نورالایضاح نزل الشوئی تحریر وحاشیہ ترمذی شریف بحوالہ فتح القدیر شرح منیہ کبیر کی وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب والذی فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتاب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ ابراہیم (صوبہ بہار)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں للتنفل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منیہ سے ردالمحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوۃ لا تطوع بعدھا فان شاء انحرف عن یمینہ او یسارہ او ذھب الی حوائجہ او استقبل الناس بوجھہ وان کان بعدھا تطوع وقام یصلیہ یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یذھب الی بیتہ فیتطوع ثمہ اہ، یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چاہے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کرے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کردے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب پھر جائے یا گھر میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر ادعا مانگی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خضوع دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور بکر کا کہنا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنا مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

---

(۱) (باب صفۃ الصلاۃ ۱/۵۳۱ ط سعید)

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد بلکہ ہر نماز کے بعد دعا کے بعد صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا مسنون ہے(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

نماز کے بعد بآواز بلند کلمہ کا ورد

(سوال) ایک شخص جو پنج وقتہ پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت ؟
المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یار خاں صاحب (بڑودہ) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۰) بآواز بلند کلمہ شریف پڑھنا مباح ہے مگر اس کو لازم کرلینا درست نہیں(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں ؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور نا جائز ہے تو کس بنا پر نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا ؟
المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی شیر احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۱) عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری اور دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور لے جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں ۔ فلیشهدن الخیر و دعوۃ المؤمنین ولیعتزلن المصلی (۳) یعنی حائضہ عورتیں بھی جائیں اور نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا غالباً ہوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نماز یا خطبہ کے بعد کرلینا تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پڑھی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے ۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

دعا میں "حینا ربنا بالسلام" کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعا مسنون اللهم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھا

---

(۱) ویکرہ تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ (الدر المختار باب صفة الصلاۃ ۱ / ۵۳۰ ط سعید)
(۲) واذا کبر وبعد الصلاۃ علی اثر الصلاۃ فانه یکرہ وانه بدعة (عالمگیریة الباب الرابع فی الصلاۃ والذکر والتسبیح ۵ / ۳۱۹ ط ماجدیه)
(۳) (بخاری باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱ / ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

کرتے ہیں آنجناب کو معلوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حینا بمعنی احینا (ہمیں زندہ رکھ) لیتے ہیں یا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب حدیث سے ملتا ہے ثانیاً کیا فی نفسہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثابت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔
۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حینا ربنا بالسلام روایۃً تو ثابت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الفراء حیاك الله ابقاك الله و حیاك الله ای ملكك الله و حیاك الله ای سلمه علیك (لسان العرب)[1] و فی موضع آخر یقال احیاء الله وحیاه بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حینا ربنا بالسلام کے معنی احیاء و بقاء کے صحیح ہیں۔ وفی المرقاۃ تحیی بالسلام آخر عمر الخ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز ختم ہونے پر سلام پھیر کر جانب شمال کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہئے یا کبھی شمال رو اور کبھی جنوب اور کبھی پشت بقبلہ بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ کوہاٹ چھاؤنی۔
۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاہے گاہے عمل کرنا چاہئے کبھی دائیں طرف مڑے کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک ہیئت کو اعتقاداً یا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے[2]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہئے؟

(جواب ۵۵٤) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو[3]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) (۲۱۷، ۲۱٦/٤) ط دار صادر بیروت لبنان

(۲) ان کان فی صلاۃ لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه او یساره او ذهب الی حوائجه او استقبل الناس بوجهه وان کان بعدها تطوع وقام یصلیه یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا الخ (رد المحتار باب صفة الصلاۃ ۵۳۱/۱ ط سعید)

(۳) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ (الدر المختار باب صفة الصلاۃ ۵۳۰/۱ ط سعید)

بعد نماز دعا میں "ربنا و تعالیت" کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں تبارکت کے بعد ربنا و تعالیت بھی شامل ہے یا نہیں ؟

(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ الفاظ ثابت ہیں۔ اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذو الجلال والاکرام (کذافی المشکوۃ ص ۸۸)(۱) اگر لفظ وتعالیت بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثور اعتقاد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعا مانگی جائے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعا کتنا پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں ؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہئے اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرنے اختیار ہے آیۃ الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے(۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

"اللّٰھم یا واجب الوجود" کہہ کر دعا کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۵۵۷) اللھم یا واجب الوجود دعا میں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعہ النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۳۴ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام سے

---

(۱) (مسلم، باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته ۱ / ۲۱۸ ط قديمي كتب خانه، كراچی) (مشكوة، باب الذكر بعد الصلاة، الفصل الأول، ص ۸۸ ط سعيد)

(۲) القيام إلى اداء السنة التي تلي الفرض متصلاً بالفرض مسنون غير أنه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام إذا سلم يمكث قدر ما يقول " اللهم انت السلام و منك السلام ... ثم يقوم إلى السنة ... ويستحب أن يستقبل بعده أي بعد التطوع و عقب الفرض إن لم يكن بعده نافلة يستقبل الناس ويستغفرون الله العظيم ثلاثاً ويقرؤن آية الكرسي ويقرؤن المعوذات الخ (مراقي الفلاح، فصل في صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض و فضلها وغيره، ص ۱۸۶ تا ۱۸۸ ط مصر)

کل شئی انا شہید انک الرب لا شریک لک اللہم ربنا و رب کل شئی انا شہید ان محمدا عبدک و رسولک اللہم ربنا و رب کل شئی انا شہید ان العباد کلہم اخوۃ اللہم ربنا و رب کل شئی اجعلنی مخلصا لک و اہلی فی کل ساعۃ من الدنیا والاخرۃ یا ذاالجلال والاکرام اسمع واستجب اللہ الاکبر الاکبر اللہ نور السموت والارض اللہ اکبر الاکبر حسبی اللہ و نعم الوکیل اللہ اکبر الاکبر (رواہ ابو داود والنسائی واحمد)[۳]

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللہم ربنا و رب کل شئی الخ.

(۱۰) وعن عقبۃ بن عامر قال امرنی رسول اللہ ﷺ ان اقرأ بالمعوذات دبر کل صلوۃ (رواہ ابوداود)[۴]

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ (معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل ہو اللہ احد)

(۱۱) اخرج الطبرانی من روایۃ جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المکتوبۃ افضل من الدعاء بعد النافلۃ کفضل المکتوبۃ علی النافلۃ انتہی (کذافی الشعبۃ[۵] نقلا عن المواہب للقسطلانی نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادقؒ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا فرضوں کے بعد دعا نفل کے بعد دعا سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرض نفل سے افضل ہیں۔

اور نماز کے بعد اذکار و دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ذکر اور دعا مانگتے تھے۔ دیکھو حدیث نمبر ۲،۳،۴

(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص قبولیت دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ و ۱۱۔

---

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۵)
(۲) (ایضاً)
(۳) (مسند الامام احمد ۴ / ۳۶۹، دار صادر للطباعۃ والنشر بیروت لبنان)
(۴) (باب فی الاستغفار ۱ / ۲۲۰ ط امدادیہ ملتان)
(۵) (باب صفۃ الصلاۃ ۲ / ۲۵۸ ط سہیل)

سینے تک اور مسلمانوں سے لئے دعا کرے سینے کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں خشوع اور سکون سے دعا مانگیں۔ پھر یعنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(٤) قد اجمع العلماء على استحباب الذكر والدعاء بعد الصلوة وجاء ت فيه احاديث كثيرة انتهى (تهذيب الاذكار للرملی كذا في التحفة المرغوبة)(١)

یعنی علما کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں (ناظرین احادیث کو ملاحظہ فرما چکے ہیں) (مولف)

(٥) عن السدی انه قال في تفسير قوله تعالى فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا الله قياما و قعودا و على جنوبكم لانه اى اذكروا الله تعالى وادعوا بعد الفراغ من الصلوة انتهى

(فتاوی صوفیه كذافي التحفة)(٢)

یعنی سدی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ (فاذا قضيتم الصلوة الاية) یعنی نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(٦) من فوائد هذا الحديث استحباب الذكر عقب الصلوة لانها اوقات فاضلة يرتجى فيها اجابة الدعاء انتهى (عمدة القاری شرح صحيح البخاری)(٣)

یعنی علامہ عینی نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(٧) ان الدعاء بعد الصلوة المكتوبة مسنون وكذا رفع اليدين و مسح الوجه بعد الفراغ انتهى (منهج العمال والعقائد السنية كذافي التحفة)(٤)

یعنی منہج العمال اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(٨) فاذا فرغت من الصلوة فارغب للدعاء الى الله تعالى فانه اقرب الى الاجابة انتهى (كذافي التحفة المرغوبة(٥) نقلا عن المبسوط)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

الحاصل یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور

---

(١) (ص ١٧ ط لجنة التصنيف)
(٢) (ايضا)
(٣) (باب الذكر بعد الصلاة ٦/ ١٣٢ ط بيروت لبنان)
(٤) (ص ١٩ ط لجنة التصنيف)
(٥) (ص ١٨ ط لجنة التصنيف)

مقتدی سب مل کر دعا نہیں اور نہ سب فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور مفتاح الجنان کی عبارتوں (نمبر ا و نمبر ۲) سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوگئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنی چاہیے اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور نورالایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور منتخب الاعمال اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا مسنون ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و نمبر ۸) سے یہ ثابت ہوگیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی ہے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

فصل سوم
(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حدیثیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں فرائض کے بعد کی دعائیں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ لینا یا ان کی برابر اور دعا مانگنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت اور ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلا شبہ بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ اللھم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (رواه ابن ماجة كذافي السعاية (۱) و رواه مسلم (۲) كذافي غنية (۳) المستملي)

یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنی کہ اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کی مقدار دعا پڑھیں۔ انتھی۔

جواب ۔ اس شبہ کا جواب چند طرح پر ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مخالف ہے جو بکثرت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین ملاحظہ

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲٦۱ ط سهيل)
(۲) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱ / ۲۱۸ ط قديمی)
(۳) (صفة الصلاة، ص ۳٤۲ ط سهيل)

فرما چکے ہیں اور وہ روایت بوجہ اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معاویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرجیہ کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معاویہ عبداللہ بن عمر سے منکر روایتیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کذافی التحفۃ المرغوبۃ)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ نہیں بیٹھتے مگر بقدر اللھم انت السلام الخ کے یعنی اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللھم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعا یہی ہو یا اس کے سوا کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی تحقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تب بھی وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ان گزشتہ روایتوں سے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللھم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللھم انت السلام الخ کے علاوہ دوسری دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دبر کل صلوۃ مکتوبۃ کی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہر فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ بھی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہؓ لامحالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس سے کہنا پڑے گا کہ یہ روایات بوجہ اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہؓ سے راجح ہیں اور قابل عمل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نوافل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی گھر میں پڑھنے کا ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایات جن میں راوی آپ کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعا میں پڑھتے یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعا میں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یوں کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۲) یہ دلائل واضحہ ہیں اس

اور پھر آپ سنتوں سے پہلے یہ دعا نہیں پڑھا کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔

سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف اللھم انت السلام الخ پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جاتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر الشیخ عبدالحق المحدث الدھلوی فی شرحہ علی الصراط المستقیم ان این دعا کہ ائمہ مساجد بعد از سلام نماز میکنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانکہ الآن در دیار عرب و عجم متعارف است از عادت پیغمبر ﷺ نبود و دریں باب ہیچ حدیثے ثابت نشدہ بدعت است مستحسن انتہی (کذا فی التحفۃ المرغوبۃ) یعنی شیخ محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں فرمایا ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جیسا کہ آج کل دیار عرب و عجم میں متعارف ہے آنحضرت ﷺ کی عادت ایسی نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحسن ہے انتہی۔

جواب۔ اس شبہ کے متعلق دو جواب ہیں اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دہلوی کی مراد یہ ہے کہ نفس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۲ و نمبر ۷ و نمبر ۸ ملاحظہ ہوں کہ ان سے نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ شیخ محمد تھانوی نے فتوح مراد میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہا ہے کہ ان کو ان احادیث کی اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ شیخ کی مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھا کر اور آمین آمین کہنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونا کہ نماز کے بعد دعا میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ کسی شے کا ذکر نہ ہونے سے اس کا عدم لازم نہیں۔ فان عدم الثبوت لا یستلزم ثبوت العدم وھذا ظاھر جدا جیسے کہ روایت سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور جب کہ اس کا لحاظ کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی تائید ثابت ہوتی ہے۔

عن السائب بن یزید عن ابیہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دعا رفع یدیہ و مسح وجھہ (رواہ ابو داؤد) (۱)

سائب بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

---

(۱) (کتاب الصلاۃ باب الدعاء ۱ / ۲۱۶ ط امدادیہ ملتان)

وعن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال المسألة ان ترفع یدیک حذو منکبیک او نحوھما (رواہ ابوداؤد) (۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ مونڈھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من آداب الدعاء رفع الیدین (حصن حصین) (۲)

علامہ ابن جزری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔

غرض کہ یہ روایات اس بات پر شاہد و ناطق ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور آپ کا عموماً یہ طریقہ فرضوں کے بعد دعا کو بھی شامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ بعد بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحةً ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ثبت الندب فی مطلق الدعاء استحبه العلماء فی خصوص هذا الدعاء ایضاً۔

یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علماء نے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ فرمانا کہ یہ بدعت ہے خود اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی لغوی کے شیخ نے کر دیا ہے لیکن متصلاً ہی فرما دیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی کسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ ظاہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کو جائز ماننا اور فرضوں کے بعد دعا کو ناجائز کہنا تحکم ہے۔

پنجم یہ کہ روایات فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے دیکھو روایت فقہیہ نمبر ۳۰ نمبر ... اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو راجح سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللھم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہا نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان کان بعد الفریضة تطوع یقوم الی التطوع بلا فصل الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ ویکرہ تاخیر السنة عن حال اداء الفریضة باکثر من نحو ذلک القدر انتھی (کذافی

---

(۱) (کتاب الصلاة، باب الدعاء ۱ / ۲۱٦، ط امدادیہ ملتان)
(۲) (آداب الدعاء، ص ۳۹ ط تاج کمپنی)
(۳) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲۵۸، سعید)

شرح المنیة للحلبی) (۱)

ترجمہ: یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے سے پہلے تاخیر کرنا مکروہ ہے ہاں بقدر اللهم انت السلام الخ کے تاخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں مکروہ ہے اور اسی کے قریب بحر اور ہندیہ میں بھی مذکور ہے۔

جواب ۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہائے کرام کی عبارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

ویستحب له ای للامام بعد السلام ان یستغفر الله ثلاثا ویقرأ اية الكرسى و المعوذات و یقول اللهم انت السلام و منك السلام تباركت یا ذا الجلال والاكرام و یقول ما ورد بعد كل صلوة مكتوبة وهو لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذاالجد منك الجد الى قوله ثم يدعو اى الامام لنفسه وللمسلمين من الادعية الجامعة الماثورة رافعا يديه حذاء صدره جاعلا باطن الكف مما يلى وجهه بخشوع و سكون و يمسح بهما وجهه فى اخره اى فى اخر الدعاء (مواهب الرحمان و شرحه البرهان' كذافى التحفة) (۲)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے اور آیۃ الکرسی اور معوذات پڑھے اور پھر یہ پڑھے اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذاالجلال والاكرام پھر یہ الفاظ پڑھے جو ہر فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذاالجد منك الجد (الى قوله) پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا مانگے سینے کے برابر ہاتھ اٹھا کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کرکے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار وادعیہ کا پڑھنا بصراحت مذکور ہے۔

و فى شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشرنبلالى انه ذكر شمس الائمة يعنى الحلوانى جواز تاخير السنة بعد الفرض للاشتغال بالدعاء والورد انتهى (كذافى التحفة) (۳)

---

(۱) (صفة الصلاة ص ۳٤۱ ط سهيل)
(۲) (ص ۲۸ ط لجنة التصنيف' كراچى نمبر ۳۸)
(۳) (ص ۳۰)

وفی الذخیرة والمحیط البرهانی ویکره له تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال الامام شمس الائمة الحلوانی هذا اذا لم یکن من قصده الاشتغال بالدعآء الخ انتهی مختصرا (کذافی التحفة باختصار)(۱)

ترجمہ یعنی علامہ شرنبلالی نے شرح منظومہ ابن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغولی کی وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔

یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قولہ) امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا ارادہ دعا مانگنے کا نہ ہو یعنی دعا مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعارض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللهم انت السلام سے زیادہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ بخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس دعا یعنی اللهم انت السلام کی حقیقی مقدار کے مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی امام خواہ اللهم انت السلام پڑھے یا کوئی اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللهم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھ لے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلا کراہت ہے۔

حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشة ان رسول الله ﷺ کان اذا صلی لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام و منک السلام الخ یفید ان لیس المراد انه کان یقول ذلک بعینه بل کان یقعد زمانا یسع ذلک المقدار و نحوه من القول تقریبا فلاینافی ذلک ما فی الصحیحین عن المغیرة انه ﷺ کان یقول فی دبر کل صلوة لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد وکذا لاینافی ماروی مسلم وغیره عن عبدالله ابن الزبیر کان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلی لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا ایاه له النعمة وله الفضل وله الثنآء الحسن لا اله الا الله مخلصین له الدین ولو کره الکفرون لان المقدار المذکور فی حدیث عائشة یعتبر من حیث التقریب والتخمین دون التحدید الحقیقی انتهی (کبیر شرح منیة للحلبی) (۳)

---

(۱) (ص ۳۰ ۔ ۳۱ ط لجنة التصنيف' کراچی)
(۲) (باب استحباب الذکر بعد الصلاة ۱ / ۲۱۸ ط قدیمی) (۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهیل)

ترجمہ علامہ حلبی شرح منیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللھم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے جس میں یہ دعا یا اتنی ہی اور دعا پڑھا جا سکے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو باآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئي قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكفرون (ورنہ حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں سے مخالف نہ ہوتا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے نہ حقیقی۔ انتہیٰ۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتضى العبارة ان السنة ان يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقريبا فقد يزيد قليلا وقد ينقص قليلا الخ كذافى السعاية (۱)

یعنی علامہ ابن ہمامؒ فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ فرض و سنت میں فاصلہ کیا جائے کسی ذکر و دعا کے ساتھ جو مقدار اللھم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس کچھ کم ہو جائے یا کچھ اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فى فتاوى الحجة الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع فى السنة و لا يشتغل بادعية طويلة انتهى (كذافى السعاية) (۲)

یعنی فتاویٰ حجہ میں ہے کہ امام جب ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو لمبی لمبی دعائیں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فى خزانة الفقه عن البقالى الا فضل ان يشتغل بالدعاء ثم بالسنة الخ

(كذافى السعاية) (۳)

خزانۃ الفقہ میں ہے کہ بقالی نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعا میں مشغول ہو پھر سنتیں پڑھے۔

---

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲٦۲ ط سهيل)
(۲) (　　　۲٦۱ /　　　)
(۳) (ايضا)

اور تخمینی مقدار مروی اور ان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھا جائے فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر لامحالہ محمول کی جائیں گی کہ ادعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعائیں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعا مانگنے سے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعا مانگنا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔

نیز یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ فقہاء نے ادعیہ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح القدیر میں ہے۔

قولهم يكره التاخير الطويل للسنة عن الفرض مراد هم بها الكراهية التنزيهية التي مرجعها الى خلاف الاولى انتهى (كذافى التحفة)(1)

اور ادعیہ طویلہ سے وہی دعائیں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

الحاصل

احادیث صحیحہ اور روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور ادعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے اور اس دعا میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

(واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم)

كتبه الراجي رحمة مولاه محمد كفايت الله اوصله الله الى ما يتمناه مدرس اول و مفتى مدرسة العاليه عربيه امينيه' دهلى

جمادی الاخری ۱۳۳۴ھ

---

(1) (ص ۳۳ ط لجنة التصنيف، كراچی)

الصحائف المرفوعہ
فی جواب
اللطائف المطبوعہ

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمد اللہ العلی العظیم
و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ نفائس مرغوبہ کے شائع ہونے کے وقت بعض احباب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا۔ جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب النفائس المرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبدالباری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے چند تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر لطائف مطبوعہ کے نام سے رسالہ تیار کر کے شائع کر دیا میرا خیال ہے کہ اگر مولانا عبدالباری صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور فقاہت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور ناواقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد امام اور مقتدی اللھم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نفلیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعا مانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً برہما گجرات وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی صرف اللھم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللهم انت السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن ونوافل کے بعد امام زور سے الفاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتے اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کرکے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کرکے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفاتحہ کہہ کر دعا مانگتا ہے پھر سنن ونوافل کے بعد اس مروجہ دعا کو اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن ونوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے یا بیٹھ جائے تو سہی مگر دعا نہ مانگے تو امام کو برا بھلا کہنا امامت سے معزول کردینا اور ایک جھگڑا فساد برپا کردینا جماعتوں میں نااتفاقی اور پھوٹ ڈال دینا سب وشتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہوجاتی ہیں اور بیسیوں مثالیں اس کی موجود ہیں نفائس مرغوبہ میں یہ لکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث وفقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن ونوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے اور جب خود حضور انور اور تمام مقتدی سنن ونوافل سے فارغ ہوجاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر دعا کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہوجاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدے کے موافق ہمیں اتنی سی بات کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو لوگ کہ اس طریقہ کو سنت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایت بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن ونوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور الفاتحہ فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے اس خیال سے کہ عوام علم مناظرہ کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ مدعی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تھوڑا اپنی طرف سے دلائل بھی پیش کردیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے نفائس مرغوبہ کے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعدؓ کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہؓ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف اور صریح اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن ونوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن ونوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرامؓ حضور کی ترغیب پر دل وجان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل اور بہتر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن ونوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

الطائف مطبوعہ کا مضمون

الطائف مطبوعہ صفحہ ۹ میں اس روشن اور واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفل کی مرغوبیہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا عبدالباری مرحوم جیسا فاضل ایسا کمزور اور بودا جواب کیسے کہہ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرامؓ کا گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا غالب اور رائج بتایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن ونوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی سنن ونوافل مسجد میں ادا کیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن ونوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی جا سکتی۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یا حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگ لی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس رواجی دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا ہر گز نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن ونوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس سے رواجی دعا ثانیہ یعنی سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

الطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن ونوافل کے بعد دعا مانگ لیا کرتے ہوں۔

سنت میں ہوگی وہ تاخیر مکروہ یا خلاف اولیٰ نہیں ہے۔

ترجمہ اس پر مراقی الفلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاوی نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

وفی روایة عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ لا یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ

یعنی حضرت عائشہ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس میں اللھم انت السلام پڑھ سکیں۔

وھی تفید کالذی ذکرہ المؤلف انه لیس المراد انه کان یقول ذلك بعینه بل کان یقعد زمانا یسع ذلك المقدار ونحوہ من القول تقریبا

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح)(۱)

یہ روایت یہی بتاتی ہے جو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللھم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ جس میں اللھم انت السلام یا اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جا سکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی کے نزدیک حضرت عائشہ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد صرف اللھم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر و دعا۔

اور یہی مطلب علامہ حلبی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللھم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہ کی روایت میں اور ان اذکار کی روایتوں میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز و ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللھم انت السلام کا پڑھنا کیونکہ بخاری اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاوی اور حلبی دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغیرة انه ﷺ کان یقول فی دبر کل صلوة لا اله الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شئی قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منك الجد وکذا لا ینافی ماروی مسلم وغیرہ عن عبداللہ بن الزبیر کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلی لا اله الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شئی قدیر ولا حول ولا قوة الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ له النعمة وله الفضل

(۱) فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر

القصاص انتھی (۱) (حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ ومنك السلام کے بعد جو اس قسم کے جملے بڑھاتے ہیں۔ والیك یرجع السلام فحیا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایت سے اس قدر ثابت ہے اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام.

اس فصل کے اس پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی منفرد سب شریک تھے اس سے اس کو تو صاحب نورالایضاح و مراقی الفلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دائیں بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو نورالایضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و یستحب للامام بعد سلامه ان یتحول الی جهة یساره لتطوع بعد الفرض ۔

(نور الایضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ امام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے ادا کرنے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللھم انت السلام ومنك السلام الخ یا اس کے مثل دوسرے اذکار وادعیہ ماثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذرا ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتداء کی نیت نہ کرلے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اس کے لئے نمازی کا واہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی داہنی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی داہنی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مراقی الفلاح)(۲)

مگر علامہ سید احمد طحطاوی نے حضرت ابو ہریرۃ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ ایعجز احد کم ان یتقدم او یتاخر او عن یمینه او عن شماله فی الصلوۃ یعنی

---

(۱) (فصل فی صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)
(۲) (صفة الأذكار الواردة بعد الفرض : ۸۰ ط سعید کمپنی کراچی)
(۳) (فصل فی صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

في السبحة (رواه ابوداؤد و ابن ماجه كذافي طحطاوي) (١)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں نفلوں کے لئے آگے بڑھ جاؤ یا پیچھے ہٹ جاؤ یا دائیں طرف یا بائیں جانب کو ہو جاؤ۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بدلنے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرمادیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جاکر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد منا عن الحلية ان الاحسن من ذلك كله تطوعه في منزله (رد المحتار) (٢)

ترجمہ: یعنی ہم پہلے حلیہ سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جاکر سنن ونوافل پڑھے۔

تیسرا مسئلہ: پھر ماتن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اذکار ماثورہ پڑھنا چاہے تو اس کی ہیئت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان يستقبل بعده الناس (نور الایضاح) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کرکے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کرکے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا رہنا نہیں چاہئے۔

وكذا يكره مكثه قاعدا في مكانه مستقبل القبلة في صلوة لا تطوع بعدها

(انتهى . رد المحتار) (٣)

ترجمہ: یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار وادعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کرکے بیٹھ جائے اور اذکار وادعیہ پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

يستقبل الناس ان شاء ان لم يكن في مقابله مصل (الى قوله) وان شاء الامام انحرف عن يساره و جعل القبلة عن يمينه وان شاء انحرف عن يمينه و جعل القبلة عن يساره (الى قوله) وان شاء ذهب لحوائجه (مراقي الفلاح) (٤)

---

(١) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ٣)
(٢) باب صفة الصلاة ١/٥٣١ ط سعيد)
(٣) باب صفة الصلاة، مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد في التسبيح عقب الصلاة ١/٥٣١ ط سعيد)
(٤) (فصل في صفة الأذكار، ص ١٨٧، ١٨٨ ط مصر)

ترجمہ یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے کہ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔

چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نمازی نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں وہ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہو تا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شارح نے اس طرح مقید کر دیا۔

ان یستقبل بعدہ ای بعد التطوع و عقب الفرض ان لم یکن بعدہ نافلۃ

(مراقی الفلاح)(١)

ترجمہ یعنی امام لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے اس وقت بہتر ہے جب سنتوں نفلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نمازی کا سامنا ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنے کوئی نمازی (مسبوق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھر یا حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و ادعیہ ماثورہ مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

ویستغفرون اللہ ثلاثا ویقرؤن آیۃ الکرسی ویقرؤن المعوذات الخ

(نور الایضاح)(٢)

ترجمہ یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور آیۃ الکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

یقول ثوبان کان رسول اللہ ﷺ اذا انصرف من صلوتہ استغفر اللہ تعالی ثلاثا وقال اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام (رواہ مسلم)(٣)

(١) فصل فی صفۃ الاذکار ص ١٨٧، ١٨٨ ط مصر (٢) فصل فی الاذکار الواردہ بعد الفرض ص ٨٠ ط میر محمد کتب خانہ کراچی (٣) باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ١ / ٢١٨ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ یعنی ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام

اسی ثوبانؓ کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔

کان النبی ﷺ اذا سلم الخ (جمع الفوائد)

ترجمہ یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور الایضاح نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار ماثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبانؓ کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے وجہ یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے صیغے سے ان کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو

ثم یدعون لانفسہم وللمسلمین رافعی ایدیہم ثم یمسحون بھا وجوھھم فی آخرہ (۲)

ترجمہ نمازی اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے اذکار اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ اذکار اور دعا میں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے پیچھے ہوگی۔

لطائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) حالانکہ اس معنے کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر لطائف میں لکھا ہے :-

" عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کا مل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیہ و اذکار ماثورہ مستحب ہے "

---

(۱) (فصل فی صفۃ الأذکار ص ۱۸۸ ط مصر)
(۲) (فصل فی الاذکار الواردۃ بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی الفلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے گئے ہیں۔

اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے اور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ناس کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار و ادعیہ سے۔

لطائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ اشتباہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مروجہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جو الفاظ کہ اجتماع پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر افضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ افضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے اور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکیں اور امام اس پر عمل کرنا چاہے اور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا اور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطائف مطبوعہ میں اور کوئی چیز قابل جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ماثورہ اور ادعیہ مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحطاوی اور علامہ حلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ اللمعات کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے اور کراہت یا عدم اولویۃ کی روایت مرجوح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مراد لینا بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے اور ان کی وہ تاویل جو علامہ ابن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے اور اسی وجہ سے علامہ طحطاوی اور علامہ حلبی اور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور اذکار ماثورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام والی روایت سے ساتھ غیر معارض اور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' شعبان ۱۳۴۸ھ

فائدہ نفیسہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ سطور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اول وہ اذکار وادعیہ جو خاکسار نقل کر چکا ہے اور جن میں اللھم انت السلام کے اور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والاولی ان یاتی بهذه الاذکار قبل الرواتب فانه جاء فی بعض الاذکار ما یدل علی ذلک نصا کقوله " من قال قبل ان ینصرف و یثنی رجلیه من صلوۃ المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شریک له الخ " وکقول الراوی کان اذا سلم من صلوۃ یقول بصوته الاعلی لا اله الا الله الی اخره و فی بعضها ما یدل ظاهرا کقوله دبر کل صلوۃ . اما قول عائشۃ کان اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام فیحتمل وجوها منها انه کان لا یقعد بهیئۃ الصلوۃ الا هذا القدر ولکنه کان یتیامن او یتیاسر او یقبل علی القوم بوجهه فیاتی بالاذکار لئلا یظن الظان ان الاذکار من الصلوۃ.

ومنها انه کان حینا بعد حین یترک الاذکار غیر هذه الکلمات یعلمهم انها لیست فریضۃ والاصل فی الرواتب ان یاتی بها فی بیته والسرفی ذلک کله ان یقع الفصل بین الفرض والنوافل بما لیس من جنسها وان یکون فصلا معتدا به یدرک ببادی الرأی وهو قول عمر لمن اراد ان یشفع بعد المکتوبۃ اجلس فانه لم یهلک اهل الکتاب الا انه لم یکن بین صلوتهم فصل فقال النبی ﷺ اصاب الله بک یا ابن الخطاب وقوله صلعم اجعلوها فی بیوتکم والله اعلم. (حجة الله البالغة)(۱)

(ترجمہ) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان اذکار کو سنن مؤکدہ سے پہلے ادا کرے کیونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ "جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد لوٹنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے یہ کہے لا اله الا الله الخ اور جیسے راوی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے لا اله الا الله الخ۔ اور بعض اذکار میں ظاہراً اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ رہا حضرت عائشہ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی ہیئت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بعد میں یا دائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ اذکار وادعیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللهم انت السلام کے اور اذکار کبھی چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ تعلیم مقصود تھی کہ اذکار وادعیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں ادا کی جائیں اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور نفلوں میں ظاہر طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہر کی نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمر کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا کیونکہ پہلی امتوں کو اسی بات نے ہلاک کیا کہ فرائض اور نوافل میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب خدا نے تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ انتہیٰ

کتبہ العبد محمد کفایت اللہ غفر لہ، سنہری مسجد دہلی ۲ شعبان ۱۳۳۴ھ

---

(۱) (فصل فی الاذکار الواردة بعد غرض ذکر الصلاة وحسبها المنسوب الیها ۲ / ۱۲ ط دمشق)

تتمہ (مخطوط)

ایها الکرام ! کیف تعرفون مسئلة دعاء الاجتماعية برفع اليدين دبر الصلوات المکتوبات و تامين المأمومين على دعائه ؟ هل الدعاء بهذه الكيفية جائز شرعا ام لا ؟ ان جازما الاستدلال على ذلك ؟ و الا ما الحجة ما على عدم الجواز ؟ ففى صورة عدم الجواز اخر وبى ما الجواب عن كثرة علماء اهل السنة فى زماننا هذا يدعون الله تعالى دعاء الجماعة دبر الصلوات المکتوبات برفع اليدين كفتوى مولانا اشرف على تهانوى فى كتابه بهشتى زيور وان لم يسند بالقران ولا بالحديث ولا بالفقه و كفتوى مولانا مفتى كفايت الله الدهلوى كان الله تعالى له حيث كتب عنه حتا عظيما فى كتابه النفائس المرغوبة فى حكم الدعاء بعد المكتوبة و عن حديث اسود العامرى عن ابيه اخرجها ابن ابى شيبة قال صليت خلف رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انحرف و رفع يديه ودعا الحديث ؟ وان جازما الجواب عن حديث رسول الله ﷺ اخرجها البيهقى فى سنن الكبرى ص ۱۸۲ ج ۲ عن انس قال صليت خلف النبى ﷺ كان اذا سلم يقوم الحديث ؟ و عنه صليت خلف ابى بكر كان اذا سلم وثب كانه على رضف سنن الكبرى ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حديث عائشةؓ كما فى مسلم كان النبى ﷺ اذا سلم من الصلوة لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابة فى وقت ما ؟ فحينئذ ما الحكم على حديث اسود العامرى المار ؟ هل هذه من اخبار الآحاد العدول التى كان الامام ابو حنيفه يروها فيما تعم به البلوى ام كيف ؟ وايضا ما للكلام عليها من جهة الاسناد ؟

ضیاء الحسن انصاری ایل ایل ٹی سی، بی ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول، مظفر گڑھ

(جواب) حدیث حضرت انس کان اذا سلم یقوم الخ اور ان کی حدیث صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم وثب کانہ علی رضف الخ یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشہؓ کے بھی خلاف ہیں جس میں اذا سلم من الصلوۃ لم یقعد الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشہؓ سلام کے بعد تھوڑا سا قعود بیان فرماتی ہیں اور حضرت انسؓ کی دونوں روایتیں قعود کی مطلقاً نفی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل رسالہ نفائس مرغوبہ میں کردی گئی ہے اسود عامری کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحی سے نقل کی گئی ہے مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات استحباب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نواں باب
مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی لاہور تھا اور پھر اس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے عرصہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل و عیال قیام گزیں ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں نہیں مکان اور چند زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوائے پندرہ یوم کے ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری ؟ رسالہ رکن دین اردو مولفہ مولوی رکن الدین اوری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۱۵ یوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی بحوالہ عالمگیری۔ اور حالانکہ شرح وقایہ(۱) میں عبارت یوں ہے۔ فاذا کان للانسان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً آخر وطناً اصلیا سواء کان بینهما مدة السفر اولم یکن یبطل الوطن الاصلی الاول حتی لو دخله لا یصیر مقیماً الا بنیة الاقامة اور لفظ یبطل پر حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں حدیث منقول ہے یدل علیه ان النبی ﷺ واصحابه لما دخلوا مکة وعروة الفتح و حجة الوداع قصر وافیها مع انها کانت مولدهم ومسکنهم وما ذلك الا لبطلان وطنیته باتخاذ المدینة وطنا بالهجرة عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریة. و یبطل الوطن الا صلی بالوطن الا صلی اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ینتقل باهله ولکنه استحدث اهلا ببلدة اخری فلا یبطل وطنه الاول و یتم فیهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الی بلد و بقی له دور وعقار فی الاول قیل بقی الاول و طناله و الیه اشار محمد فی الکتاب کذافی الزاهدی (عالمگیری ص ۱۵۱)(۲) اور محض کسی شہر کا مولد و مسکن ہونا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ یدل علیه قوله علیه السلام هل ترك لنا عقیل منزلا (رواہ بخاری)(۳)

---

(۱) (بیان الوطن الأصلي والإقامة ۱/ ۲۳۸ ط مکتبه حقانیه ملتان)
(۲) (الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱/۱٤۲ ط ماجدیه کوئٹه)
(۳) (باب توریث دور مکة و بیعها و شرائها کتاب المناسك ۱/۲۱٦ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
(۲) کار ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) (۱) ایک شخص جہاز میں نوکر ہے آج یہاں کل وہاں ایسا شخص قصر پڑھے یا پوری نماز ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی ہی نوکری ہے اور یہی کام ہے۔

(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چار پانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری خواہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کرکے نکلنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے(۱) خواہ وہ نکلنا دوامی طور پر ہوتا ہو یا گاہے گاہے اور خواہ ملازمت کے سلسلے میں ہو یا تجارت و سیاحت کے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وهذا كله ظاهر والله اعلم وعلمه اتم واحكم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سکھلیڑہ تحصیل جانسٹھ ضلع مظفر نگر میں واقع ہے اور موضع بانسری و کھیڑہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضعات مذکورہ شہر دہلی کے مابین پچاس کوس یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سکھلیڑہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھائی محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضعات مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئولہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سکھلیڑہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو جتنی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا لوٹانا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوۃ استدلال کرنا چاہا اور

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرين (عالمگیریة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ۱/۱۳۹ ط ماجدیه)

اختیار کرنا چاہیے آسانی ریل [illegible] سے سفر کرنے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پڑتا ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور مکان سے اس کی ملازمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دورہ کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت بعیدہ ہو جاتی ہے اور کہیں [illegible] ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۳ حاجی محمد [illegible] صاحب (جونپور) ٦ ربیع الاول ۱۳۵٦ھ م ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵٦۵) جس راستے سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳٦ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی بستی سے نکلتے ہی قصر پڑھنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہوگا وہاں سے ۳٦ میل کا ارادہ کرکے چلنے پر مسافر ہو جائے گا (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے

(سوال) زید سفر کے لئے اپنے گھر سے چلا نئی دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵٦٦) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۲)

ہمیشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم تیس پچیس آدمی [illegible] مراد نگر ضلع میرٹھ چھاپہ فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع لاہور سے ہے جب ہم [illegible] سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مراد نگر اس طرح قیام کریں گے کہ اکثر رات کو مراد نگر میں رہیں گے [illegible] وہاں سے دو چار کوس پر چھاپہ فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور کبھی وہیں گاؤں میں رہ جائیں گے مراد نگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی آس پاس آتے جاتے رہنے کا پہلے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(۱) فاذا قصد بلدۃ والی مقصدہ [illegible] مسیرۃ ثلاثۃ [illegible] والآخر دونها فسلك الطريق الابعد كان مسافرا عنده وان سلك الاقصر [illegible] الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱ / ۱۳۸ ط ماجدیہ) ومن خرج من موضع اقامته قاصدا مسيرة ثلاثة [illegible] من القصر [illegible] صلى الفرض الرباعي ركعتين الخ (التنویر وشرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۱ تا ۱۲۳ ط سعید)

(۲) کیونکہ قصر کے لئے اپنی بستی [illegible] ومن خرج من عمارة موضع اقامته من جانب خروجه وان لم يجاوز من الجانب الآخر الخ (التنویر [illegible] باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۱ ط سعید

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع بجنور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵٦۷) یہ لوگ گھر سے سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟
(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو جبکہ مقیم ہو یا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں ؟
(۲) مغرب کی نماز سفر میں قضا ہو گئی اور رات کو وقت گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے ؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵٦۸) (۱) ہاں دو رکعتیں جہری یعنی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)
(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں (۳) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟
(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے ؟
(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر تھا اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہئیں سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے ؟
(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے ؟
(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری ؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(۱) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر' کذا فی الهداية (عالمگیریه' باب صلاة المسافر ۱/۱۳۹ ط ماجدیه)
(۲) واما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم الخ (الدر المختار' باب صلاة المسافر ۲/۱۳۰ ط سعید) والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ ویقضی اول صلاته فی حق القراءة وآخرها فی حق التشهد الخ (الدر المختار' باب الامامة ۱/۵۹٦ ط سعید)
(۳) واحترز بالفرض عن السنن والوتر وبالرباعی عن الفجر والمغرب (رد المحتار' باب صلاة المسافر ۲/۱۲۳ ط سعید)

(جواب ۵۶۹) (۱) مسافر امام کے مقتدی مقیم ہوں تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی دو رکعتیں پوری کریں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں۔(۱)
(۲) سفر کی قضا نماز قصر ادا کرنی چاہئے۔(۲)
(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی ضروری نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

(سوال) ملازمین ریلوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے لے کر ڈیڑھ سو میل تک ہوتا ہے اور وہ لوگ دوسرے یا تیسرے یا چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۰ نبی احمد خاں (آگرہ)
۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں وہ قصر کریں گے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے
(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں
(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) (۱) ایک شخص "[illegible]" جو کافی عرصے سے یعنی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے کلکتہ جاتا ہے وہاں جا کر وہ قصر نماز پڑھتا ہے چار پانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہیے؟
(۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ کسی امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دو رکعت پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیرا اور مقتدیوں نے بھی سلام

---

(۱) وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فاذا قام المقيم الى الاتمام لا يقرأ (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۲۹ ط سعيد)
(۲) والقضاء يحكي اى يشابه الاداء سفرا و حضرا لانه بعد ما تقرر لا يتغير الخ وفي الشامية اى لو فاتته صلاة السفر و قضاها في الحضر (باب صلاة المسافر ۲ / ۱۳۵ ط سعيد)
(۳) ويأتي المسافر بالسنن ان كان في حال امن وقرار والا بان كان في خوف و فرار لا يأتي بها الخ (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۲ / ۱۳۱ ط سعيد)
(۴) ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الاقامة في بلدة او قرية الخ (عالمگیریة الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱ / ۱۳۹ ط ماجديه)

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دو رکعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دو رکعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر سجدہ سہو کے ہو گئی یا نہیں ؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سہو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا ہے دہلی کی کام کی وجہ سے سہارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی واپس دہلی آ کر وہ اتنے ایام کی نماز جو سفر میں گزرے قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا ؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین دہلی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں اگر اس نے وطن اختیار نہیں کیا تو جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا(۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی(۲)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام سے تخلف کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سہو کرنا واجب تھا(۳)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دو رکعت قضا کی جائیں(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوکری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی جگہ مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دورہ کرتا ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جائیں تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں ؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل کے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے(۵) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب) (از مولانا سید نعیم الدین صاحب مجددی نقشبندی دارالافتاء جامع مسجد ناخدا کلکتہ) ہو الموفق۔

---

(۱) ... ووطن الإقامة يبطل بوطن الإقامة و بإنشاء السفر هكذا في التبيين (عالمگيرية صلاة المسافر ۱/۱۴۲ ط ماجدية)

(۲) ويفسدها التكلم وهو النطق بحرفين أو حرف مفهم الخ (التنوير وشرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۱۳ ط سعيد)

(۳) ولو سلم الإمام قام إلى القضاء ... إن كان عمداً فسدت وإلا لا ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه وإن سلم بعده لزمه لكونه منفرداً الخ (الدر المختار باب سجود السهو ۲/۸۲ ط سعيد)

(۴) والقضاء يحكي أي يشابه الأداء سفراً وحضراً لأنه بعد ما تقرر لا يتغير الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافر ۲/۱۳۵ ط سعيد) (۵) من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة الخ (التنوير وشرحه باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱، ۱۲۲ ط سعيد)

مجیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں در مختار (۱) ص ۷۳۷ ج ۱ میں ہے۔ فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل من نصف شهر او نوی فيه لكن في غير صالح كبحر انتهى لہذا تحقیق یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملاح وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ ردالمحتار (۲) ص ۷۳۷ ج ۱ قال فی المجتبی والملاح مسافر الا عند الحسن و سفينة ليست بوطن آه بحر .وظاهره ولو كان ماله واهله معه فيها ثم رايته صريحا في المعراج انتهى والله اعلم.

کتبہ السید محمد نعیم الرحمان [illegible] عفا اللہ عنہ ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الجواب ۵۷۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے کوئی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چاہے ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہوگا اس کی دلیل یہ ہے۔ واما الثانی (ای شرط القصر) فهو ان يقصد مسيرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غير قصد الى قطع مسيرة ثلثة ايام لا يترخص انتهى (بحر الرائق) (۳) سوال میں بھی اس امر کی تصریح تھی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتہً ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت ملنے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گرد و نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آنے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہئے اور تاوقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کرکے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

---

(۱) (باب صلاة المسافر ۲/۱۲۵ ط سعید)
(۲) (باب صلاة المسافر ۲/۱۲۶ ط سعید)
(۳) (باب المسافر ۲/۱۳۹ ط بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عمیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہنا حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ واشار المصنف الی ان النیة لا بدان تکون قبل الصلوۃ ولذا قال فی التجنیس اذا افتتح الصلوۃ فی السفینة حال اقامة فی طرف البحر فنقلها الریح وھو فی السفینة ونوی السفر یتم صلوۃ المقیم عند ابی یوسف خلافا لمحمد انتھی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہوتا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کردی گئی۔

اور تمام فقہائے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر و فی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ من حاور بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطا ثلاثة ایام فی بر او بحر او جبل انتھی یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (ناتمام)

دسواں باب
قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز بجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ بدعت اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۲) ہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

---

(۱) (باب المسافر ۲/۱۳۹ ط بیروت' لبنان)
(۲) وما نقل أن الإمام قضى صلاة عمره [illegible] لم يصح ذلك عن الإمام [illegible] فدرجه كراهة القضاء' لتوهم الفساد (رد المحتار' باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۷ ط سعيد [illegible] في النهر المحتار [illegible] كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره" الخ (باب قضاء الفوائت ۲/۷۶ ط سعيد)

تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کرے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بلوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح ہر روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے، توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معاف ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۵۸ مجید الدین آخوند بمبئی ۷ ۲ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کرکے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟

(سوال) فائتہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور بے ترتیب ادا کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۷۶) فائتہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کر لے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں .

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے پنج وقت نمازی کے واسطے ہے یا ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) في حكم الواجب بالأمر وهو نوعان اداء وهو تسليم عين الواجب بسببه إلى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عنده (حسامي فصل في حكم الواجب ص ۳۷ ط) التأخير بلا عذر كبيرة لا تزال بالقضاء بل التوبة (درمختار) قال الشامي " أي بعد القضاء اما بدونه فالتاخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء الفوائت ۲/۶۲ ط سعيد)

(۲) لأنه عليه السلام أخرها يوم الخندق ثم الأداء ... ذلك أن المشركين شغلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الخندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فامر بلالا فأذن ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ۲/۶۲ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم مدنی صاحب۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز بے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا ناجائز ہے۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ بیچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر)
۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یقینی طور پر قضا ہوں ان کو جس قدر جلد پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر وہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضا یقینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مشرقی خاندیس)
(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری
(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے(۴) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا ظہر کی

---

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنهي وما نقل أن الإمام قضى صلاة عمره الخ (الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۷ ط سعید)
(۲) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوں اور نفل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے ویکرہ أن یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الخ (هداية باب المواقيت الصلاة ۱/ ۸۵' مکتبہ شرکۃ علمیہ' ملتان) کثرت الفوائت نوی أول ظهر عليه او آخره الخ (الدر المختار باب قضاء الفوائت ۲/ ۷۶ ط سعید)
(۳) وكره نفل ... بعد صلاة فجر و صلاة عصر ... ولا يكره قضاء فائتة ولو وترا (التنوير و شرحه كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۵' ط سعید)
(٤) ولا تعاد عند توهم الفساد (الدر المختار باب الوتر والنوافل ۲/ ۳۷ ط سعید) كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه او آخره الخ (الدر المختار' باب قضاء الفوائت ۲/۷٦ ط سعید)

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائتہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبروار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے ؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں' سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں' اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

قضائے عمری کی حقیقت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ ادا مختلف ہے بعض پانچ نمازیں باذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل با جماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نویت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتابوں کا نام فتاویٰ واجدین لکھتے ہے جس میں لکھا ہے کہ "ہر کہ ایں نماز نہ گزارد ضال و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است" اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ "یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے"

اور ایک حدیث شریف ابو داؤد ص ۱۲۵ مطبوعہ قادری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ "کل صلوۃ لا یتمھا صاحبھا تتم من تطوعہ" اور نفل با جماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل با جماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی عجم میں چونکہ اکثر لوگ انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے عجم کے واسطے اس میں جماعت اولیٰ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل با جماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔

(جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل با جماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہؓ کے قول یا فعل سے

---

(۱) کثرت الفوائت نوی أول ظهر علیه أو آخره الخ (الدر المختار' باب قضاء الفوائت' ۲/ ۷٦ ط سعید)

ثابت ہے نہ مجتہدین امت سے منقول ہے، کسی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ "ہر کہ انکار ازیں نماز کند ضال و مضل است واز دائرہ اسلام خارج است" تو وہ کتاب یقیناً اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جا سکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو اختیار کی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے؟ ابوداؤد والی روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادت میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرما دے گا نماز ہو یا روزہ زکوٰۃ ہو یا حج اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کر دی گئی ہے (مثلاً تراویح و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا ذکر کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو کراہت کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام وہی ہے جو اصول شرعیہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام بدعات ظاہر نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شریعت کے خلاف ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور بے اصل اور ناقابل اعتماد اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز یہ معاملہ تو توقیفی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہئے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔(۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنهي الخ (الدر المختار، باب الوتر والنوافل ۲ / ۳۷ ط سعید)

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر اوقات خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا کفارہ ہے کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کرتے ہیں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے شرعاً بے اصل ہے اور اصول شرعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب الترک ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

کنوئیں سے مرا ہوا جانور نکلا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنوئیں میں سے کوئی جانور پھولا پھٹا نکلے تو سارا پانی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے آیا قضا کے لفظ کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟

المستفتی (۲) مولوی عبدالرؤف خاں ۔ جگن پور

(جواب ۵۸٤) تین دن کی نمازوں کے اعادہ کا حکم مفتی بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ناپاک قرار دیا جائے گا(۲) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کہنا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

گیارہواں باب
(نماز وتر و دعائے قنوت)

امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں امام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی لقمہ دیتے رہے اور اللہ اکبر کہا تو امام رکوع سے واپس ہو کر دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرکے آخر میں سجدہ سہو کرلیا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) راجح یہ ہے کہ نماز سب کی ہوگئی(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) قال في العتبية عن ابي النصر فيمن يقضي صلوات عمره من غير انه فاته شيء يريد الاحتياط فان كان لاجل النقصان والكراهة فحسن وان لم يكن لذلك لا يفعل (عالمگیریة، باب قضاء الفوائت: ۱/ ۱۲٤ ط ماجدیه)

(۲) ويحكم بنجاستها من وقت الوقوع ان علم والا فمذ يوم وليلة ان لم ينتفخ ولم يتفسخ ومذ ثلاثة ايام ولياليها ان انتفخ او تفسخ استحسانا وقالا من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله قيل وبه يفتى (التنوير وشرحه، كتاب الطهارة، فصل في البئر: ۱/ ۲۱۹ ط سعيد)

(۳) كما لو سها عن القنوت فركع فانه لو عاد وقنت لا تفسد على الاصح (رد المحتار، باب سجود السهو ۲/ ۸٤ ط سعيد)

فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے .

(سوال) ایام رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (ڈونگر پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت یوں پڑھی جاتی ہے؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا ثابت ہے اسی طرح پڑھنی چاہئے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کچھ رکعات تراویح رہ جائیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے چند رکعت تراویح کی رہ گئیں اور چند باقی رہ گئیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وتروں میں شامل ہو جانا چاہئے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہئے بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بقیہ رکعت تراویح کی بعد میں پڑھ لے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا' دوسری میں اذا جاء اور تیسری

---

(۱) ولو ترکها لکن هل یصلی الوتر بجماعة فیراجع قوله فیراجع قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لأنها تبع أن یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لأنه لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوی علی الدر المختار' باب الوتر والنوافل' بحث فی التراویح ۱/ ۲۹۷ ط بیروت)

(۲) عن أبی بن کعب أن رسول الله ﷺ کان یوتر فیقنت قبل الرکوع (ابن ماجه' سنن' ص ۱۲۷ ط امدادیه ملتان) و یکبر قبل رکوعه ثالثا رافعا یدیه و قنت فیه الخ (تنویر الأبصار' باب الوتر والنوافل ۲/ ۶ ط سعید)

(۳) ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده فی الأصح فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلی ما فاته الخ (التنویر و شرحه' باب الوتر والنوافل ۲/ ۴۴ ط سعید)

میں قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی ؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف تبت چھوڑنا بہتر نہیں خلاف اولیٰ ہے دوسری میں تبت پڑھے اور تیسری میں قل ھو اللہ احد ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے
(۲) وتر واجب ہے یا نہیں ؟
(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے
(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض ؟
(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں ؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض ؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۲ محمد ولی اللہ صاحب (پٹنہ سٹی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے (۲)

(۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہؒ سے تین روایتیں ہیں (۳) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر واجب ہیں اور نوح بن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب راجح یعنی وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے (۴) مگر دوسری روایت سنیت اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں اگرچہ مستحق ملامت ان کے نزدیک بھی ہے۔

(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور سنیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمدؒ نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے (۵)

---

(۱) ویکرہ تنزیھاً اجماعاً ان ثلاث سنت ان تقارب طولاً و قصراً و لا اعبر الحروف والکلمات ویکرہ الفصل سورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوساً الخ (التنویر و شرحہ فصل فی القراءۃ ۱/۵۴۲ تا ۵۴۶ ط سعید)

(۲) ان السنۃ المؤکدہ والواجب متساویان رتبۃ فی استحقاق الاثم بالترک الخ (رد المحتار باب العیدین ۲/۱۷۷ ط سعید) ھو (الواجب) فی عرف الفقھاء عبارۃ عما ثبت وجوبہ بدلیل فیہ شبہۃ ویستحق بترکہ عقوبۃ لولا العذر (قواعد الفقۃ ص ۵۳۹ ط الصدف پبلشرز کراچی)

(۳) عن ابی حنیفۃؒ فی الوتر ثلاث روایات فی روایۃ فریضۃ و فی روایۃ سنۃ مؤکدۃ و فی روایۃ واجب (عالمگیریۃ الباب الثامن فی صلاۃ الوتر ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ)

(۴) ان السنۃ المؤکدۃ والواجب متساویان رتبۃ فی استحقاق الاثم بالترک الخ (رد المحتار باب العیدین ۲/۱۷۷ ط سعید)

(۵) قال فی التنویر "تجب صلاتھما علی من تجب علیہ الجمعۃ الخ (باب العیدین ۲/۱۶۶ ط سعید)

پندرھواں باب
رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا ایک؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے امام دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہو گی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۷ ۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامة کذا فی الزاهدی (فتاوی عالمگیری)(۱) اگر مقتدی کا ایک سجدہ رہ گیا تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دینے سے نماز نہیں ہوتی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ اولیٰ میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھا رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔(۳)

رکوع میں "ربی العظیم" کی بجائے "ربی الکریم" پڑھنا

(سوال) رد المحتار شامی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی احکام زلۃ القاری میں ہے کہ رکوع میں اگر سبحان ربی **العظیم** کی ظ برابر ادا نہ ہو سکے تو اس کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ظ برابر نہ ادا ہونے سے عزیم پڑھا جاتا ہے اور عزیم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا [illegible]

---

(۱) الباب الرابع الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ ۱ / ۷۰ ط ماجدیہ

(۲) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منهما شرط الخ الدر المختار قال فی الرد لو لم یضع شیئا من القدمین لم یصح السجود الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۱ / ۴۴۷ ط سعید)

(۳) وتاخیر قیام الی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدر رکن الخ (التنویر وشرحه باب سجود السهو ۲ / ۸۱ ط سعید)

یعنی آخر والی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ بحکم امام کے پیچھے ہے پھر دو رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے(۱) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں کس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی اتباع کرنی لازم ہے تو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التحیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نماز ی کرنے کو دو مرتبہ کی واتحیات پھر پڑھنی لازم ہے یہ جماعت میں جب مقتدی شامل ہو گا تو کس وضع سے ختم ہو گا۔
المستفتی نمبر ۲۲۸ محمد صالحین نصد بازار دہلی ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء
(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التحیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی احتمال کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التحیات پڑھنی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے ؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہو تو تب قاری کی پہلی رکعتیں بھری ہوں گی یا خالی؟ المستفتی نمبر ۲۲۹ شہباز خاں (ضلع کرنال) ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء
(جواب ۶۷۵) پچھلی دو رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوئیں جب اپنی دو رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

آخری دو رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دو رکعت نماز ادا کر چکا ہے دو رکعت

---

(۱) واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها ... حكمه حكم المؤتم فلا ياتي بقراءة و يبدأ بقضاء ما فاتته عكس المسبوق (تنوير وشرحه) هذا بيان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق ... ثم يصلي الركعة التي سبق بها بقراءة الفاتحة و سورة (رد المحتار باب الإمامة ۱/۵۹۴ ط سعيد)
(۲) و منها انه يقضي اول صلاته في حق القراءة و آخرها في حق التشهد حتى لو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة فيكون ثلاث قعدات الخ (عالمگيريه باب الجماعة فصل في المسبوق و اللاحق ۱/۹۱ ط ماجديه)
(۳) والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثني و يتعوذ و يقرأ وان قرأ مع الامام لعدم الاعتداد بها لكراهتها ... فيما يقضيه ... ويقضي اول صلاته في حق قراءة و آخرها في حق تشهد الخ (التنوير و شرحه باب الامامة ۱/۵۹۶ ط سعيد)

پڑھے یا بغیر سورت کے؟
(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دو رکعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ[1]

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت ملی اب پچھلی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قرأت پڑھے؟
(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دو رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قرأت کرے۔[2] محمد کفایت اللہ

بیسواں باب
قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم
(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مداومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے یہ قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے یا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ نیز بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کسی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے اور ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے تاہم اس سے جھگڑا کرنا اچھا نہیں۔[3] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
(سوال) قنوت نازلہ جو حادثات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی

---

(۱) والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ ويقرأ ... فيما يقضيه ... أول صلاته في حق قراءة وآخرها في حق تشهد الخ (التنوير وشرحه باب الامامة ۱ / ۵۹۶ ط سعيد)
(۲) ويقضي أول صلاته في حق قراءة وآخرها في حق تشهد الخ
(۳) قال أبو جعفر الطحاوي : إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية، فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به فعله رسول الله ﷺ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب في قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعيد)

ہے زید کہتا ہے کہ قنوت نازلہ اب نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر اللہ پاک نے لیس لك من الامر شئی آیت نازل فرماکر منع کردیا تو آپ نے پڑھنی چھوڑدی۔ ثبوت میں زید ابو مالک اشجعی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالک الاشجعی قال قلت لابی یا ابت قد صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی ههنا بالکوفة نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای بنی محدث (رواہ الترمذی(۱) والنسائی و ابن ماجة) اس کے علاوہ بڑے بڑے حادثات ہوئے حضرت حسینؓ کا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ المستفتی نمبر ۲۹۰۲ مولوی نور حسن دہلی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م یکم جولائی ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۹) قنوت نازلہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفائے راشدینؓ نے حضور اکرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی آیہ کریمہ لیس لك من الامر شئی کے نزول سے قنوت نازلہ کی ممانعت نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازلہ میں بعض کفار کے نام لے کر بددعا کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر بددعا نہ کی جائے بخاری شریف(۲) میں یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں انه سمع رسول الله ﷺ اذا رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر یقول اللهم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد فانزل الله لیس لك من الامر شئی الی قوله فانهم ظالمون (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کے بعد کہتے یا اللہ فلاں اور فلاں اور فلاں کو مخصوص لعنت کر تو یہ آیت اتری۔ بخاری(۳) کی دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بددعا فرماتے تھے۔ وہ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام تھے اور یہ تینوں ایمان لے آئے تھے شاید اسی لئے حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی کا نام لے کر بددعا کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کسی کا نام لے کر قنوت میں بددعا نہیں کی لیکن کافر قوم کے لئے یا عموماً کافروں کے لئے بددعا کرنی منع نہیں ہے ایسی بددعا تو قرآن مجید میں موجود ہے الا لعنة الله علی الظلمین . اور حضرت ابو مالک اشجعیؓ کی روایت قنوت نازلہ کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دائمی قنوت کے متعلق ہے وہ بے شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازلہ جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے جن میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت اوپر بیان کی جاچکی ہے اور خلفائے راشدین سے متعلق فتح القدیر میں حافظ ابن ہمام نے ذکر کیا ہے۔ قد روی عن

(۱) (مشکوۃ باب القنوت' الفصل الثانی' ص ۱۱۴ ط سعید)

(۲) (باب قوله لیس لك من الامر شئی ۲: ۶۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (وعن حنظلة بن ابی سفیان سمعت سالم بن عبدالله یقول کان رسول الله ﷺ یدعو علی صفوان بن امیة و سهیل بن عمرو و الحارث بن هشام الحدیث (غزوة احد' باب لیس لك من الامر شئی ۲: ۶۵۵' ط قدیمی)

صدیقؓ انه قنت عند محاربة الصحابة مسیلمة و عند محاربة اهل الکتاب وکذلك قنت عمر وکذا علی فی محاربة معاویة و معاویة فی محاربته (۱) اور فتح القدیر میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ وابا بکر و عمر و عثمان و علیا قنتوا بعد الرکوع (۲) یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے پس اس طرح میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین کے بعد اور بہت سے صحابہ کرام سے نقل کیا جاتا ہے پس یہ جواز صحیح اور ثابت اور قابل عمل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں

(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مراد خلیفۃ المسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدینؓ سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایات فقہیہ قنت الامام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۷۵ غلام محمد امام مسجد قادر پور ضلع ملتان۔ ۹ شوال ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۹۰) قنت الامام میں امام سے مراد خلیفۃ المسلمین یا امیر المومنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شامی میں مذکور ہے۔ وظاهر تقييد هم بالامام انه لا يقنت المنفرد وهل المقتدى مثله ام لا (۳) یعنی فقہ کی روایت میں قنوت و امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی کی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفۃ المسلمین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفۃ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام نہ پڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے (۴) وہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام اور مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہئے ہاتھ باندھ کر پڑھنا یا آمین بالجہر کہنا بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) فتح القدیر باب صلاۃ الوتر ۱ / ۴۳۴ ط مصر (۲) القنوت ۸ / ۸۳ ط مکتبہ التراث الاسلامی حلب
(۳) باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید (۴) قال الرحمتی والنازلة الشدیدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید)
(۵) انما لا يقنت عندنا فی صلاة الفجر من غير بلية ... والذی يظهر لی ان المقتدی يتبع امامه إلا اذا جهر فيؤمن وانه يقنت بعد الرکوع لا قبله الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۲ / ۱۱ ط سعید)

قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ براہ کرم ان امور کے متعلق تحقیقی جوابات مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جمہور ائمہ اور خصوصاً حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ ہاں قنوت دوامی جو فجر کی نماز میں امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوامی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیثیہ سے بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قنت رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ العتمۃ شہرا (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فلم یدع لہم فذکرت ذلک لہ فقال وما تراہم قد قدموا (ابوداود)[۱] (ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مظلوم قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کے لئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ مظلوم قیدی چھوٹ کر آگئے (ابوداود)

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھا نہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن انس بن مالک ان النبی ﷺ قنت شہرا ثم ترکہ (ابوداود)[۲] (ترجمہ) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ ﷺ شہرا متتابعا فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء وصلوۃ الصبح فی دبر کل صلوۃ اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الرکعۃ الاخرۃ یدعو علی احیاء من بنی سلیم علی رعل و ذکوان و عصیۃ ویؤمن من خلفہ (ابوداود)[۳] (ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینے تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو بنی سلیم کے قبیلوں رعل و ذکوان وعصیہ پر بددعا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے رہتے۔ او انہ لعدم وقوع نازلۃ[۴]

---

(۱) انما لا یقنت عندنا فی صلاۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت فتنۃ او بلیۃ فلا باس بہ فعلہ رسول اللہ ﷺ بحر (رد المحتار، باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلۃ ۲: ۱۱ ط سعید)
(۲) (باب القنوت فی الصلاۃ ۱: ۲۰۴ ط سعید)
(۳) (ایضاً) (۴) (باب القنوت فی الصلاۃ ۱: ۲۰۴ ط سعید)

تستدعی القنوت بعدها فتکون شرعیته مستمرة وھو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام وھو مذھبنا و علیه الجمھور (کبیری)(۱) (ترجمہ) یا حضور کا قنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہوا کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمہور قائل ہیں۔ قال ابن الھمام فی شرح الھدایة ان ھذا ینشئ لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ (الی قوله) وما ذکرنا من اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلھم ذلک بعده ﷺ (فتح القدیر)(۲) (ترجمہ) ابن ہمام نے فرمایا کہ وہ بیان ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (الی قولہ) اور خلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا تفق علماؤنا علی جواز القنوت عند النازلة (مرقاة)(۳) (ترجمہ) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (امام حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روی عن ابی بکرؓ انه قنت عند محاربة مسیلمة و کذا قنت عمرؓ وکذا علیؓ و معاویةؓ عند تحاربھما (غنیة المستملی)(۴) (ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ امام حنفیہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدین حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیر، کبیری، عینی شرح ہدایہ، طحاوی، مراقی الفلاح، درمختار، اشباہ و نظائر، بحر الرائق، نہایہ شرح ہدایہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ردالمحتار وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ سے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی گئی ہے رہی یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تینوں جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں ؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ شامی کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے، اور اسی کو صاحب شامی نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں صلوٰۃ

---

(۱) (صلاۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل)
(۲) (باب صلاۃ الوتر ۱/ ۴۳۴ ط بیروت' لبنان)
(۳) (باب القنوت ۳/ ۱۷۸ ' ط امدادیہ' ملتان)
(۴) (صلاۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل لاھور) (۵) قال ابو جعفر فقد یجوز ان یکون علی کان یری القنوت فی صلاۃ الفجر سائر الدھر وقد یجوز ان یکون فعل ذلک فی وقت خاص للسبب الذی کان فعله عمر من اجله الخ (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیره ۱/ ۱۷۲ ط سعید) قال ابو جعفر فذھب القوم الی اثبات القنوت فی صلاۃ الفجر الخ (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیره ۱/ ۱۶۸ ط سعید)

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیے تکبیر تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک دعا کی طرح رکھنا چاہیے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمد کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسا کہ اکثری تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نازلہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری)(۱)

مغرب کی تیسری رکعت عشاء کی چوتھی رکعت فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں دعائے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللھم اھدنا فیمن ھدیت الخ

جو شخص تنہا نماز پڑھتے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی جو فقہاء کے اس قول سے کہ یہ قنوت للامام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے کیونکہ قنوت میں اصل یہی ہے کہ وہ جماعت سے ادا کی جائیں اور منفرد کے حکم سے ساکت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد اعزاز علی غفرلہ۔ خاکسار سراج احمد رشیدی۔ حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر اصغر حسین حسنی عفی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔

موجودہ یاس انگیز حالات میں قنوت نازلہ ہر مسجد میں ہونی چاہیے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جہری نمازوں میں معتاد اکثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے مناسب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسفؒ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے مناسب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ دعائے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محلہ پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ . ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات

فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

حامداً ومصلیاً۔ قنوت عند المصیبۃ والحوادث العامہ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

---

(۱) (کتاب التفسیر، باب قولہ لیس لک من الامر شیء ۲/۶۵۵، ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

الفجر والے نسخے کے ہاں اور علامہ شامی نے تصحیح کی ہے اور اس کی تائید میں علامہ حلبی کی عبارت شرح منیہ سے نقل کی ہے حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلاۃ الفجر والے سے استدلال ہے اور علامہ حلبی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے اسی وجہ سے علامہ نے تصریح کردی کہ وهو صريح في ان قنوت النازلة عندنا مختص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آه (۱) اور اسی طرح سے علامہ طحطاوی نے در مختار کے حاشیہ میں بحر اور مراقی الفلاح کی عبارت نقل کرنے کے بعد والذى في ابى السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام في صلاة الفجر آه (۲) جس سے مقصود بیان مخالفت منقول عنہا تھی چہ ان دو نسخوں میں سے صلاۃ الفجر والے نسخہ کی صحت و ترجیح کے لئے عبارت امام طحطاوی سے اس کو مقابل رکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کردیا کہ والذى يظهر لى ان قوله في البحر وان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام في صلاة الجهر تحريف من الناسخ وصوابه الفجر آه (۳) اس سے صاف واضح ہو گیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے یونہی علامہ شامی نے بحر کے حاشیے میں بعد نقل عبارت حلبی یہ نص فرمایا کہ و مقتضى هذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر اس کے بعد یہ لکھا کہ ويخالفه ما ذكره المؤلف معزيا الى الغاية من قوله في صلاة الجهر و لعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ في حواشي مسكين وكذا في الاشباه وكذا في شرح الشيخ اسماعيل لكنه عزاه الى غاية البيان الخ (۴) اور طحطاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل کے علامہ حلبی کی عبارت کو نقل کرکے یہ فرمایا کہ فهذا صريح في تخصيص القنوت للنوازل بالفجر آه (۵) اور آں جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صلوات جہریہ میں قنوت نازلہ کا جواز علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اور سید طحطاوی نے مراقی الفلاح میں نقل فرمایا ہے الخ مولانا طحطاوی میں مجھے نہیں ملا بلکہ علامہ طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح میں جو عبارت شرح النقایہ کی نقل کی ہے اس میں صلاۃ الفجر کا صاحب مراقی الفلاح کے قول وهو مذهبنا و عليه الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت لحادثة وان خصصناه بالفجر لفعله ﷺ و عممه الجمهور في كل الصلوات آه (۶) جس سے صاف معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خلاصہ یہ کہ علامہ طحطاوی و شامی نے تائید و اثبات میں علامہ حلبی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور لفظ کانهم الخ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا

---

(۱) (رد المحتار' باب الوتر والنوافل' مطلب في القنوت للنازلة ۲/۱۱ ط سعید)
(۲) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة للطباعة والنشر' بیروت' لبنان)
(۳) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳' ط دار المعرفة' بیروت' لبنان)
(۴) (باب الوتر والنوافل ۲/۴۷ ط دار المعرفة' بیروت' لبنان)
(۵) (حاشية الطحطاوى على الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط بیروت)
(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷' ط مصر)

بلکہ خود علامہ حلبیؒ نے شرح منیہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے ویجوز عندنا ان وقعت فتنة او بلية ان
يقنت في الفجر قاله الطحاوي پس عبارت بحر و مراقی الفلاح جو غایہ سے نقل کرکے صلاۃ جہریہ کے
قائل ہوئے ہیں بسبب اختلاف نسخ کے مفید تعمیم صلاۃ جہریہ کی نہیں ہوئی تا وقتیکہ دلیل ہو کہ وہ عبارت
قابل ترجیح کے مفید تخصیص بفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بفجر کے سے امام طحاوی کا قول بلا کسی معارض و
مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیری میں ما قال الطحاوی اور بیری میں اس کی وجہ سے احتمال تعمیم کو قوی مر
کیا علاوہ ازیں آنجناب بھی تخصیص صلوات جہریہ کے بسبب روایات مختلف کے قائل ہیں پس مسلم
شریف کی حدیث کا جس میں لفظ انه قنت في صلاة الظهر ہے اختلاف کی طرف سے کیا جواب ارشاد
فرماتے ہیں کہ پس كانهم الخ کا محمول ہونا تخصیص بفجر کے لئے مضر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک
تخصیص بصلوۃ الجہر کے لئے مضر نہیں علاوہ ازیں یہ مسلم ہے کہ علامہ حلبی نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا
ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزماً قطعاً بیان کیا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں تحت قوله ولهما
انه منسوخ کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندي هذا على اطلاقه مسلم في غير النوازل واما عند
النوازل في القنوت في الفجر فينبغي ان يتابعه عند الكل لان القنوت فيها عند النوازل ليس
بمنسوخ على ما هو التحقيق كما مر واما في القنوت في غير الفجر عند النوازل كما هو
مذهب الشافعي فلا يتابعه عند الكل فان القنوت في غير الفجر منسوخ عندنا اتفاقا اه (۱) والسلام

مشتاق احمد عفا عنہ الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۴۰ھ

مدرسہ دار العلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ نامہ سامی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا بندہ مدرسے
کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مراقی الفلاح میں غایہ سے صلوۃ الجہر نقل کیا ہے اور علامہ شامی
نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسمٰعیل کے حوالے سے بنایہ شرح ہدایہ للعینی سے نقل کیا ہے اذا وقعت
نازلة قنت الامام في الصلوة الجهرية وقال الطحاوي لا يقنت عندنا في صلوة الفجر في غير بلية
اما اذا وقعت فلا باس به اه (۲) اور ظاہر ہے کہ بنایہ کی عبارت میں لفظ في الصلاة الجهرية میں صلاۃ
الفجر سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے اسی لئے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل في
المسئلة قولين فليراجع (۳) سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں قنت الامام في صلاة الجهر پر
لکھا ہے الذي في البحر عن الشمني في شرح النقاية معزيا للغاية اذا نزل بالمسلمين نازلة
قنت في صلوة الفجر اه (۴) حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ صلوۃ الجہر ہے نہ کہ صلوۃ الفجر

(۱) (منحة الخالق' باب الوتر والنوافل ۲/۴۸ ط دار المعرفة للطباعة والنشر' بیروت)
(۲) (ایضاً) (۳) (ایضاً) (۴) (باب الوتر ص ۲۲۶' ط مصر)

نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر، مغرب اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکعت میں سورۃ پڑھتے ہوئے ایک آیت کو دوبارہ پڑھتے بھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۷۰۴) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہو کہ آیت کی تکرار فرض میں کرنا مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تلاوت اجتماعاً

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہئے خواہ مسجد میں کریں یا کسی اور جگہ کریں(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت گرمی کی وجہ سے ننگے سر رہنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سہو امام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھول جائے یا غلط پڑھے یا رک جائے تو ان باتوں سے سجدہ سہو نہیں آتا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) ولو كرر آية واحدة مرارا إن كان في التطوع الذي يصليه وحده فذلك غير مكروه وإن كان في الفريضة فهو مكروه وهذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به الخ (حلبي كبير، تتمات فيما يكره من القرآن ص ٤٩٤ ط سهيل)

(۲) ويكره للقوم أن يقرؤوا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والإنصات المأمور بهما الخ (عالمگيرية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ ٥/٣١٧ ط ماجديه)

(۳) ولا يجب السهو إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه الخ (عالمگيرية، الباب الثاني عشر في سجود السهو ١/١٢٦ ط ماجديه)

(۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے
(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا
(۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز جہری اکیلے پڑھی اور قراءت بجہر کی یا اس کی نماز ہو گئی؟
(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں بول سکتا ہے یا نہیں؟
(۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءت پڑھی اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟
(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا دعا ہے؟

(جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہو گئی فجر مغرب اور عشاء کی نماز تنہا پڑھنے والا بھی بالجہر پڑھ سکتا ہے(۱)
(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہئے(۲)
(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو نہ کرے تو لوٹانا واجب ہے(۳)
(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءت میں سہو ہو جائے اور امام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھی امام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے لینے سے نماز فاسد

---

(۱) قال في التنوير وشرحه: ويجهر الإمام في الفجر وأولى العشاءين أداء وقضاء ... ويخير المنفرد في الجهر وهو أفضل الخ (باب صفة الصلاة ۱/۴۳۳ ط سعيد)
(۲) وكما تعوذ سمّى سراً في أول كل ركعة الخ (التنوير وشرحه باب صفة الصلاة ۱/۴۹۰ ط سعيد)
(۳) فهي قراءة الفاتحة والسورة فإذا ترك الفاتحة في الأوليين أو أحدهما يلزمه السهو (عالمگيرية الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۶ ط ماجديه)
(۴) قال رسول الله ﷺ: والذي نفسي بيده ما أنزلت في التوراة ولا في الإنجيل ولا في الزبور ولا في الفرقان مثلها وإنها سبع من المثاني والقرآن العظيم الذي أعطيته هذا حديث حسن صحيح (ترمذي فضل فاتحة الكتاب ۲/۱۱۵ ط سعيد)

دشوار ہے تو اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ[1]

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں "سورہ الم ترکیف" اور دوسری رکعت میں ارایت الذی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصداً پڑھنا تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بلا قصد اتفاقی ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا سبب ثواب ہے آیا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کی نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مہتم بالشان امر ہے حضرت حق تعالیٰ نے آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون[3] میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ الم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی[4]

کتب سماویہ میں تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ سے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

---

(۱) واما القراءة فلقدر عليه كما سيجئ (الدر مختار) ، وقراءة الفاتحة والسورة أو ثلث آيات فهي واجب أيضاً (رد المحتار، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة ۱/ ۴۴۶ ط سعید)

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً إلا إذا ختم الخ (الدر المختار فصل في القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعيد)

(۳) (سورة الحجر ۹)

(۴) (ترمذی، فضل القرآن ۲/ ۱۱۹ ط سعید)

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو بلکہ جب کہ خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا جب کہ خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ راجح و فائق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطالب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بائیسواں باب
فاتحہ خلف الامام' رفع یدین' آمین بالجہر' بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟
(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
(۳) مقتدی آمین سراً کہے یا جہراً؟
(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ اور ناف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح سے ہو۔
(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا اولیٰ ہے؟ جواب حدیث صحیح سے ہو۔
(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کہنی چاہئے یا باآواز بلند؟ آہستہ کہنا اولیٰ ہے یا آواز سے۔
(۴) نماز میں رفع یدین قبل الرکوع اور بعد الرکوع کرنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس لئے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسی ابن عمیر عن علقمة بن وائل ابن حجر عن ابیه قال رایت النبی ﷺ یضع یمینه علی شماله تحت السرة انتهی کذافی اثار السنن (۱) بخاری و مسلم میں نہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔
(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی موسی قال علمنا رسول الله ﷺ قال اذا قمتم الی الصلوٰة فلیأمکم احدکم واذا قرأ الامام فانصتوا رواہ احمد و مسلم (اثار السنن) (۲) و عن جابر قال قال رسول الله ﷺ من کان له

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرة' ص ۶۹ ط امدادیه' ملتان)
(۲) (باب فی ترك القراءة خلف الإمام فی الجهریة ص ۸۶ ط امدادیه)

امام فقراء ۃ الامام له قراء ۃ رواہ الحافظ احمد بن منیع فی مسندہ و محمد بن الحسن فی الموطا والطحاوی والدار قطنی واسنادہ صحیح (آثار السنن) (۱)

(۳) آمین آہستہ کہنا اولیٰ ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجرؓ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین واخفی بھا صوتہ الحدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد الطیالسی والدار قطنی والحاکم وآخرون واسنادہ صحیح (آثار السنن) (۲)

(۴) رفع یدین رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہئے اور اس کے لئے یہ حدیث دلیل ہے۔ عن علقمة قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ رواہ الثلثة وھو حدیث صحیح (آثار السنن) (۳) وفی التعلیق الحسن صححہ ابن حزم وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن (۴) انتھی واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فاتحہ خلف الامام کا حکم

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں عبادہ بن صامت والی حدیث پیش کرتا ہے اور عمر کہتا ہے کہ پڑھنا نہیں اور استدلال میں سورہ اعراف والی آیت مع حدیث پیش کرتا ہے کس کا دعویٰ حق ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۲۵ قاضی منیر حسن صاحب (دہلی)

۹ شعبان ۱۳۵۳ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے مذہب میں مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے حضرت عبادہ کی حدیث کو منفرد کے حق میں ہے مقتدی کے واسطے من کان له امام فقراء ۃ الامام له قراء ۃ (۵) کی روایت ہے اور مسلم شریف کی روایت واذا قرأ فانصتوا کی روایت ہے (۶) میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا نہ اس کا قائل ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) (باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الصلوات کلها ص ۸۸ ط امدادیہ)
(۲) (باب ترک الجھر بالتامین ص ۹۷ ط امدادیہ)
(۳) (باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ص ۱۰۴ ط امدادیہ)
(۴) (باب رفع الیدین عند الرکوع ۱ / ۵۹ ط سعید)
(۵) (باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الصلوات کلها ص ۸۸ ط امدادیہ)
(۶) (باب التشھد فی الصلاۃ ۱ / ۱۷۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

سند حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان سورۃ من القرآن ثلاثون آیۃ الی قولہ وھی تبارک الذی بیدہ الملک یعنی قرآن مجید کی تیس آیتوں والی ایک سورت ہے پھر فرمایا وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے اور تبارک الذی میں بسم اللہ کے علاوہ تیس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورت کا جزو نہیں ہے۔

ہاں بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں کی انتہا اور ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباس کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے قال کان النبی ﷺ لا یعرف خاتمۃ السورۃ حتی تنزل بسم اللہ الرحمن الرحیم فاذا نزل بسم اللہ الرحمن الرحیم عرف ان السورۃ قد ختمت واستقبلت اوابتدئت سورۃ اخری (رواہ البزار باسنادین رجال احدھما رجال الصحیح - کذافی مجمع الزوائد)[1] یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورت کی انتہا نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہو جب بسم اللہ نازل ہوتی تو حضور ﷺ اس بات کو پہچان لیتے کہ یہ سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ بھی جہراً پڑھی جائے یا نہیں یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف فیہ ہے مگر صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے بسند صحیح جہر سے پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت یہ ہے کہ بسم اللہ کے طور پر جہر نہیں بلکہ آہستہ پڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم شریف[2] کی یہ روایت ہے عن انس بن مالک انہ حدثہ قال صلیت خلف النبی ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العلمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم اول قراءۃ ولا فی آخرھا

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابوبکر و عمر اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی یہ سب قرأت الحمد للہ رب العلمین سے شروع کرتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ ابتداء قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم[3] میں حضرت انس کی یہ حدیث بھی ہے۔ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی میں نے حضرت ﷺ اور ابوبکر اور عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور استہزاء کہتے تھے کہ محمد تو یمامہ کے خدا (یعنی مسیلمہ) کا نام

---

(۱) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۱۱۱ ط بیروت لبنان)
(۲) (باب حجۃ من قال " لا یجھر بالبسملۃ ۱/۱۷۲ ط قدیمی)
(۳) (ایضا)

سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم سمجھاتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہراً نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع الزوائد میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس کے راوی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر نے طبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وابا بکر و عمر و عثمان و علیا یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر اور عثمان و علی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ یعنی آہستہ پڑھا کرتے تھے مجمع الزوائد میں حضرت انسؓ سے یہ روایت طبرانی کی روایت کی طرح منقول ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابوبکر و عمر اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ رجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اسی مجمع الزوائد میں حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت علی اور عبداللہ (ابن مسعودؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل صحابی نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سنا تو پس تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو ترمذی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفائے راشدین اسی کے قائل تھے مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہت روایات ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھا جانا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہراً کہی یا سراً؟

سوال: (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخر ایام رحلت میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟ (۲) آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بعد فاتحہ خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی یا

(۱) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۱۱۱ ط بیروت)
(۲) (باب صفة الصلاة ۱/۲۹۲ ط مصر)
(۳) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۱۱۱ ط بیروت)
(٤) (ایضاً)
(٥) باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید)
(٦) والعمل علیہ عند اکثر اہل العلم من اصحاب النبی ﷺ منہم ابوبکر وعمر وعثمان و علی وغیرہم ومن بعدہم من التابعین (باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید)

ہے کیونکہ ہم قراءۃ امام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں بہ چند کہ ہم کو اس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں رہی مگر تبرعاً زیادتی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ امام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ من کان له امام فقراءة الامام له قراءة ہے کہ یہ منطوق صاف دلالت کرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض مانعین بحدیث یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے قوی ثابت ہو گئی اب اس میں کلام کی گنجائش نہیں رہی اور اگر بفرض اس کا کوئی طریقہ قوی نہ ہوتا سب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن لغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفحواہ الشریف دلالت کرتا ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضمناً آتی ہے یعنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ اولویت امام و استخلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہوگی وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلالت و شواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اصل میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ درصورت قراءۃ امام و مقتدی تکرار قراءۃ لازم آتی ہے اور اس پر آثار صحابہ بہت سے دال ہیں امام محمدؒ نے مؤطا میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ کہنا کہ حضرت عمر وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمر سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ مقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ ھذا ما حصل لی من تقریر مولانا الاعظم استاذی المکرم المولوی محمود حسن المحدث الدیوبندی ادام اللہ ظلہ علی رؤس الطالبین وقد بسط الکلام فیه مولانا المقدس.

تئیسواں باب
ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصداً کافر کا ستر دیکھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ جمالی (خاندیس)
۱۹ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳٤) قصداً کافر کا بھی ستر دیکھنا جائز نہیں بلا قصد نظر پڑ جائے اور فوراً نظر ہٹا لے تو گناہ نہیں(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہباً اہل حدیث ہیں بہت زیادہ پابند سنت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کبھی کبھی امامت کرتے ہیں بدن پر ان کا یہ ہوتا ہے کہ لنگی اور کرتہ ہوتا ہے اور سر پر ایک رومال لپیٹے ہوئے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ آپ ٹوپی پہن کر آتے تو اچھا ہوتا اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔
المستفتی نمبر ۴۲۲ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵٤ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قمیص پہنے ہوئے ہو اور لنگی اور سر پر رومال بندھا ہوا ہو تو یہ نماز کے لئے کافی ہے اس میں نماز بلا کراہت جائز ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ننگے سر نماز کا حکم

(سوال) ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵٤ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) ننگے سر نماز پڑھنا جب کہ اگر تواضعاً و خشوعاً ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر بے پروائی اور لاابالی پنے سے ہو تو بکراہت نماز ہو جاتی ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوتی اس طرح باندھتا ہے کہ ستر عورت چھپ جاتا ہے لیکن [illegible] اور اس حالت

---

(۱) وينظر من الأجنبية ولو كافرة الى وجهها و كفيها فقط للضرورة (التنوير و شرحه كتاب الحظر والإباحة فصل في النظر والمس ٦/ ٣٦٩ ط سعيد)
(۲) والمستحب ان يصلي الرجل في ثلاثة اثواب قميص و ازار و عمامة (حلبي كبير فروع في الستر ص ۲۱٦ ط سهيل اكيدمي لاهور)
(۳) وصلاته حاسراً اي كاشفاً رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل واما للاهانة بها فكفر (التنوير وشرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٦٤١ ط سعيد)

آدھی آستین والی بنیان میں نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ عموماً بنیان پہنا کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کہنیاں کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے، حجاب کا ثبوت احادیث سے ظاہر ہے۔(۲)

چوبیسواں باب
متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوۃ عمداً کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے جیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مار مار کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حداً یا کفراً قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وتارکھا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قیل یضرب حتی یسیل منه الدم و عند الشافعی یقتل حداً وقیل کفراً انتهیٰ. (درمختار)(۳)

---

(۱) ولو صلی رافعاً کمیه إلی المرفقین کره الخ (عالمگیریه' باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ / ۱۰۶ ط ماجدیه)

(۲) و عن ام سلمة کانت عند رسول الله ﷺ و میمونة إذا قبل ابن ام مکتوم دخل علیه فقال رسول الله ﷺ احتجبا منه فقلت یا رسول الله ! ألیس هو اعمی لا یبصرنا ؟ فقال رسول الله ﷺ افعمیاوان انتما الستما تبصرانه' (ترمذی' باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال ۲ / ۱۰۶ ط سعید)

(۳) (کتاب الصلاة ۱ / ۳۵۲ ط سعید)

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیان حنفی ہیں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی صورت قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۲ محمد حسین صاحب ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرض یا ضعف) کی حالت میں کیا جاتا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہئے کہ وہ سجدہ سے اتنی دیر کر کے اٹھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہئے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ لگائیں بلکہ حتی الامکان اسے ادا کر کے جلد کھڑے ہو جائیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عیدگاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عیدگاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے لئے کسی ساعت یا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عیدگاہ دہلی

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسمانی حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معہودہ متوارث نہیں ہر شخص تنہا خود توبہ استغفار کرے اور گھر میں نماز پڑھے عیدگاہ میں اجتماع کی غرض شاید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلیان مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور ہر صاحب بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بشیر حسن (مالوہ) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے

---

(۱) ولنا حديث ابي هريرة ان النبي ﷺ كان ينهض في الصلاة على صدور قدميه وما رواه محمول على حالة الكبر ولان هذه قعدة استراحة الخ (هداية' باب صفة الصلاة ۱/ ۱۱۰ ط مكتبه شركة علميه' ملتان)

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی(۱) محمد کفایت اللہ

"اللہ اکبار" کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی باء کو جو فتحہ ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) باکا فتحہ کھینچنے سے اگر اکبار ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلی کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

---

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه و كثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه' وعليه الفتوى (التنوير و شرحه' باب صلاة المريض ' ۲/۹۹ ' ط سعيد)

(۲) "حلبی کبیر" میں اس کو مفسد صلوۃ کہا ہے : وإن قال الله أكبار لا يصير شارعاً وإن قال في خلال الصلاة تفسد صلاته قيل لانه اسم من اسماء الشيطان و قيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل و قيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أساء' و الاول أصح (ألاول تكبيرة الافتتاح' ص ۲۶۰ ط سهيل)

(۳) وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً الآية (جن: ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حديثاً أو شعراً أو خطبة أو مسئلة يكره (عالمگيرية' باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۰۰ ' ط ماجدية' كوئته)

کی جگہ اور مصلی کے قدم کے درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلی کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرنا جائز ہے

(جواب ۷۸٤) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا ناجائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو اور بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے
(۲) غیر مقلدین اہل السنتہ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں ؟
(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم
(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں
(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟
(۶) تراویح مع وتر تئیس رکعات مسنون ہیں
(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا
(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت
(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے
(الجمعیتہ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ناواقف تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بلکہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر تاڑی وغیرہ منشی و مسکر چیزیں پی جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تیس چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند بریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

---

(۱) و مرور مار فی الصحراء او مسجد کبیر بموضع سجوده فی الأصح أو مروره بین یدیه إلی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فإنه کبقعة واحدة مطلقا الخ (التنویر و شرحه) و فی الشامیه :" أنه قدرما یقع بصره علی المار لو صلی بخشوع ای رامیا بصره إلی موضع سجوده الخ (باب ما یفسده الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۳۶" ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔
(۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں ؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں ؟ (۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہو گی یا نہیں ؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے ؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ (۶) تراویح کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تئیس ؟ (۷) کوئی شخص تراویح کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہو گا ؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خواں کے پیچھے نماز درست ہو گی یا نہیں ؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے ؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۱) (۲) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۲) (۳) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۳) (۴) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۴) (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تئیس رکعت افضل اور مسنون ہیں (۵) (۷) مجرم تو نہ ہو گا مگر تارک افضل وراجح ہو گا (۶) (۸) ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی (۷) (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نماز میں کیا تصور کیا جائے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئیے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

---

(۱) قولہ تعالیٰ ص " واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا " الآیۃ (آل عمران : ۱۰۳) وقولہ تعالیٰ : " ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم " (انفال : ٤٦)
(۲) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں 'ائمہ اربعہ پر طعن اور سب و شتم کریں اور اہل السنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں۔
(۳) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ متبدع ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاوی باب الإمامۃ والجماعۃ ۱/ ۲۵۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)
(٤) وھی ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ الخ (الدرالمختار' باب العیدین ۲ / ۱۷۲ ' ط سعید)
(٥) و عن یزید بن رومان أنہ قال : " کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ (آثار السنن' باب التراویح بعشرین رکعۃ' ص ۲۰۵ ' ط امدادیہ)
(٦) وھی عشرون رکعۃ (درمختار) و فی الشامیہ : " ھو قول الجمھور' و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (باب الوتر والنوافل' مبحث التراویح ۲/ ٤٥ ط سعید)
(۷) والأحق بالإمامۃ تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحکام الصلاۃ ثم الأحسن تلاوۃ و تجویداً للقراءۃ الخ (التنویر وشرحہ' باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۷ ' ط سعید)
(۸) إن الذین یکتمون ماأنزلنا من البینت والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللعنون (بقرۃ: ۱۵۹)

سجود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۷۸۶) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام' رکوع' سجود اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایۃ المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

---

(۱) أن تعبد الله كأنك تراه وإن لم تكن تراه فإنه يراك الحديث (مسلم' كتاب الإيمان ۱/ ۲۷' ط قديمي كتب خانه' كراچي)